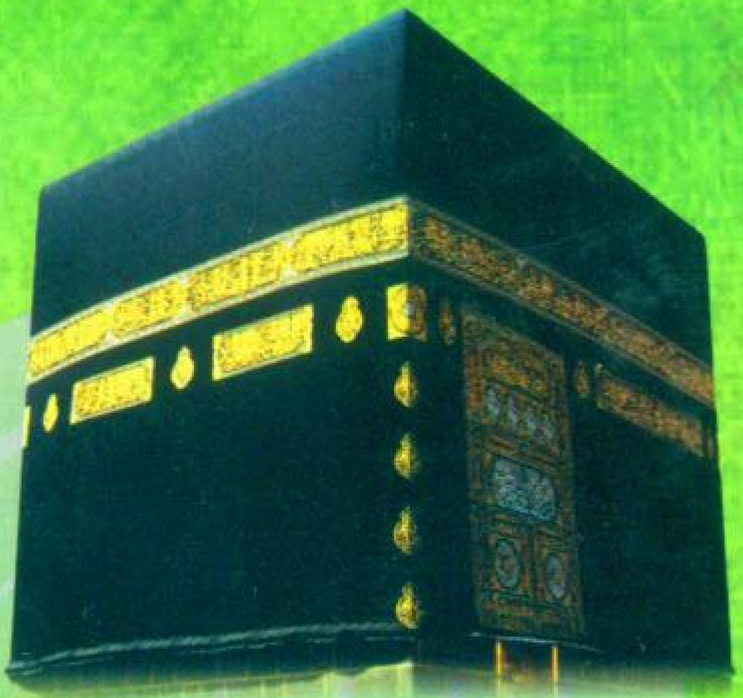

باادب اہلِ حدیث

تالیف:

شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم العالیہ

پی ایچ ڈی (امریکہ)

Privacy

WWW.UBQARI.ORG

با ادب
اہلِ حدیث

تالیف:

شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم
(پی۔ایچ۔ڈی: امریکہ)

عبقری پبلیکیشنز

عالمی مرکز روحانیت وامن' عبقری اسٹریٹ

نزد قرطبہ مسجد' مزنگ چونگی' لاہور

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : باادب اہل حدیث
تالیف : شیخ الوظائف حضرت حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی دامت برکاتہم
ترتیب : ڈاکٹر محمد عثمان سلفی حفظہ اللہ
ناشر : دفتر ماہنامہ عبقری، عالمی مرکز روحانیت وامن، قرطبہ چوک لاہور
سن اشاعت : 2018ء
قیمت : 350/= روپے

خط وکتابت کا پتہ: عالمی مرکز روحانیت وامن قرطبہ چوک
قرطبہ مسجد، عبقری اسٹریٹ، مزنگ چونگی لاہور

فون/فیکس: 042-37425801,37425802,37425803
E-mail:contact@ubqari.org
website:www.ubqari.org
Facebook.com/ubqari
Youtube.com/ubqariTasbeehKhana

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ الفاظ، آیات، احادیث اور حوالہ جات میں کوئی غلطی نہ ہو۔ لیکن پھر بھی ہر پل خود کو قابل اصلاح سمجھتے ہیں۔ آپ کی تحقیقی نظر کہیں کسی غلطی یا قابل اصلاح پہلو کی طرف جائے تو خود ہی اصلاح کرلیں، اور ادارہ کو بھی اطلاع کردیں، مشکور رہیں گے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf
WWW.UBQARI.ORG

فہرست مضامین

7	انتساب
8	حال دل
11	ادب کس کا؟ کیوں؟ اور کیسے
13	سب سے زیادہ ادب کس نے کیا؟
15	نماز کے دوران قابل افسوس حالت
17	موحد علماء وصوفیاء کی نظر میں ادب الٰہی کے زینے
19	فرقہ وارانہ بحث کی مصروفیت
23	ادبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں دیکھی مثال
25	توحید کا شکریہ ادا کرنے والے پر شرک کا فتویٰ
29	قبلے کا ادب کرنے پر دنیاوی فائدہ
31	علماء کیلئے مسجد کا خاص الخاص ادب
44	ماں کے سامنے سہم جانے والے امام وقت
54	مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم کی نظر میں ادب کی اہمیت
62	اسلاف کی زندگی آداب کا نمونہ
70	ولی اللہ کی بے ادبی کا نقد انجام
77	ذکرِ الٰہی کے ادب سے معرفت مل گئی
87	بے ادب دل کی بنجر زمین
94	جماعتِ اہل حدیث کے پیچھے روحانی بددُعا
106	نماز کو بگاڑنے سے خاتمہ خراب ہونے کا خطرہ
110	ماں کا نافرمان قبر میں جا کر گدھا بن گیا

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

115	اللہ کے ولی سے بغض رکھنے کی شامت
128	کبھی کسی درویش کا دل نہ دُکھانا، ورنہ۔۔۔!
133	صاحبِ کرامت بزرگ کی لوگوں پر ہیبت
148	سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا احترام
156	علماء اور صوفیاء کے لہجے میں ادب کا فرق
159	ولی کی گستاخی پر ٹائر پھٹ گئے
162	صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں مرشد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کا ادب
168	بڑے لوگوں کے خلاف بات کرنا ہماری اوقات نہیں
175	ننگے سر رہنے پر مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کی تحقیق
177	مولانا یزدانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں ادب کی نصیحت
183	نماز کے بعد دعا۔۔۔تمام اسلاف کا معمول
185	کیا ادب صرف حنفیوں کی میراث ہے؟
188	مردے کا ادب زندوں کی طرح کیا جائے
193	بسم اللہ کا ادب نہ کرنے والا ملعون ہے
195	لکھوی خاندان میں ادب کا رواج
197	صالحین کی مشابہت اختیار کرنے کا حکم
199	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بے ادبی والے زمانے سے پناہ مانگی
200	حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ادب کا نُور
201	مجذوب صرف اولیاء کا ادب کرتے ہیں
205	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے آداب
208	حقے کی وجہ سے زیارت نہ ہو سکی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

209	مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب پر خطاب
211	اہل اللہ کا گستاخ موحد نہیں ہوتا
213	شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ادب سیکھیں
214	محسن کشی کرنا یہودیوں کا شیوہ ہے
216	تنقید کرنے کی بجائے اپنی اصلاح پر زور دیں
217	اللہ کے ذکر میں فناء ہو کر معزز ہونا
218	دین اور توحید سراسر ادب ہے
219	ادب کی باریکیاں
220	توحید کے پرستار یا بے ادبی کے ٹھیکے دار
222	علماء کے اندر روحانی امراض زیادہ ہیں
223	ننگے سر نماز پڑھنا ایک ناپسندیدہ فعل
225	کھڑک فی الصلوٰۃ
226	غزنوی خاندان سے عقیدت کی وجہ
228	علماء کی بے اکرامی کرنے پر دلی صدمہ
230	ولی اللہ کی پریشانی سے آفت آسکتی ہے
231	رہبر کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت کا کمال
232	ائمہ کی شان میں گستاخی کرنا قابل نفرت ہے
233	زیارتِ قبور کے آداب
234	والدین کے فرمانبرداروں میں نام لکھوانے کا عمل
235	اسلاف کی نظر میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی تعظیم
237	اللہ تعالیٰ کی خشیت کا غلبہ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

240	امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بادشاہ کی عاجزی
241	صحرائی درویش نے بادشاہ کو ادب سکھا دیا
246	اللہ تعالیٰ کے ہاں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام
248	جنات عامل کی بجائے اولیاء کے غلام ہوتے ہیں
249	استاذ المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال تواضع
252	اللہ والوں کی گستاخی کا موت تک وبال
255	پیر کامل رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کرنے کی سزا
259	امام مسجد کو تنگ کرنے والے کی موت
261	مسجد کے لوٹے کی توہین کرنے کا انجام
263	فقیر کے سامنے غلط بیانی کرنے سے کنگال ہو گیا
264	مسجد کی بے ادبی کرنے پر زندگی اجڑ گئی
265	اسلاف کو دیکھ کر اپنی سمت درست کریں
266	ولی کامل کے احترام میں مندر بند کرنا
267	فتاویٰ ثنائیہ میں ادب کے موتی
269	ادب کی سمجھ، بہت بڑی سعادت
270	مسجد کی صفائی کے بدلے جنت
273	میت اور جنازے کا ادب
275	مہمانوں کا ادب
278	مجالس ذکر کی احادیث میں فضیلت
279	حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے والی زبان کا ادب
281	عالمی مرکزِ روحانیت دامن کی ادنیٰ سی جھلک

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

انتساب

حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام، جنہوں نے قرآن وسنت کے نور کو اپنے اندر اتنا جذب کیا کہ ان کی زبان اور قلم سے علوم معرفت کے سمندر جاری ہو گئے۔ جنہوں نے اپنی ذات میں ادب کو اتنا غالب کیا کہ اپنے مرشد حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں تقریر نہ کرتے، بلکہ خاموش بیٹھے رہتے۔ مجبوری کے باوجود بھی ان کے گھوڑے پر بیٹھنا خلافِ ادب سمجھتے اور گھوڑے کے ساتھ ساتھ پیدل ہی چلتے رہتے① اور جنہوں نے جہاں "تقویۃ الایمان" کے نام پہ توحید کی کتاب لکھی، وہیں "صراطِ مستقیم" اور "عبقات" کے عنوان سے اخلاق وادب کو بھی موضوع سخن بنایا۔ پس اللہ جل شانہٗ نے ان کی اداؤں کو اپنی بارگاہِ عالی میں اتنی زیادہ مقبولیت بخشی کہ انہیں شہادت کا جام پلا کر مرنے کے بعد بھی ہمیشہ کیلئے زندہ کر دیا۔

اللھم ارفع درجاتہ فی جنت الفردوس

① بحوالہ کتاب: باادب بانصیب، ص 55 مصنف مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمہ اللہ، ناشر: طارق اکیڈمی، فیصل آباد

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حال دل

اللہ جل شانہٗ کا سورۃ الملک میں ارشاد ہے: اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (ترجمہ) بابرکت ہے وہ ذات، جس نے موت وحیات کا سلسلہ اس لیے بنایا، تاکہ وہ تمہیں آزمائے، کہ تم میں سے کون خوبصورت عمل کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ اُعَلِّمُکُمْ (ابن ماجہ 313) میں تم لوگوں کیلئے اس باپ کی مانند ہوں، جو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتا ہے۔ یعنی جس طرح اولاد کو زندگی گزارنے کے اصول اور آداب سکھانا ہر باپ کی ذمہ داری ہوتی ہے، اسی طرح تمہاری تربیت کرنا میرا کام ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو قضائے حاجت کے آداب بتائے کہ پیشاب کرتے وقت قبلے کی طرف رُخ نہیں کرنا، دائیں ہاتھ سے استنجاء نہیں کرنا اور مٹی کے تین ڈھیلے استعمال کرنے ہیں۔ صحیح مسلم کی روایت کا مفہوم ہے کہ بعض مشرکین نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو طنز کیا کہ کیا تم ایسے پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ جڑے ہو، جو تمہیں استنجاء کرنا سکھاتے ہیں؟ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ولادت سے لے کر وفات تک دین و دنیا کا کوئی ایسا شعبہ نہیں چھوڑا، جس کے آداب نہ سکھائے ہوں (صحیح مسلم 262)

عبادات و معاملات ادا کرنے کا بہترین طریقہ:

مشہور عربی مقولہ ہے "اَلدِّیْنُ کُلُّہٗ اَدَبٌ" کہ دین سراسر ادب ہے۔ ہر وقت کا ادب، ہر حال کا ادب اور ہر مقام کا ایک ادب ہے۔ کوئی بھی عمل، چاہے وہ عبادات سے ہو، یا معاملات سے، انسان ہر عمل کرنے سے پہلے یہ سوچ کہ اس خدمت یا

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

عبادت کو سرانجام دینے کا بہترین طریقہ کون سا ہے؟ آیا کہ یہ عمل کرتے ہوئے اللہ جل شانہٗ مجھ سے راضی ہوگا یا نہیں؟ بقول شیخ الحدیث مولا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ، کہ اگر کوئی عمل کرتے ہوئے میں اللہ جل شانہٗ کو ہی پیارا نہ لگا، تو میرے پیدا ہونے کا کیا فائدہ؟ یعنی انہوں نے اس سادہ سے جملے میں درج بالا آیت کی مکمل تفسیر بیان کردی کہ انسان اپنی عبادات یا معاملات کی ادائیگی میں بھی لگا ہوا ہو، اس کے باوجود اللہ جل شانہٗ اس سے راضی بھی نہ ہو تو اس سے بہتر تھا کہ اس کی ماں اسے جنم ہی نہ دیتی۔ اس لیے میرے قابل احترام دوستو! ہر حال، ہر مقام اور ہر وقت اللہ جل شانہٗ کے پسندیدہ بندے بننے کے لیے ہمیں اس حال کا، اس مقام کا اور اس وقت کا ادب سیکھنا پڑے گا، تا کہ ہمارے اعمال چمکتے جائیں، ہماری زندگی مہکتی جائے اور ہم دن بہ دن اللہ جل شانہٗ کی نظروں میں محبوب سے محبوب تر بنتے جائیں۔

سید نذیر حسین دہلویؒ کے خلیفہ کا ادب:

کچھ عرصہ پہلے حکیم عبدالوحید سلیمانی مرحوم (ادارہ مطبوعاتِ سلیمانی) نے اپنے بیٹے عروہ وحید سلیمانی کی موجودگی میں راقم کو واقعہ سنایا کہ مولا سید محمد داؤد غزنوی علیہ الرحمہ کو صالحین سے شدید محبت تھی، اس لیے وہ اکثر اوقات علماء وصوفیاء حضرات کو ملنے جایا کرتے تھے۔ جن میں ہمارے دادا جان، وقت کی عظیم ولی اللہ ہستی، شیخ المشائخ مولانا صوفی محمد سلیمان صاحب روڑی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے، جنہیں حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں خلافت ملی ہوئی تھی۔ ایک دن مولانا محمد داؤد غزنوی علیہ الرحمہ ان کے ساتھ چلتے ہوئے مسجد سے باہر نکل رہے تھے کہ بے خیالی میں دایاں قدم پہلے باہر رکھ دیا۔ مولانا صوفی محمد سلیمان روڑی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ٹوک دیا اور فرمایا: داؤد! یہ خلافِ سنت ہے۔ مولانا داؤد غزنوی علیہ الرحمہ نے اسی وقت نہایت سعادت مندی سے جواب دیا: حضرت! میں تو آپ کے پاس اسی لیے آتا ہوں، تا کہ میری اصلاح ہوتی رہے اور میں کامل ادب سیکھ جاؤں۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

حالانکہ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے صدر تھے، اور بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور نامی گرامی سیاست دانوں کا یہ حال تھا کہ حضرت غزنوی علیہ الرحمہ کی موجودگی میں انہیں بات کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے اپنے آپ کو ہر وقت اصلاح کا محتاج سمجھتے ہوئے صالحین کی صحبت اختیار کی اور ان سے پوچھ پوچھ کر اور ان کی مان مان کر چلتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی جماعتِ اہل حدیث میں ان کا نام زندہ اور روشن ہے۔

قیامت کے دن سب سے وزنی عمل:

زیرِ نظر کتاب "ادب اور اہل حدیث" میں اسی پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اہل حدیث آداب و اخلاق کے کس مقام پر فائز تھے، تاکہ اَسلاف کا آئینہ سامنے رکھ کر اَخلاف کو اپنی حالت سنوارنے میں مدد ملے اور موجودہ دور میں ہم آداب و اخلاق کے اسی معیار پر واپس پلٹ جائیں، جس کی بدولت "اہلحدیث" واقعی "اہل حدیث" اور سب کے لیے قابلِ رشک نمونہ ہوا کرتے تھے۔ قیامت کے دن میزانِ عمل میں سب سے زیادہ وزن آداب و اخلاق ہی کا ہوگا۔ پس ادب سیکھنے اور آداب و اخلاق کا مجموعہ بننے میں ہی ہر طرح کی خیر اور برکت ہے، ورنہ خدانخواستہ بے ادب شخص اللہ جل شانہ کے اس فضل سے محروم رہتا ہے، جو ہر وقت بے پایاں برس رہا ہے۔ آئیں دیکھتے ہیں کہ اسلاف اہل حدیث میں بے ادبی سے بچنے پر کتنا زور دیا جاتا تھا اور اولیاء اللہ کی توہین کرنے والے گستاخ لوگ کس طرح عبرت کا نشان بنے؟ اور ان کی زندگی سے خیر و برکت کا باب کس طرح بند ہوا؟ اللہ جل شانہٗ سے دعا ہے کہ ہمیں کامل ادب اور صادق طلب عطا فرمائے۔ آمین

خواستگارِ اخلاص و عمل

بندہ حکیم محمد طارق محمود مجذوبی چغتائی عفی عنہٗ

(پی۔ ایچ۔ ڈی امریکہ)

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM باادب اہل حدیث | Vebuka.com

ادب کس کا، کیوں اور کیسے؟

مصنف: مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ملنے کا پتہ: مکتبہ دار السلام اردو بازار لاہور

مختصر تعارف:

مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم شخصیت ہیں، جن کے خاندان سے اللہ جل شانہٗ نے سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ میں توحید و سنت کا نور پھیلانے کی بہت زیادہ خدمت لی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جدِّ امجد مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "کرامات اہل حدیث" شہرت و مقبولیت کی بلند چوٹیوں پر پہنچی، مگر اس میں جماعت اہل حدیث کے صرف پانچ علماء وصوفیاء کی کرامات کا ذکر تھا۔ مولانا محمد ادریس فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید ستائیس علمائے اہلِ حدیث کی کرامات جمع کر کے اس کتاب کا نیا ایڈیشن متعارف کرایا، جو سالہا سال مکتبہ دار السلام لاہور سے فروخت ہوتا رہا۔ "ماہنامہ ضیائے حدیث" بھی مولانا محمد ادریس فاروقی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی جاری کیا تھا، جو ابھی تک ان کے فرزندِ ارجمند مولانا محمد نعمان فاروقی حفظہ اللہ کی زیرِ ادارت شائع ہو رہا ہے۔ زیرِ نظر کتاب "ادب کس کا؟ کیوں؟ اور کیسے؟" میں خالق سے لے کر مخلوق تک اور مخلوق میں انبیاء علیہم السلام سے لے کر عام امتیوں تک ہر طبقے کا ادب سکھانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ اب یہ انحصار ہم پر ہے کہ ہم ان قیمتی باتوں سے کتنا سبق حاصل کرتے اور اپنی عملی زندگی میں ان آداب کو خود پر کتنا لاگو کرتے ہیں۔ خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتنا زیادہ ادب تھا کہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ خیر آنے پر بے ساختہ رو پڑتے اور بعض اوقات ہچکی بندھ جاتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والہانہ عشق اور دیگر بزرگان دین رحمہم اللہ کے ساتھ سچی عقیدت کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ان مبارک ہستیوں کی زیارت بھی ہوا کرتی تھی

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 12/273

(دیکھیں کتاب: ادب کس کا، کیوں اور کیسے۔ ص 13) آئیں کچھ لمحات ہم بھی ان کی بابرکت محفل میں بیٹھ کر ادب سیکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، تاکہ اللہ جل شانہ کی رحمت کا کوئی چھینٹا ہم پر بھی پڑ جائے (از: مرتب)

ادب جیسی کوئی میراث نہیں:

دین ہو یا دنیا، اس میں ادب کو خاص مقام حاصل ہے' ہر موڑ پر ادب کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ادب سے مراد کسی بھی کام کا قرینہ' سلیقہ' اچھا طریقہ اور قابل تحسین انداز ہے اور اس کا مظاہرہ ہر وقت' ہر جگہ اور ہر حال سے ہوتا ہے۔ جو ان باتوں کا بطور خاص خیال رکھے' باادب کہلاتا ہے اور جو ان خوبصورت باتوں سے استغنا برتے اور کسی قاعدے کلیے کی پرواہ نہ کرے' بے ادب شمار ہوتا ہے۔ عربی مقولہ ہے: "لا میراث کالادب" ترجمہ: ادب جیسی کوئی میراث نہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ: "الادب جنة للناس" ترجمہ: ادب لوگوں کیلئے ڈھال ہے۔ ادب کو ڈھال اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کی بدولت ذلت اور خجالت سے بچا جا سکتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے فرماتے ہیں: الدین کله ادب ترجمہ: دین سب کا سب ادب ہے۔ مطلب یہ کہ دین کی ہر بات ہمیں ادب سکھاتی ہے اور اس کی جملہ تعلیمات وہدایات مبنی برادب ہیں۔

خالق ومخلوق کے ادب میں فرق:

ایک ادب خالق کا ہے اور ایک ادب مخلوق کا ہے۔ پھر مخلوق میں بھی مختلف مدارج ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام' اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اور ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم کا اپنی اپنی جگہ ادب ضروری ہے' بلکہ اگر وسیع نظر سے دیکھا جائے تو ملائکہ' آسمانی کتابوں' مرسلین علیہم السلام' اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین' ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم' اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم' امراء'

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

والدین‘ اساتذہ‘ علماء‘ سن رسیدہ‘ ہم عمر و ہم پیشہ ساتھیوں اور ہمسائیوں، غرض یہ کہ سب کا ادب بجالانا ضروری ہے (بحوالہ کتاب: ادب کس کا‘ کیوں اور کیسے؟ ص: 15۔16)

ادب کے باب کا آغاز:

ادب کے باب میں آغاز اللہ تعالیٰ سے کرنا چاہئے‘ سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر اللہ مالک الملک کے ادب کے تذکرہ ہونا چاہئے کیونکہ سب شخصیتوں کا ادب اسی کا رہین منت ہے‘ یعنی سب کا ادب اسی معبود حقیقی کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اگر نبی ہے تو اللہ کا‘ ولی ہے تو اللہ کا‘ عابد ہے تو اللہ کا‘ گویا اللہ کے تعلق ہی کی بناء پر سب کو کمال حاصل ہوا۔ اس کے تعلق کے بغیر کسی کا اپنا اور ذاتی کوئی کمال نہیں۔

سب سے زیادہ ادب کس نے کیا:

جس طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کر کے اللہ تعالیٰ کے ادب کا کوئی فائدہ نہیں‘ ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ کی شان میں بے ادبی کا ارتکاب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا بھی مطلق فائدہ نہیں۔ بلکہ یہ خود منشائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سراسر منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ادب خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور ایسا کیا کہ حق ادا کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر اللہ تعالیٰ کا ادب کسی نے کیا ہے نہ کر سکتا ہے (بحوالہ: ادب کس کا‘ کیوں اور کیسے؟ ص: 17-18)

آدم علیہ السلام کی نظر میں اللہ جل شانہٗ کا ادب:

حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے زمین پر آ گئے تو آدم و حوا علیہما السلام نے بڑے ہی عجز و انکسار سے عرض کیا: رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا‘ اگر آپ نے ہماری بخشش نہ کی اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم ظلم کرنے والوں میں ہو جائیں گے“ (الاعراف: 23) یہاں دیکھیں کہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے کس قدر با ادب جملے ہیں۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب:

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم جامع تھے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی جامع ہے اور رب تعالیٰ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی دعا، یا درخواست کی، اس کا ایک ایک لفظ ادب و محبت میں ڈوب کر پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر لفظ موتیوں کی طرح چمک رہا ہے۔ اللہ کرے، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے ادب وشوق کا نمونہ سیکھ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ لم یزل میں سراپائے عجز و نیاز بن کر مختلف پیرایوں میں عرض گزار ہیں: رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ رجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں ملتجی ہوتے: يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ ترجمہ: اے زندہ، اے قائم! میں تیری رحمت کے وسیلے سے تجھ سے فریاد کرتا ہوں۔ (بحوالہ کتاب: ادب کس کا کیوں اور کیسے؟ ص: 27--19)

اللہ جل شانہٗ کا نام لینے میں ادب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لیتے ہوئے ادب کا خیال رکھنے کی تعلیم دیتے تھے۔ اسی لئے اکثر احادیث میں لفظ "اللہ" کے ساتھ "عزوجل" (زبردست اور جلالت والا) کے الفاظ ملتے ہیں۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. (ترجمہ) جس نے اللہ کے کلمے کی سربلندی کیلئے قتال کیا تو وہی اللہ عزوجل کے راستے میں ہے (صحیح البخاری حدیث: 123) اسی طرح اللہ کے نام کے ساتھ "تبارك و تعالىٰ" کی صفات کا استعمال بھی فرماتے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ. ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کے آخری تہائی میں آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے (صحیح البخاری' حدیث:1145)"جَلَّ جَلَالُهُ" کی صفت بھی آپ ﷺ اللہ کے نام کے ساتھ استعمال فرماتے تھے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:اِتَّقُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَاِنَّهَا تُحْمَلُ عَلَى الْغَمَامِ يَقُولُ اللهُ جَلَّ جَلَالُهُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ" ترجمہ: مظلوم کی آہ سے محفوظ رہو وہ بادلوں کے اوپر اٹھائی جاتی ہے۔اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: میری عزت و جلال کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ عرصے بعد ہی سہی" (السلسلة الصحیحہ:2/444' حدیث:870)(بحوالہ:ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟'ص:29-30)

اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا ادب:

نماز اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کا ایک موقع ہے' آپ ﷺ نے دانت' بدن' کپڑوں' نیت اور جگہ کی طہارت سے لے کر وضو تک اور خشوع و خضوع کی کیفیات سے لے کر نماز کی ظاہری صورت تک بہت سے ادب امت کو سکھلائے ہیں' مثلاً کسی اور سے گفتگو نہیں کرنی' سر جھکا کر کھڑا ہونا ہے' کپڑوں کو سمیٹنا اور ڈاڑھی اور بالوں وغیرہ سے کھیلنا نہیں ہے' اطمینان اور سکون اختیار کرنا ہے اور توجہ مرکوز رکھنی ہے۔ نماز کیلئے چل کر آنے میں وقار اور سکینت کا حکم دیا ہے' یہ سب بارگاہ الٰہی کا ادب ہی تو ہے

نماز کے دوران قابل افسوس حالت:

قارئین! یہاں مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم کے الفاظ یاد آ رہے ہیں کہ اب ہماری نماز کے ادب اور خشوع و خضوع کی خدانخواستہ یہ حالت ہو چکی ہے کہ نماز پڑھنے کے دوران ہر شخص کو یہ خیال دامن گیر ہوتا ہے کہ "کھرک فی الصلوٰۃ" بھی ایک اہم مسئلہ ہے، جس پر عمل کرنا ضروری ہے(بحوالہ کتاب: نقوش عظمت رفتہ، ص 24 ناشر: محمد ابوبکر قدوسی ،مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور)اس لیے نمازی جسم کے مختلف حصوں پر خارش کرتے کرتے ہی سلام پھیر کر فارغ ہو جاتا ہے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ساتھ کھڑا شخص بھی اس بے چارے کو دیکھ کر مسنون دعا "الحمد لله الذی عافانی مما ابتلاك به وفضلنی علیٰ کثیر ممن خلق تفضیلا" اس نیت سے پڑھنے لگ جاتا ہے، کہ شاید یہ بے چارہ خارش کا مریض ہے، اس کی الرجی کہیں مجھ میں منتقل نہ ہوجائے۔ بھلا خارش کرتے ہوئے، کپڑے ٹھیک کرتے ہوئے یا رومال کو سنوارتے ہوئے پڑھی جانے والی نماز اللہ جل شانہٗ کے ہاں جا کر ہمارے لیے خیر کے فیصلے کروائے گی یا بدبختی کی مہر لگوائے گی؟ پشاور کا واقعہ ہے کہ ایک شخص اسی مصروفیت میں نماز پڑھ کے فارغ ہوا، تو ساتھ بیٹھے ایک صاحب کہنے لگے: بھائی! آپ کی نماز تو مجھے ہی اچھی نہیں لگی، اللہ پاک کو کیسے پسند آئے گی؟ میرے محترم دوستو! کیا ہمیں جسم پر خارش کرنے، بار بار کھانسنے اور کپڑے اور رومال سنوارنے کا موقع صرف نماز میں ہی ملتا ہے؟ یہ کیسی افسوس ناک حالت ہے، جو ہم اختیار کیے ہوئے ہیں (از: مرتب)

اللہ تعالیٰ کے ذکر کا ادب:

مدینہ منورہ کے قریب "بئر جمل" نامی جگہ کی طرف سے آپ ﷺ تشریف لا رہے تھے' آپ ﷺ کو ایک شخص ملا اس نے سلام کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔ پھر آپ ﷺ ایک دیوار تک آئے اور اپنے چہرے مبارک اور ہاتھوں کا مسح کیا' اس کے بعد سلام کا جواب دیا (صحیح مسلم' حدیث:369)

آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب کیوں نہ دیا؟ اس سوال کا جواب سنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے: اِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللهَ تَعَالَى ذِكْرَهُ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ. "بے شک میں نامناسب سمجھتا ہوں کہ طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں (سنن ابی داؤد حدیث 17)

قارئین! غور کریں کہ حضور ﷺ نے ادب کی کیسی بہترین مثال پیش فرمائی کہ سلام کا جواب دینے میں بھی طہارت کا خیال مدنظر رکھا۔ یعنی اس حدیث سے اہل حدیث کو یہ سبق ملتا ہے کہ ہر وقت باوضو رہنے والی سنت پر بھی رفع الیدین اور آمین

www.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

بالجہر ہی کی طرح عمل کیا جائے، کیونکہ یہ بھی اسی اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

قربان جائیں اپنے ان باادب اسلاف پر، جو ہر وقت باوضو رہتے تھے، جن کی ماؤں نے بھی وضو ہی کی حالت میں انہیں دودھ پلانے کا اہتمام کیا تھا، اور اس چھوٹے سے عمل کی اتنی بڑی برکت ملی کہ اللہ پاک نے ان اسلاف کو بے شمار لوگوں کی زندگی بدلنے کا ذریعہ بنادیا (از: مرتب)

اللہ تعالیٰ کا نام لکھنے میں ادب:

نبی کریم ﷺ نے شاہِ روم ہرقل کو مکتوب بھیجنا تھا' آپ ﷺ نے اس کا اظہار کیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہنے لگے: جب آپ ﷺ کے خط پر مہر نہیں لگی ہوگی تو وہ تو نہیں پڑھیں گے۔ آپ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی نما مہر بنوائی۔ اس کی ایک سطر میں لفظ "محمد" (ﷺ) ایک سطر میں "رسول" اور ایک سطر میں "اللہ" لکھا ہوا تھا (صحیح البخاری' حدیث: 5878) یہ تین سطریں پڑھنے کی ترتیب سے اگرچہ لفظ محمد (ﷺ) سے شروع ہوتی تھیں مگر آپ ﷺ نے اوپر والی سطر میں لفظ "اللہ" لکھوادیا' درمیانی سطر میں "رسول" اور آخری سطر میں "محمد" (ﷺ) یہ ہے نبی ﷺ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا ادب (بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟' ص: 29 تا 35)

موحد علماء وصوفیاء کی نظر میں ادبِ الٰہی کے زینے:

سب سے اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت ہونی چاہئے' آدمی کو جب تک کسی کی صحیح پہچان (معرفت) نہ ہوگی وہ اس کا صحیح ادب بجا نہیں لاسکے گا۔ ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اَلْمُؤْمِنُ إِذَا عَرَفَ رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَّ أَحَبَّهٗ وَإِذَا أَحَبَّهٗ أَقْبَلَ إِلَيْهِ" (موسوعة نضرة النعيم: 3454/8) ترجمہ: مومن جب اللہ عزوجل کو پہچانے گا تو اس سے محبت کرے گا اور جب اس سے محبت کرے گا تو

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

پھر اسی کی طرف متوجہ رہے گا۔ اسی طرح امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مَنْ ذَاقَ طَعْمَ الْمَعْرِفَةِ وَجَدَ طَعْمَ الْمَحَبَّةِ، فَالرِّضَاءُ مِنْ جُمْلَةِ ثَمَرَاتِ الْمَعْرِفَةِ" (صید الخاطر 1 /30) ترجمہ: جس نے معرفت کا ذائقہ چکھ لیا اس نے محبت کی لذت پالی اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنا معرفت ہی کے نتیجے میں ہے۔

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَعْرِفَةُ اللهِ وَمَحَبَّتُهُ، فَحَظُّهُ الظُّلْمَةُ وَالضِّيقُ" (الفوائد:33) ترجمہ: جب دل میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت نہ ہو تو پھر دل تاریکی و تنگی سے دوچار رہتا ہے۔

حضرت علی بن عثمان الہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اما هر که بخداوند تعالیٰ راہ داند از خلق حاجت نخواهد، که حاجت بخلق دلیل بے معرفتے بود" اِسْتِعَانَةُ الْمَخْلُوقِ مِنَ الْمَخْلُوقِ كَاسْتِعَانَةِ الْمَسْجُونِ مِنَ الْمَسْجُونِ" (کشف المحجوب ص:98) ترجمہ: جسے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو ' اسے مخلوق کی حاجت نہیں رہتی' مخلوق کا مخلوق سے مدد لینا ایسے ہی ہے' جس طرح قیدی کا قیدی سے مدد لینا ہوتا ہے۔ کیونکہ دونوں ہی مجبور و بے بس ہیں۔

شیخ ابن یعقوب فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیے: مَنْ عَرَفَ اللهَ تَعَالَى صَفَالَهُ الْعَيْشُ، وَطَابَتْ لَهُ الْحَيٰوةُ وَهَابَهُ كُلُّ شَيْءٍ، وَذَهَبَ عَنْهُ خَوْفُ الْمَخْلُوقِينَ وَأَنِسَ بِاللهِ" ترجمہ: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا، اس کی زندگی پاکیزہ ہوگئی اور عیش و نشاط سے ہمکنار ہوگئی اور مخلوق کا خوف اس کے دل سے نکل گیا اور وہ اپنے رب سے مانوس ہو گیا (بصائر ذوی بصیرۃ فی عرف: 4/52)

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: يَخْرُجُ الْعَارِفُ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَقْضِ وَطَرَهُ مِنْ شَيْئَيْنِ: بُكَاءُهُ عَلَى نَفْسِهِ، وَثَنَاءُهُ عَلَى رَبِّهِ: حق تعالیٰ کی معرفت رکھنے والا شخص جب دنیا سے جاتا ہے تو دو چیزوں کے متعلق اس کی خواہش پوری نہیں ہوتی: ایک اپنے رب کے تصور سے رونا اور دوسری اپنے رب کی جی بھر کر تعریف کرنا (بصائر ذوی بصیرۃ)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

فرقہ وارانہ بحث کی مصروفیت:

دیکھا آپ نے! کس قدر فوائد ہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اور کس قدر ضروری ہے معرفت الٰہی؟ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ادب کا پاس نہیں کیا دراصل وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محروم ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کی جائے۔ اللہ کرے ہمارے اہل علم وقلم ہمت کر کے عوام کے سامنے یہ خوبصورت مضامین بھی رکھیں، مگر انہیں کئی کئی مہینے اپنے فرقہ وارانہ موضوعات اور فتویٰ بازی سے فرصت نہیں ملتی۔ وہ لوگوں کی نبضیں دیکھ کر ان کے ساتھ چلتے ہیں حالانکہ انہیں لوگوں کو اپنے ساتھ چلانا چاہئے اور خود قرآن وحدیث کی جلو میں آجانا چاہئے (بحوالہ کتاب: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟ ص: 36 تا 40)

لوگوں کو آپس میں لڑانے کی محنت:

قارئین! مولانا محمد ادریس فاروقی علیہ الرحمہ نے کئی برس پہلے یہ بات لکھی تھی۔ اب تو حالات اس سے بھی زیادہ بگڑ چکے ہیں۔ جڑانوالہ کے ایک اہل حدیث ساتھی کہنے لگے: اللہ معاف کرے، اب خطیبوں کا بھی عجیب مزاج بن گیا ہے۔ پوچھا، وہ کیسے؟ کہنے لگے: جلسہ ہم کرواتے ہیں، پیسہ ہم لگاتے ہیں، کھانے ہم پکواتے ہیں، خطیب صاحب کی فیس ہم ادا کرتے ہیں، ان کے آنے جانے کی ٹائر گھسائی ہم دیتے ہیں، نعرے لگالگا کے سونے والوں کو ہم جگاتے ہیں، مگر خطیب صاحب درس کسی اور کو دے جاتے ہیں۔ جو مجمع سامنے بیٹھا ہوتا ہے، خطیب صاحب ان کی اصلاح کے لیے، انہیں ادب اور اخلاق سکھانے کیلئے اور انہیں سچا مسلمان بنانے کے لیے کوئی ایک بات بھی نہیں کرتے (الا ماشاء اللہ) مگر جو سات گلیاں چھوڑ کے مسجد واقع ہوتی ہے، اس کے خلاف خطیبِ شعلہ بیاں تقریر دلپذیر ارشاد فرما کر، ہمارے دلوں میں نفرتوں کا بیج بو کر اور ہمیں آپس میں لڑوا کر خود چلتے بنتے ہیں، جبکہ ہماری ایمانی اور

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

روحانی کمزوریاں جوں کی توں قائم رہتی ہیں۔اس لیے ہمیں جلسہ کروانے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہوتا۔کیا تقریر کرنے کیلئے علماء کے پاس صرف اختلافی موضوع ہی رہ گئے ہیں؟ وہ کیسا قابل رشک دور تھا، جب ہمارے اسلاف علماء میلوں لمبا سفر کر کے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دین کی تبلیغ کرتے اور لوگوں کو قرآن وسنت کا عامل بنانا ہی ان کا مقصد ہوتا تھا(از:مرتب)

انبیائے کرام علیہم السلام کا ادب:

انبیاء ومرسلین علیہم السلام کا ادب یہ ہے کہ سب کا دل وجان سے اقرار کریں' ان کی تعلیمات سے استفادہ کریں' ان سے عقیدت ومحبت رکھیں' ان کا ذکر اچھے الفاظ میں کریں' ان کے حالات وواقعات کا مطالعہ کریں' ہمیشہ ان کا ادب سے نام لیں' ٹیڑھا نام بلانا تو عام آدمی کا بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا بلایا جائے۔بعض علاقوں اور قوموں میں نام بگاڑ کر بلانے کی عادت ہوتی ہے' مثلاً اشرف کو اَچھو' اکرم کو اَکو' عبدالرشید کو شیدا' کرم الٰہی کو کرموں وغیرہ کہتے ہیں۔اسی طرح جن بچوں اور بڑوں کے نام انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں پر ہوتے ہیں وہ ان کے نام بگاڑنے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔مثلاً موسیٰ نے کہا تھا' کو موسے نے کہا تھا۔عیسیٰ نے دکان بند کردی کو عیسے نے دکان بند کردی اور بڑے دکھ کی بات یہ ہے کہ اعلیٰ و مبارک اسم گرامی ''محمد'' کو بگاڑنے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے (ﷺ) یاد رکھئے! یہ حضرت نبی کریم ﷺ کی بے ادبی اور بہت بڑا گناہ ہے' مسلمان پہلے حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے خود ادب آداب سیکھیں' پھر دوسروں کو سکھائیں' جو اس دولت سے خود محروم ہوں وہ دوسروں کو کیا سکھا سکتے ہیں؟

قرآن مجید میں ادب نبوی ﷺ کی تعلیمات:

ایک خاص حلقے کی طرف سے اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی

facebook.com/Salfi.tasawuf

بعثت کا مقصد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے اور بس! مگر اللہ تعالیٰ نے بعثت کے مقصد میں تعظیم و توقیر کو بھی شامل فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شٰهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيۡرًا ﴿۸﴾ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ تُعَزِّرُوۡهُ وَ تُوَقِّرُوۡهُ (الفتح:8-9) ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا اور متنبہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور انہیں قوت دو اور ان کی توقیر کرو۔ اسی طرح ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت بھی بہت وسیع مفہوم رکھتی ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ (الحجرات:2) ترجمہ: اے اہل ایمان! اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو اور آپس میں ایک دوسرے سے بات کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچی بات نہ کرو، کہیں تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں شعور تک نہ ہو" اتنا بڑا ادب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی اور سے گفتگو کرتے ہوئے بھی آواز اونچی نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہوتے ہوئے بھی آواز بلند نہ ہو اور اس کا خیال نہ رکھنے پر اعمال کے برباد ہونے کی وعید آئیے! تاریخ کے ورق الٹتے ہیں۔

بلند آواز ہونے پر احتیاط:

جب یہ آیت اتری تو "خطیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم" سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے احتیاط کرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں نہ دیکھا تو ان کے بارے میں دریافت فرمایا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان کے بارے میں معلومات لاتا ہوں وہ صحابی رضی اللہ عنہ جب ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے تو وہ سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: آپ کو کیا ہوا؟ ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے: بڑی مشکل میں ہوں، دراصل ثابت رضی اللہ عنہ کی آواز قدرے اونچی تھی، انہیں خدشہ تھا کہ ان کی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

آواز آپ ﷺ کی آواز سے بلند نہ ہو جائے اور ان کے عمل ضائع نہ ہو جائیں اور وہ جہنم کے حقدار نہ بن جائیں۔ وہ صحابی رضی اللہ عنہ ان کے یہ احساسات لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اذهب اليه فقل له: انك لست من اهل النار، ولكن انت من اهل الجنة"(صحيح البخاري، التفسير، سورة الحجرات، حديث:4846) فرمایا: جاؤ اور انہیں کہہ دو کہ تم جہنم والوں سے نہیں بلکہ جنتیوں میں سے ہو۔

عقیدے کے ساتھ ادب بھی درست کریں:

صحابی رسول سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بالکل درست تھا، مگر رسالت مآب ﷺ کے ادب و احترام کا جذبہ بھی اسی قدر موجزن تھا' انہوں نے شرک و کفر یا اختراع و بدعت تو نہیں کی تھی' پھر وہ کیوں اتنے محتاط ہو گئے؟ جبکہ ان کی آواز فطری طور پر اونچی تھی' اس لئے تو آپ ﷺ نے انہیں اس بات کی ضمانت دے دی کہ وہ جنتی ہیں۔ جس سے یہ بات لازمی سمجھ آتی ہے کہ انکے اعمال رائیگاں نہیں جائینگے' عقیدے کی درستگی کے ساتھ ساتھ ادب رسول اللہ ﷺ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ادب:

یہی آیت جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کانوں سے ٹکرائی تو اس کے بعد وہ آپ ﷺ سے اتنی دھیمی گفتگو کرنے لگے کہ خود رسول اللہ ﷺ کو بار بار پوچھ کر بات سمجھنی پڑتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تربیت کا اثر:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو شب و روز بارگاہِ الٰہی اور بارگاہِ نبوی ﷺ کے ادب کی تربیت لے رہے تھے، اس کا ان کی زندگیوں پر اثر بھی تھا۔ ایک ہی بات ہوا کا رخ بتا رہی ہے' وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کے ہاں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 23/273

اجمعین آتے رہتے تھے۔ اپنے مسائل کیلئے، اپنے فیصلوں کیلئے اور اپنی ضروریات کیلئے' سیدنا انس رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے خادم تھے' فرماتے ہیں کہ: ان ابواب النبی ﷺ کانت تقرع بالاظافیر" ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ کے گھر کے دروازوں پر ناخنوں سے دستک دی جاتی تھی۔ یعنی دروازے پر پورا ہاتھ بھی نہیں مارتے تھے (الادب المفرد: 1/37' حدیث: 1080' والسلسلۃ الصحیحۃ: 5/91' حدیث: 2012)

افضلیتِ مصطفیٰ ﷺ کا اظہار احتیاط کے ساتھ:

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا یوں تذکرہ کرنا جس میں ان کا آپس میں مقابلہ یا دوسرے نبی کیلئے اہانت کا پہلو پایا جائے' جائز نہیں۔ احادیث صحیحہ میں سوچ اور گفتگو کے ایسے اسلوب کو دوسرے نبیؑ کی بے ادبی ہونے کی وجہ سے پسند نہیں کیا گیا۔ صحیح بخاری کی حدیث مبارکہ ہے: لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ" انبیائے کرام علیہم السلام کے مابین مجھے فضیلت نہ دو (صحیح البخاری' احادیث الانبیاء' حدیث: 3414) لہٰذا ہمیں کسی بھی نبی علیہ السلام کی ادنیٰ سی بے ادبی کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

ادبِ نبوی ﷺ کی آنکھوں دیکھی مثال:

کفار کے سفیر عروہ بن مسعود ثقفی کا چشم دید نظارہ پڑھنے کے قابل ہے' عروہ کہتا ہے: وَاللهِ! اَنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا"۔ (صحیح البخاری، الشروط، باب الشروط فی الجهاد، حدیث 2731)

ترجمہ: میں نے کبھی کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اسکے درباری اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں، جتنی محمد ﷺ کے ساتھی محمد ﷺ کی کرتے ہیں۔ زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کا وہ قول کس قدر ایمان افروز ہے، جو اپنی شہادت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: وَاللهِ! مَا أُحِبُّ أَنَّ مُحَمَّدًا فِي مَكَانِهِ الَّذِي هُوَ فِيهِ تُصِيبُهُ شَوْكَةٌ تُؤْذِيهِ" ترجمہ: اللہ کی قسم! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ آپ ﷺ کو کوئی کانٹا بھی چبھے"۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

حضور ﷺ کی بے ادبی کی چند مثالیں:

قارئین! جس طرح حضور اکرم ﷺ کا ادب بجالانا بہت بڑا اعزاز اور بے حد کارِ ثواب ہے' ٹھیک اسی طرح آپ ﷺ کی بے ادبی کا ارتکاب بہت بڑی خجالت ورذالت اور حد درجہ گناہ ہے۔ آپ درج ذیل سطور کا غور سے مطالعہ فرما کر تہہ تک پہنچیں اور حضور ﷺ کی ان بے ادبیوں سے بچنے کی پوری کوشش کریں۔

1: آپ ﷺ کی اطاعت سے گریز کرنا' آپ ﷺ کی اتباع سے دور رہنا۔ 2: امتیوں کو آپ ﷺ سے بڑھا دینا یا برابر کر دینا۔ 3: احادیث یا ان کی اہمیت کا انکار کرنا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آپ ﷺ کے خاندان سے دوری اختیار کرنا۔ 4: آپ ﷺ کے مشن کے اجراء و احیاء میں کوئی رول ادا نہ کرنا' جیسے آپ ﷺ سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ 5: سنت سے اعراض یا سنت کا استخفاف کرنا۔ 6: قرآن و حدیث کی مجالس سے استغناء برتنا۔ 7: آپ ﷺ کے پیاروں اور آپ ﷺ کی پسندیدہ چیزوں اور اداؤں سے نفرت کرنا۔ 8: جن لوگوں اور جن چیزوں سے آپ ﷺ نے نفرت فرمائی ان کو پسند کرنا۔ 9: آپ ﷺ کے ذکر مبارک کو عام کرنے کا شوق نہ ہونا بلکہ اس کا طبیعت پر شاق گزرنا۔ 10: درود و سلام نہ پڑھنا اور اسے معمولی جاننا۔ 11: روضہ رسول ﷺ کی زیارت کا شوق نہ ہونا۔ 12: آپ ﷺ کے اسوہ و سیرت سے استغناء برتنا۔ 13: کسی بھی مسئلہ میں آپ ﷺ کو حاکم نہ بنانا۔ 14: آپ ﷺ کے اسم مبارک' نامہ مبارک یا حدیث مبارک کو پھاڑنا یا گراتا' یا زمین پر گرے پڑے نام مبارک کو نہ اٹھانا۔ 15: اپنی محافل و مجالس کو اللہ جل مجدہ اور حضور اکرم ﷺ کے ذکر و بیان سے خالی رکھنا۔ 16: نعتوں کو گانوں کی طرزوں اور دھنوں پر پڑھنا۔ 17: آپ ﷺ کے ذکر و بیان سے متاثر ہو کر جو شخص پرنم ہو جائے اس عظیم آدمی سے مذاق کرنا۔ 18: آپ ﷺ کا اسم گرامی سن یا پڑھ کر درود (ﷺ) نہ پڑھنا۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | Vebuka.com | با ادب اہل حدیث

مولانا ظفر علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے

جو کرنی ہے جہانگیری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کر
عرب کا تاج سر پر رکھ' خداوند عجم ہوجا

(بحوالہ کتاب: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟' ص:60تا79)

توحید کا شکریہ ادا کرنے والے پر شرک کا فتویٰ:

قارئین درج بالا سطور میں سے 17 نمبر والی بات کو ایک مرتبہ پھر پڑھیں" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و بیان سے متاثر ہوکر جو شخص پرنم ہوجائے اس عظیم آدمی سے مذاق کرنا" یعنی ایسا کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی میں شمار ہوگا۔ اب ایک چشم دید واقعہ سنیں۔ چند برس پہلے کی بات ہے کہ ایک شخص مدینہ منورہ میں روضۂ اطہر کے سامنے کھڑا نہ جانے کس کیفیت میں ڈوب کر بے اختیار رو رہا تھا۔ اتنے میں قریب سے گزرنے والے شخص نے فوراً فتویٰ لگا دیا کہ: کیا کر رہے ہو؟ یہ شرک ہے۔ محترم قارئین ذرا اس فتویٰ کی گہرائی میں اتریں اور تلاش کریں کہ شرک کا سانپ انہیں کہاں سے نظر آ گیا؟ ہمارے مشہور موحد بزرگ مولانا محمد ادریس فاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے متاثر ہوکر رونے والا آدمی "عظیم" ہے اور اس کا مذاق اڑانا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی ہے، دوسری طرف اسلاف کی تعلیمات سے بے خبر اور توحید کی باریکیوں سے ناآشنا شخص اس بات پر شرک کا فتویٰ لگا رہا ہے۔ اسے کیا خبر کہ رونے والا آدمی شاید یہی کہہ رہا ہو کہ یا اللہ! اپنے اس حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں درود و سلام نازل فرما، جنہوں نے ہمیں شرک و بدعت سے بچا کر توحید و سنت والی راہیں دکھائیں، جنہوں نے ہماری ابدالآباد آخرت سنوارنے والے اعمال بتائے، اگر یہ نہ آئے ہوتے تو آج ہم نہ جانے کس مندر میں بیٹھ کے پوجا کر رہے ہوتے اور یہ کہتے کہتے شکر گزاری کے جذبے سے اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے ہوں، بھلا اس میں کون سی شرک والی بات ہے؟ پھر ہم سے تو وہ اونٹنی ہی

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

بہتر تھی، جس نے حضور ﷺ کی جدائی میں آنسو بہاتے بہاتے جان دے دی۔ ہم سے تو وہ کھجور کا تنا ہی بہتر نکلا، جسے پہلے منبر رسول ﷺ کیلئے استعمال کیا جاتا تھا، بعد میں لکڑی کا منبر بن جانے پر اس کی سسکیاں مسجدِ نبویؐ شریف میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سنیں اور حضور ﷺ نے اس تنے کو دلاسہ دیا اور اپنے ساتھ جنت میں لے جانے کا وعدہ فرمایا۔ بھلا ہم اس کھجور کے تنے اور اس اونٹنی سے بھی نیچے گر چکے ہیں، جو حضور ﷺ کی یاد میں آنسو بہاتے تھے؟ عقیدۂ توحید میں احتیاط لازم ہے، مگر ہم جانور سے بدتر تو نہ بنیں (از: مرتب)

قرآن مجید کا ادب:

قرآن مجید دیگر سب کتابوں سے افضل اور اعلیٰ ہے، اس لئے کہ یہ اللہ احکم الحاکمین کا کلام ہے' جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات والائے صفات کا ادب اور احترام انتہائی ضروری ہے۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۔ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (البروج: 21-22)
ترجمہ: بلکہ یہ تو بڑی شان والا قرآن ہے' لوحِ محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے۔ اس آیت میں قرآن کو ''مجید'' قرار دیا ہے' مجید کا مطلب ہوتا ہے مجد و بزرگی والا' قابل احترام۔ اسی طرح دوسرے مقام پر ستاروں کے گرنے کی قسم کھا کر فرمایا: اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعة: 77-79) ترجمہ: بلاشبہ یہ نہایت معزز قرآن ہے' ایک محفوظ کتاب میں (درج) ہے' اسے پاک (فرشتے) ہی ہاتھ لگاتے ہیں۔ اس آیت میں قرآن مجید کو ''کریم'' قرار دیا گیا ہے جس کے معنی ہیں انتہائی تکریم کے لائق۔ الغرض! جب یہ کتاب دنیا کی سب کتابوں سے افضل اور اعلیٰ ہے کہ اس جیسی کوئی کتاب' سورت یا آیت نہیں ہے اور یہ ملک الملوک کا کلام ہے اور اس نے اسے قابل تعظیم و تکریم قرار دیا ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم بھی اس کا ادب و احترام کریں۔ دنیا کی کسی بھی کتاب کو پڑھنے کے

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

آداب نہیں ہیں، لیکن قرآن مجید ایسی کتاب ہے، جس کی تلاوت کے باقاعدہ آداب ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

تلاوت کے آداب:

قرآن مجید کے نازل کرنے والے اللہ احکم الحاکمین کی تعظیم دل و دماغ میں جاگزیں ہو۔ اس کو پڑھنے سے قبل شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا ضروری ہے۔ اسے ٹھہر ٹھہر کر مخارج کا لحاظ کرتے ہوئے پوری توجہ سے پڑھنا چاہئے۔ سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرنا اور قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا بھی اس کا ادب ہے۔ حدیث مبارکہ ہے: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللهَ وَرَسُولَهُ فَلْيَقْرَأْ فِي الْمُصْحَفِ" ترجمہ: جسے پسند ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے محبت کرے تو اسے چاہئے کہ وہ قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھے" (السلسلۃ الصحیحۃ: 5/341 حدیث: 2342) قرآن مجید کو خوش الحانی سے پڑھنا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ ترجمہ: جس نے قرآن مجید کو خوش الحانی سے نہ پڑھا وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ قرآن مجید پڑھا جارہا ہو تو اسے بھرپور توجہ سے سننا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا (الاعراف: 204) ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو خوب غور سے سنو اور بالکل خاموش رہو۔ اگر قرآن مجید کے پڑھنے میں دشواری اور اٹکن محسوس ہو تو پھر بھی پڑھنے کی کوشش کرنا، کیونکہ اس کا دوہرا اجر ہے۔ حدیث شریف میں ہے: وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ" (صحیح البخاری، التفسیر، سورۃ عبس، حدیث: 4937) ترجمہ: اور اس شخص کی کیفیت جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور اس کی پوری کوشش اور اہتمام کرتا ہے اور اسے مشقت بھی پیش آتی ہے تو اس کیلئے دوہرا اجر ہے۔ قرآن کریم کو یا اس کے غلاف کو میلا نہ ہونے دینا، نہ اسے پھٹنے دینا، نہ جلد اکھڑنے دینا، نہ اس پر ادھر اُدھر کی

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

باتیں لکھنا، حاملین قرآن، طلبائے کرام، حفاظ کرام، قرائے کرم اور علمائے عظام کو اہمیت دینا اور ان کا ادب واحترام کرنا۔ جس کتاب کی قدرومنزلت ہو تو یقیناً اس کا تقاضا یہ ہے کہ جو خوش نصیب اس کتاب کی تعلیم اور ترویج واشاعت میں شریک ہیں ان کا بھی احترام کیا جائے۔ قرآن مجید کے اوپر کسی اور چیز حتیٰ کہ کسی دینی کتاب کو بھی نہ رکھا جائے۔ قرآن مجید سب سے افضل اور اعلیٰ ہے، اسے بظاہر بھی اعلیٰ وبالا نظر آنا چاہیے۔ اسی طرح قرآن مجید کی طرف پیٹھ کرنا یا اس کی طرف پاؤں کرنا بھی درست نہیں (بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟ ص:83 تا 91)

احادیث مبارکہ کا ادب:

قرآن مجید کی طرح احادیث مصطفیٰ ﷺ کا ادب بھی ضروری ہے' یہ تمام انسانوں میں سے بہترین اور افضل ترین ہستی کی زبان مبارک سے جاری ہونے والے الفاظ ہیں۔ ان کی اہمیت اس قدر ہے کہ زبان نبوتؐ سے نکل کر ہمارے لئے دین بن گئے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: مَامِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوْتِيْتُهٗ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ اِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُوْنَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" ترجمہ: سابقہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو ایسے معجزات سے نوازا گیا جن کی بدولت لوگ ایمان لے آتے تھے۔ یقیناً مجھے وحی کی صورت میں یہ معجزہ عطا کیا گیا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کیا ہے' چنانچہ مجھے امید ہے روزِ قیامت میرے پیروکاروں کی تعداد دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کے متبعین سے زیادہ ہوگی (صحیح البخاری' حدیث:4981) الغرض! جیسے آپ ﷺ کی ذات تمام انسانوں میں سے افضل ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی "بات" (حدیث) بھی تمام انسانوں کی بات سے بہتر اور افضل ہے (بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟ ص:107۔108)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

عازمین مکہ کا احترام:

شریعت کی نگاہ میں بیت اللہ کا اور بیت اللہ کے عازمین کا بڑا احترام ہے۔ 12 اسلامی مہینوں میں سے 4 حرمت والے ہیں، جبکہ ان میں سے تین مہینوں کا تعلق اس گھر کے عازمین کے سلسلے میں ہے۔ یہ ذوالحجہ سے پہلے ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے بعد محرم الحرام کے مہینے ہیں، کہ حرم کی طرف آتے ہوئے اور واپس جاتے ہوئے بھی کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ ترجمہ: اور نہ بیت الحرام کا قصد کرنے والوں کی بے حرمتی کرو۔

قبلے کی طرف تھوکنے کی ممانعت:

ارشاد نبوی ﷺ ہے: فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ" ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اپنے قبلے کی طرف ہرگز نہ تھوکے۔ اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قبلے والی دیوار پر تھوک دیکھا تو اسے کھرچ دیا۔ (صحیح البخاری، حدیث: 407) علاوہ ازیں آپ ﷺ نے قبلے کی طرف تھوکنے پر شدید وعید فرمائی ہے۔ ارشاد گرامی ہے: مَنْ تَفَلَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَتَفْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ"۔ ترجمہ: جس شخص نے قبلے کی طرف تھوکا وہ روزِ قیامت اس طرح آئے گا کہ اس کا تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان ہوگا" (السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث: 222، وسنن ابی داؤد، حدیث: 3824) عام لوگ تو اس سے غافل ہیں ہی، مگر خواص بھی توجہ نہیں دیتے، میں نے کتنے ائمہ مساجد کو دیکھا ہے وہ قبلے کی طرف والی کھڑکی سے باہر تھوکتے ہیں۔

قبلے کا ادب کرنے کا دنیاوی مشاہدہ:

قارئین! قبلے کی طرف تھوک پھینکنا یقیناً خلافِ سنت اور بہت بڑی بے ادبی ہے۔ اس فعل سے باز رہنے کا جہاں اخروی ثواب ملتا ہے، وہاں ایک دنیاوی فائدہ بھی مشاہدے میں آیا۔ ایک صاحب جو غالباً اٹھاون برس کی عمر میں ہوں گے، کہنے لگے:

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

میرے پاس دانتوں کے امراض سے بچنے کا ایک ذاتی ٹوٹکہ ہے، جس کی بدولت میرے دانت آج تک مضبوط اور بالکل صحیح سلامت ہیں ۔ حالانکہ میں کئی کئی دن مسواک اور ٹوتھ برش استعمال نہیں کرتا۔ پھر انہوں نے منہ کھول کر دانت چیک کروائے تو واقعی ان کے منہ میں مکمل دانت تھے اور سب کے سب بالکل مضبوط اور صاف ستھرے تھے۔ کسی دانت میں کیڑا لگنے کا سیاہ نشان تک نہیں تھا۔ میں نے پوچھا آپ نے کوئی خاص منجن تیار کیا ہوا ہے؟ کہنے لگے نہیں! بچپن سے پچپن تک یعنی ساری عمر مجھے جب بھی تھوک پھینکنے کی حاجت محسوس ہوئی، تو میں نے ایک لمحے کیلئے یہ سوچا کہ کہیں میرا رُخ قبلے کی طرف تو نہیں۔ لہٰذا میں دوسری طرف منہ کر کے تھوک دیتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک نے مجھے آج تک منہ کے امراض سے محفوظ رکھا ہوا ہے (از: مرتب)

بیت الخلاء میں بیٹھنے کا ادب:

اسی طرح ٹائلٹ کے استعمال میں بھی کعبے کی طرف منہ کرنے یا پیٹھ کرنے کی ممانعت ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نبوی ﷺ ہے: مَنْ لَّمْ يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَمْ يَسْتَدْبِرْهَا فِي الْغَائِطِ، كُتِبَ لَهُ حَسَنَةٌ وَّمُحِيَ عَنْهُ سَيِّئَةٌ"۔ ترجمہ: جو شخص قضائے حاجت کے وقت نہ تو قبلے کی طرف منہ کرے اور نہ پیٹھ تو اس کیلئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے (السلسلة الصحیحة' حدیث:1098) مذکورہ احادیث مبارکہ سے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ کعبۃ اللہ کا احترام اور اس کے سوءِ ادب کی تمام صورتوں سے احتراز ہماری مذہبی ذمہ داری ہے۔ ٹائلٹ کی تعمیر کے وقت اس کا پورا اہتمام کیا جائے کہ قبلے کی جانب نہ رخ ہو اور نہ پیٹھ۔ آپ ﷺ نے یہ حکم مدینہ منورہ میں دیا تھا' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں رہنے والے مسلمان قبلے کے تقدس کا خیال رکھیں' خواہ ان کے اور کعبے کے درمیان جنگل' صحرا' سمندر اور فاصلے حائل کیوں نہ ہوں۔

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

مساجد کو صاف رکھا جائے:

مسجدوں کو پاک صاف رکھا جائے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجدوں کی تعمیر کا اور انہیں پاک صاف رکھنے کا اور انہیں خوشبودار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے زیادہ تر گھر ہی سے طہارت' نظافت اور وضو کر کے مسجد آنے کی ترغیب دی ہے۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ کے عہد میں لوگ گھروں ہی سے وضو کر کے آتے تھے لیکن اگر آج ضرورت کے تحت ٹائلٹ وغیرہ مسجد میں بنا لئے گئے ہیں تو ان کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھا جائے۔

علماء کیلئے مسجد کا خاص الخاص ادب:

مسجدوں کے ذریعے مسلمانوں میں تفرقہ نہ ڈالا جائے' مسجد کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ یہاں کا کوئی عمل یا یہاں کی کوئی تعلیم مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالنے کیلئے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مسجد ضرار سے منافقین کے ممکنہ اہداف کے متعلق فرمایا ہے۔وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ"(التوبه: 107) ترجمہ: وہ لوگ جنہوں نے مسجد بنائی ضرر رسانی کیلئے' کفر کیلئے اور مومنوں میں تفریق ڈالنے کیلئے'' یعنی یہ منافقین کا کام ہے اور اہل ایمان کی سوچ اس سے بلند تر ہونی چاہیے۔

بدبودار چیزوں سے پرہیز کریں:

مسجد میں بدبودار چیزیں کھا پی کے نہ آیا جائے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ" ترجمہ: جو کوئی لہسن وغیرہ کھائے تو پھر مساجد میں ہرگز نہ آئے (صحیح مسلم' حدیث:561) اس بارے میں بہت سی احادیث ہیں جن کا لب لباب یہی ہے کہ کسی بھی بدبودار چیز کو استعمال کر کے مسجد میں آنے سے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

پرہیز کیا جائے۔ حُقہ اور سگریٹ وغیرہ تو ویسے ہی شرعی نقطہ نظر سے ممنوع ہے، ان کو تو استعمال ہی نہیں کرنا چاہئے۔ چہ جائیکہ کوئی شخص انہیں بھی استعمال کرے اور مساجد میں بھی آئے' یہ کہہ کر انہیں مساجد سے نہیں روکا جارہا بلکہ حُقے اور سگریٹ کے استعمال سے روکا جارہا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ اپنی پسند کی تیز خوشبو لگا آتے ہیں' کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ تیزی دوسروں کیلئے تکلیف کا باعث بن جاتی ہے۔

مسجد میں آواز بلند نہ کی جائے:

نبی کریم ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے' آپ ﷺ نے لوگوں کو بلند آواز سے تلاوت کرتے سنا تو آپ ﷺ نے پردہ ہٹایا اور فرمایا: أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهُ فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَلَا يَرْفَعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ" ترجمہ: خبردار! بے شک تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے مناجات اور سرگوشیاں کرتا ہے' لہٰذا تم ایک دوسرے کو ڈسٹرب نہ کیا کرو اور نہ تلاوت کرنے میں ایک دوسرے سے آواز بلند کیا کرو (سنن ابی داؤد حدیث:1332' صحیح)

مسجد جاتے ہوئے دل پر ہیبت طاری ہو:

مسجدوں کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص ان میں داخل ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت طاری ہو اور خشوع و خضوع کے ساتھ داخل ہو۔ یہ بادشاہوں کے بادشاہ' اور رب السموات والارض کے دربار کی حاضری ہے۔ سورۃ البقرہ میں ہے: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ترجمہ: اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس بات سے روکے کہ اس کا نام لیا جائے اور اس کی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

عبادت کی جائے اور ان کو ویران کرنے کے درپے ہو۔ ان کو تو بے ہیبت ہو کر مسجد میں قدم بھی نہ رکھنا چاہئے تھا اور ان کیلئے زیبا یہی تھا کہ اللہ سے ڈرتے ہوئے مساجد میں داخل ہوتے۔ ان کیلئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں تو بڑا عذاب ہوگا (البقرہ:114)(بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟ ص:118 تا 153)

اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ادب واحترام:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی بہت تاکید فرمائی اور اس کی بھرپور ترغیب دی۔ اذکرکم اللہ فی اھل بیتی' اذکرکم اللہ فی اھل بیتی' اذکرکم اللہ فی اھل بیتی"۔ ترجمہ: میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں۔ یعنی خبردار کرتا ہوں کہ کہیں ان کی گستاخی میں ملوث نہ ہو جانا (صحیح مسلم:2408) اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مکمل خیال رکھا جائے اور ان کے ادب واحترام میں کوئی کمی نہ آنے دی جائے۔ یہ بہت بڑی اور بھاری نصیحت ہے' اللہ تعالیٰ کی یاد دلانے کا مطلب یہ ہے کہ نہ ظاہری طور پر ایسا کوئی کام ہو اور نہ مخفی طور پر ایسا کوئی اقدام ہو، جس سے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقام میں کوئی فرق آئے۔ حتیٰ کہ ان کے متعلق دل بھی بالکل صاف ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ادب:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت سے اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مقام ومرتبے اور حقوق کا خوب درس ملا تھا' اسی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اُرْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ" ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاج رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا خیال رکھو۔ (صحیح بخاری:3713) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ حکم نامہ خلیفہ وقت ہونے کی حیثیت سے تھا۔ اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر یہ بھی فرمایا تھا: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ

facebook.com/Salfi.tasawuf

أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي"۔ (صحیح بخاری:3712) ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اپنے اقرباء سے صلہ رحمی کرنے سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز واقارب سے صلہ رحمی اور حسن سلوک کروں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ادب:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت رضی اللہ عنہم کا بہت خیال رکھتے تھے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ محو گفتگو ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے منتظر تھے‘ اسی اثنا میں ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی واپس آ گئے اور میں بھی آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد میں مجھ سے ملے تو کہنے لگے: تم نظر ہی نہیں آتے؟ میں نے کہا: امیر المومنین! میں آیا تھا مگر آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے محو گفتگو تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے، تو میں بھی ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی واپس چلا گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "أَنْتَ أَحَقُّ بِالْإِذْنِ مِنِ ابْنِ عُمَرَ فَإِنَّمَا أَنْبَتَ مَا تَرَىٰ فِي رُؤُوسِنَا اللّٰهُ ثُمَّ أَنْتُمْ" ترجمہ: آپ ابن عمر سے زیادہ اجازت کا حق رکھتے ہیں‘ کیونکہ آپ ہمارے اوپر جو عزت وشرف کا تاج دیکھ رہے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کے بعد آپ کی وجہ سے ہے“ (الاصابۃ:2/69‘ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے) لہٰذا قرآن وسنت اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی تعلیمات اور طرز عمل کی روشنی میں اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ادب و احترام ہر مسلمان پر واجب ہے۔

اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے جج نہ بنیں:

اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کا تعلق رکھیں، اس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی: اے اللہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرتا ہے‘ ان سے بھی محبت فرما۔ (جامع الترمذی:3858) یہ دعا

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

صرف اسی دور کے لوگوں کے حق میں نہیں تھی بلکہ قیامت تک کیلئے ہے' جو اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتا ہے، وہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ یہ کلیہ بھی اپنائے تو اللہ تعالیٰ کی محبت محسوس کرے گا۔ ہمیں چاہئے کہ ان کی محبت کو اپنے ایمان کا حصہ بنائیں اور جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے بھی محبت کریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے مابین ہونے والی کوئی بات ہمارے سامنے آئے تو ہم ان کے جج نہ بنیں، کیونکہ کسی ایک کو ہم حق پر ثابت کریں گے۔ ہم اپنی حیثیت دیکھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ ہم کن عظیم ہستیوں کے متعلق فیصلہ دے رہے ہیں۔ ان کا منصب اس سے بہت اونچا ہے کہ بعد کا کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا جج بن بیٹھے۔ کسی کو وہ حق پر ثابت کرے اور کسی کو باطل پر۔ تاریخ کے جن بدنصیبوں نے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی شان میں ہرزہ سرائی کی یا اپنے ہاتھوں کو ان کے پاک لہو سے رنگا' ان سے اظہار براءت کریں اور جو بدنصیب لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت میں کسی بھی لحاظ سے شریک تھے، ان سے مکمل اظہار براءت کیا جائے۔

معذور شخص امام حسین رضی اللہ عنہ پر ظلم کرنے سے بچ گیا:

اس سلسلے میں عثمان بن ہثیم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ یاد رکھیں: وہ کہتے ہیں کہ بصرہ کا ایک رہائشی عبیداللہ بن زیاد کا کمانڈر تھا' چھت سے گر کر اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں' ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ اس کی عیادت کیلئے گئے تو فرمانے لگے: اس میں بھی تمہارے لئے کوئی بہتری ہوگی۔ وہ کہنے لگا: میری دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں، بھلا اس میں کیا بہتری ہے؟ اس مکالمے کو تین دن ہی گزرے تھے کہ عبیداللہ بن زیاد کا ہرکارہ آیا اور کہنے لگا: حسین (رضی اللہ عنہ) سے قتال کیلئے نکلو۔ وہ بولا: اس حالت میں مَیں کیسے جا سکتا ہوں؟ بہرحال 7 دن بعد اسے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی المناک خبر موصول ہوئی

facebook.com/Salfi.tasawuf

تو وہ کمانڈر پکار اٹھا: رَحِمَ اللهُ أَبَا قِلَابَةَ: اللہ تعالیٰ ابوقلابہ پر رحم فرمائے، انہوں نے سچ کہا تھا (تاریخ دمشق الکبیر: 232/30) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد کا ایک شخص یہ اظہار کر رہا ہے کہ میری ٹانگیں ٹوٹ جانا بہتر تھا، اس سے کہ میں سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہم کی شہادت میں کسی بھی طرح شریک ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل بدبخت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے کیلئے وعید بیان کی تھی۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یَا أَبَا تُرَابٍ! أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟ ترجمہ: اے ابوتراب! تمام لوگوں سے زیادہ بدبخت ترین دو لوگوں کے بارے میں تمہیں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیوں نہیں۔ فرمایا: ثمود میں سے احیمر جس نے (صالح علیہ السلام) کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔ اور دوسرا وہ جو تجھے اس پر (یعنی سر کے اوپر) مارے گا جس سے تیری ڈاڑھی لہو سے تر ہو جائے گی (السلسلة الصحيحة: 1743)

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا ادب:

ملاحظہ کیجئے کہ دوسرے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کی پیش گوئی بھی فرمائی گئی مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قاتل کو شقی ترین قرار دیا گیا۔ اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظمت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اقدام کرنے والوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافق قرار دیا تھا۔ لہٰذا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی آل اولاد سے محبت کے ساتھ ساتھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے دلی محبت اور آپ رضی اللہ عنہن کا احترام بھی ضروری ہے، کیونکہ وہ امت کی مائیں ہیں۔ جب اپنی ماں سے ادب و احترام کا معاملہ کرنے کا حکم ہے تو پوری امت کی ماؤں سے ادب واحترام کا کیسا تقاضا ہوگا! (بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟ ص: 154 تا 175)

facebook.com/Salfi.tasawuf

www.UBQARI.org

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب واحترام:

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کا تعلق رکھا جائے کیونکہ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا، جن سے وہ محبت کرتا ہوگا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟ ترجمہ: تو نے اس کیلئے تیاری کیا کی ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ میں نے اس کیلئے کچھ خاص تیاری نہیں کی لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔ ترجمہ: تو انہی کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ میں انہی کے ساتھ ہوں گا (بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟' ص:176)

ائمہ' محدثین اور فقہائے کرام رحمہ اللہ علیہم کا ادب:

ائمہ کرام اور محدثین عظام رحمہ اللہ علیہم وہ ہستیاں ہیں، جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد دین کی آبیاری کی' دین کی حفاظت کی اور اسے اگلی نسلوں تک منتقل کیا۔ اس ساری کدوکاوش میں ان کا خلوص' ان کے جذبات اور نیکی کا رجحان غالب تھا۔ زمانہ نبوتؐ جوں جوں گزرتا گیا، امت میں اسی تناسب سے تبدیلی آتی رہی۔ بہرکیف یہ حضرات حدیث کے مطابق خیرالقرون سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔

ترجمہ: بہترین دور میرا ہے' پھر جو میرے دور سے متصل ہوگا' اس کے بعد وہ بھی بہتر ہے جو اس سے متصل ہوگا (صحیح بخاری: 3651) اس لیے ان کو خراج تحسین پیش کئے بغیر آگے گزرنا مشکل ہے۔ ائمہ دین رحمہ اللہ علیہم میں سے ہر ایک نے اپنے عہد میں کارہائے نمایاں انجام دیے اور امت کو علمِ حدیث اور فقہ سے متعارف کرایا'

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

ان کی کاوشوں کو ہمیں کشادہ ظرفی سے قبول کرنا چاہئے اور ان کے ادب و احترام کا خیال رکھنا چاہئے (بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟' ص: 188)

ائمہ اربع رحمۃ اللہ علیہم کا دفاع:

اس بارے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتابچہ تحریر کیا ہے، جس کا نام ہے: رَفْعُ الْمَلَامِ عَنِ الْأَئِمَّةِ الْأَعْلَامِ "ترجمہ: "جلیل القدر ائمہ کے بارے میں مختلف شبہات کا ازالہ" اس میں انہوں نے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی طرف سے بظاہر کسی خلافِ سنت قول کے تین بنیادی اسباب ذکر کئے ہیں:

☆ ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کو یہ علم نہ ہو کہ واقعی یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

☆ فلاں حدیث مبارکہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد فلاں تھی۔

☆ یا پھر خلافِ سنت فتویٰ دینے والے کسی امام کو یہ یقین ہوتا ہے کہ فلاں حکم منسوخ ہے۔ بعدازاں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے ان تین بنیادی اسباب کو حسب ذیل اقسام میں بیان کیا ہے: (1) حدیث ان کے پاس پہنچی نہ ہو اور جس شخص تک حدیث نہ پہنچی ہو، وہ اس بات کا مکلف نہیں ہے کہ وہ اس حدیث کے تقاضوں سے آشنا ہو اور جب اسے حدیث کا پتا ہی نہیں اور وہ ایک معاملے میں کسی آیت یا دوسری کسی حدیث یا استصحاب الحال (استصحاب الحال: کی تعریف اصول فقہ کی روشنی میں یہ ہے کہ کسی مجتہد کے پاس کسی مسئلے میں کوئی دلیل نہ ہو تو یہی دلیل کا مفقود ہونا ہی اس مسئلے کے جواز یا عدم جواز کی دلیل بن جاتا ہے۔ حال سے یہاں مراد اصل ہے (شرح نظم الورقات للشیخ العثیمین' ص: 211) آتی ہے۔ غالب حد تک اس کا سبب یہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ احادیث مبارکہ مکمل طور پر کسی ایک شخص کی نظر میں نہیں ہو سکتیں۔ اس کے بعد شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے عہد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے متعدد واقعات ذکر کئے ہیں کہ انہیں فلاں فلاں موقع پر حدیث کا علم نہیں تھا۔ بعدازاں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کوئی شخص ہرگز یہ بات نہ کہے

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 39/273

کہ احادیث کی تدوین ہو چکی تھی اور مجموعے تیار ہو چکے تھے' لہٰذا اس صورتِ حال میں احادیث کا مخفی رہ جانا ممکن نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دواوین سنت ان ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا عہد گزر جانے کے بعد وجود میں آئے۔

(2) پہنچنے والی حدیث ان کے نزدیک ثابت نہ ہو' یعنی حدیث ان تک پہنچی تو ہو مگر ان کے نزدیک ثابت نہ ہو۔ یا تو ان کے شیخ یا شیخ کے شیخ یا سند کے دوسرے راوی ان کے نزدیک مجہول ہوں' متہم ہوں یا ان کا حافظہ کمزور ہو یا سند متصل نہ ہو یا بعینہٖ ان الفاظ سے انہیں حدیث نہ پہنچی ہو۔

(3) وہ اپنے اجتہاد کی بدولت حدیث کو ضعیف سمجھتے ہوں اور اس کے علاوہ حدیث کی دوسری سند بھی ہو' خواہ ان کا موقف درست ہو یا دوسرے کسی محدث یا امام کا یا پھر دونوں ہی کا درست ہو۔

(4) ان ائمہ میں سے کسی نے عادل' حافظ اور اکیلے راوی سے پہنچنے والی حدیث میں ایسی شرائط رکھی ہوں، جس میں انہوں نے دوسری کی مخالفت کی ہو جیسا کہ بعض نے حدیث کے صحیح ہونے کیلئے کتاب و سنت پر پیش کرنے کی شرط لگائی ہے' بعض نے محدث کے فقیہ ہونے کی شرط لگائی ہے اور بعض نے عمومی طور پر پیش آمدہ معاملات میں حدیث کے عام اور شائع ہونے کی شرط بھی لگائی ہے۔

(5) حدیث تو انہیں پہنچی ہو اور ان کے نزدیک وہ ثابت بھی ہو، مگر وہ بھول گئے ہوں۔

سلف صالحین رحمہم اللہ کی بے ادبی قطعاً جائز نہیں:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ایک عمدہ کاوش ہے' اس کے پیش نظر ہمیں اپنے سلف صالحین کے مقام و مرتبے کا علم ہونا چاہئے اور اس کیلئے ان کا ادب واحترام بھی ضروری ہے۔ ہم میں سے اگر کسی کو واضح نصوص کی روشنی میں سلف صالحین میں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

سے کسی کے قول سے اختلاف نظر آتا ہے، تو اس کا مطلب قطعاً یہ نہیں ہے کہ ہم ان کے بارے میں غلط نظریہ رکھیں، یا انہیں برا بھلا کہیں، یا ان کا ادب واحترام نہ کریں۔
آج کوئی طالب علم کسی اختلافی مسئلے میں چند احادیث یاد کر لیتا ہے، تو بغیر سوچے سمجھے اس امت کے پہلے لوگوں پر تنقید شروع کر دیتا ہے۔ معصوم عن الخطا صرف انبیاء علیہم السلام ہی ہیں۔ مگر اجتہاد میں غلطی لگنے پر بھی ایک اجر تو ملتا ہے، لیکن بعد والوں کا یہ رویہ کسی صورت بھی درست نہیں، کیونکہ ورثہ نبوت کو بعد والی نسلوں تک منتقل کرنے والے یہی عظیم لوگ تھے۔ انہیں زبان نبوت سے ''ثم الذین یلونھم'' کا اعزاز نصیب ہوا تھا۔ اور بھی کئی پیش گوئیاں ان عظیم ہستیوں پر صادق آتی ہیں۔ یہ ہمارے سلف صالحین ہیں، ان کے اختلاف کی نوعیت تعصبانہ نہیں تھی۔ انہیں اجتہاد کا حق حاصل تھا۔ اگر اجتہاد میں غلطی بھی ہوئی، پھر بھی وہ اللہ کے ہاں اجر کے مستحق ہیں۔

ائمہ ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم کے ادب کی صورتیں:

تمام ائمہ ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم کا نام ادب واحترام سے لیں اور لکھیں، اور ان کیلئے بخشش ورحمت اور درجات کی بلندی کی دعائیں کریں۔ قرآن وسنت کی ترویج واشاعت میں ان کی قابل قدر کوششوں کا تذکرہ اپنے حلقے میں کریں۔ ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بعض دفعہ ایسی باتیں کی نہیں ہوتیں، مگر ان کی طرف منسوب ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محدثین کرام اور ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم کی محبت اور ان کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟' ص:188 تا 199)

اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا ادب واحترام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَأَبَرَّہُ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم بھی ڈال

facebook.com/Salfi.tasawuf

دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادیتے ہیں (صحیح بخاری:2703) رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللهِ لَأَبَرَّهُ۔ ترجمہ: کتنے ہی پراگندہ بالوں والے اور دروازوں سے دھتکارے ہوئے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر قسم ڈال دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادیتا ہے (صحیح مسلم:2622)

کراماتِ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم برحق ہیں:

جو لوگ واقعتاً اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر بعض اوقات خرقِ عادت امور (روٹین سے ہٹ کر امور) ظاہر کرتا ہے، جنہیں کرامت کہا جاتا ہے' اور اگر کسی ایسے شخص سے خرقِ عادت امور سرزد ہو رہے ہیں، جو شریعت کو خاطر میں نہیں لاتا تو یہ یقین کرلینا چاہئے کہ وہ کرامات نہیں بلکہ یا تو شعبدہ بازی ہے یا اسے شیطانوں اور جنّات کی تائید حاصل ہے۔

اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا حدیث میں مقام:

حدیثِ قدسی ہے: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ ترجمہ: جو میرے کسی ولی کے ساتھ عداوت رکھتا ہے، میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ جن جن عبادات سے میرا قرب حاصل کرتا ہے ان میں سے سب سے عزیز وہ عبادت ہے، جسے میں نے فرض قرار دیا ہے۔ میرا بندہ نفلی عبادات کے ذریعے میرا اتنا قرب حاصل کرلیتا ہے کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں' پھر میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا قدم بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے' وہ مجھ سے مانگتا ہے، تو میں اسے دیتا ہوں، وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے بچاتا ہوں (صحیح بخاری:6502)

اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم کے ادب کی صورتیں:

ایک مسلمان اپنے دوستوں کا خیال رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا اس سے کہیں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

زیادہ حق ہے کہ ان کا خیال رکھا جائے۔ وہ زندہ ہوں یا اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں' ان سے اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کی جائے۔ نام نہاد "اولیاء" کی آڑ میں حقیقی اولیاء رحمۃ اللہ علیہم پر ہرگز آنچ نہ آنے دی جائے' ایسا نہ ہو کہ کسی اللہ تعالیٰ کے صحیح ولی سے دشمنی کا کوئی پہلو نکل آئے۔ ان سے ملاقات کی سعادت حاصل کی جائے اور ان کی مجلس اختیار کی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیک شخص کے ساتھ بیٹھنے کی مثال کستوری والے اور برے ہم نشین کی مثال بھٹی دھونکنے والے سے دی ہے (صحیح بخاری: 5534)

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کروانے کا حکم:

اولیاء اللہ سے دعا بھی کرانی چاہئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل یمن میں سے غازیان اسلام آتے تو آپ رضی اللہ عنہ ان سے پوچھتے: کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟ بالآخر ایک وفد میں اویس رحمۃ اللہ علیہ آ ہی گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے: تمہارے پاس اہل یمن کے ساتھ اویس بن عامر رحمۃ اللہ علیہ آئیں گے' اگر وہ اللہ پر قسم بھی ڈال دیں تو وہ ان کی قسم پوری فرما دے گا۔ اگر یہ ہو سکے کہ وہ تمہارے لئے بخشش کی دعا کریں تو ایسا ضرور کرنا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بخشش کی دعا کرائی تو انہوں نے دعا کر دی (صحیح مسلم: 2542)

مستجاب الدعوات بننے کے آزمودہ اعمال:

سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ماں کے ساتھ احسان کرنا' گمنامی کی زندگی کو ترجیح دینا اور مختصر ساز و سامان کے ساتھ گزارا کرنا آپ رضی اللہ عنہ کی نمایاں خوبیاں ہیں۔ کوئی مستجاب الدعوات بننے کا آرزومند ہے تو اسے ایسا کرنا چاہئے۔ ایسے نیک لوگوں کے کام بھی آنا چاہئے جبکہ عموماً ایسے لوگوں کی کوئی ذاتی ضروریات ہوتی ہی نہیں۔ جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے بعد پوچھا تھا: آپ رحمۃ اللہ علیہ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: کوفہ کا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا میں وہاں کے عامل کو آپ کیلئے کچھ

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 43/273

تحریر کردوں؟ وہ کہنے لگے: مجھے گمنام اور نادار لوگوں میں رہنا زیادہ پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اولیاء کی پہچانے کرنے‘ ان سے محبت کرنے اور ان کا ادب واحترام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحًا

میں نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں‘ اگرچہ میں ان میں سے نہیں ہوں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس کی توفیق دے دے گا (بحوالہ: ادب کس کا‘ کیوں اور کیسے؟‘ ص: 200 تا 212)

سفید بالوں والے آدمی کا احترام:

آپ ﷺ کا فرمان ہے: اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللهِ اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ" (سنن ابی داوٗد: 4843) ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے یہ بات بھی ہے کہ سفید بالوں والے بزرگوں کا اور حاملین قرآن کا اکرام واحترام کیا جائے۔ حاملین قرآن سے مراد اسے یاد رکھنے والے‘ اسے اپنانے والے اور اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ ان کا احترام دراصل اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے‘ یہ بہت بڑی تلقین نبوی ﷺ ہے (بحوالہ: ادب کس کا‘ کیوں اور کیسے؟‘ ص: 217)

علماء کرام کا ادب واحترام:

عہد نبوی ﷺ اور خلافت راشدہ اور بعد کے ادوار میں علمائے کرام کا بہت ادب و احترام تھا۔ علماء کی جوتیاں سیدھی کرنے کو بڑے بڑے لوگ ایک اعزاز سمجھتے تھے۔ ظاہری بات ہے: دودھ بھرے برتن کو جب تک اونچا کرکے یا جس میں دودھ انڈیلنا ہے، اس خالی برتن کو نیچا کرکے اس میں دودھ نہیں انڈیلا جائے گا، تب تک دوسرا برتن خالی ہی رہے گا (بحوالہ: ادب کس کا‘ کیوں اور کیسے؟‘ ص: 231)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

لفظِ مولوی اور صوفی کی تحقیر:

''مولوی'' اور ''صوفی'' کے لفظ ہمارے مسلم معاشرے میں حقارت آمیز لہجے میں کسی بھی ایسے شخص کیلئے بولے جاتے ہیں جس نے ڈاڑھی رکھی ہو بلکہ جس نے شیو نہ کرائی ہو، اسے بھی انہی لفظوں سے یاد کیا جاتا ہے (بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟' ص:232)

ماں کے سامنے سہم جانے والے امام وقت:

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر تابعی اپنی والدہ محترمہ کے ادب واحترام کا بہت خیال رکھتے تھے۔ایک دفعہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر تھے' ایک آدمی ان سے ملاقات کیلئے آیا' وہ آدمی محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس پہلے دیکھ چکا تھا اور ان کے رعب اور علمی جاہ وجلال سے واقف تھا۔جب اس نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خاتون کے سامنے اس طرح تواضع اور خاکساری کے عالم میں دیکھا تو وہاں موجود لوگوں سے پوچھنے لگا کہ کیا یہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں؟ کیا یہ بیمار ہو گئے ہیں؟ یہ اس قدر سہمے ہوئے کیوں نظر آرہے ہیں' پھر اسے یہ جان کر تعجب ہوا کہ وہ اپنی ماں کی خدمت میں اسی انداز سے رہا کرتے ہیں۔

ایسی اولاد جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں:

شیخ عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: آپ کے صاحبزادے کا آپ سے سلوک کیسا ہے؟ کہنے لگے: دن کو نکلتا ہوں تو وہ میرے احترام میں میرے پیچھے پیچھے رہتا ہے' رات کو میری حفاظت کیلئے آگے آگے چلتا ہے' جب گھر میں ہوتا ہوں تو وہ کبھی چھت پر نہیں چڑھتا، کیونکہ وہ اسے بے ادبی تصور کرتا ہے۔

والدین کے دوستوں کا ادب:

جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کس قدر احترام کرتے تھے؟ اس کا اندازہ آپ کو ذیل کے واقعہ سے ہوگا۔ سیدنا عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو مکہ کے راستے میں ایک دیہاتی شخص ملا' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کہا اور جس گدھے پر سوار تھے، وہ انہیں دے دیا اور اپنی پگڑی بھی اتار کر ان کے حوالے کردی۔ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے! یہ تو دیہاتی لوگ ہیں، جو تھوڑا بہت لے کر راضی ہوجاتے ہیں اور آپ نے انہیں اتنا کچھ دے دیا؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ان کے والد محترم میرے والد محترم عمر رضی اللہ عنہ کے پیارے دوست تھے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے: اِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ" آدمی کی بہت بڑی نیکی ہے کہ اپنے والد کے دوستوں سے صلہ رحمی کرے (صحیح مسلم:2552) اس حدیث کے ساتھ وہ صحیح حدیث بھی ملا لینی چاہئے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: جسے پسند ہو کہ قبر میں موجود اپنے والد سے صلہ رحمی کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے والد کے بعد اس کے بھائیوں سے صلہ رحمی کرے (السلسلۃ الصحیحۃ: 417/3' حدیث:1432) (بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟' ص:236)

اساتذہ کرام کا ادب واحترام:

اساتذہ کرام' خواہ وہ دینی علوم سے آراستہ کرنے والے ہوں یا مختلف علوم و فنون سے آشنا کرنے والے ہوں' سبھی احترام کے لائق ہیں۔ دینی اور عصری علوم دونوں کی انسان کو ضرورت رہتی ہے۔ اس لئے ان علوم وفنون سے آشنا کرنے والے اساتذہ کرام کا ادب کرنا چاہئے۔

قصہ موسیٰ وخضر علیہما السلام میں ادب کے پہلو:

سورۂ کہف میں سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے بیان ہوا ہے اور سورہ کہف ہر جمعہ کو پڑھنے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

ترغیب دی ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ دیگر بہت سی تعلیمات کے ساتھ ہر جمعہ کو اساتذہ کرام کے ادب کا ایک لیکچر ہمیں دیا جاتا ہے، اگر دل کی آنکھیں کھلی ہوں۔ قرآن مجید اپنے مخصوص پیرائے میں واقعات کے بیان میں بہت کچھ سمجھا دیتا ہے۔ لہٰذا سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ سے اساتذہ کے ادب و احترام اور مقام پر کچھ نکات پیش خدمت ہیں:

☆ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے سے بڑے عالم کی تلاش میں نکلے تھے، اس لئے اساتذہ کا ادب یہ ہے کہ ان کے پاس چل کر جایا جائے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا مقام و مرتبہ حضرت خضر علیہ السلام سے زیادہ ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں مگر وہ خود چل کر ان کی طرف گئے۔

☆ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علم کی جستجو میں بہت مشقت برداشت کی لہٰذا اساتذہ تک پہنچنے کیلئے مشقت برداشت کرنا پڑے تو اسے بھی قبول کرنا چاہئے۔

☆ علم کے میدان میں اسی وقت کامیابی حاصل ہوتی ہے، جب اساتذہ اور طلبہ پُرعزم ہوں اور دونوں تعلیم کے مشن میں سچے ہوں اور ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں مجمع البحرین تک چلتا رہوں گا، خواہ مجھے مدتوں چلنا پڑے (الکہف:16)

☆ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب حضرت خضر علیہ السلام سے ملے تو آپ علیہ السلام سے کہنے لگے: هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا۔ کیا میں آپ کے پیچھے چلوں اس بات پر کہ آپ کو جو بھلائی سکھائی گئی ہے، اس میں سے مجھے بھی سکھائیں۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ بھی اساتذہ کا ادب ہے، طلبہ ان کے پیچھے چلیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکیں گے اور آپ اس بات پر صبر کیسے کر سکتے ہیں، جس کا پوری طرح آپ کو علم

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

ہی نہیں؟ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے: آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ طلبہ کو چاہئے کہ وہ پابندیوں اور سختیوں کو خوش دلی سے قبول کریں۔ آیئے! اب دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بار بار سوال کرنے کو کس انداز سے لیا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وَدِدْنَا أَنَّ مُوسَىٰ كَانَ صَبَرَ حَتَّىٰ يَقُصَّ اللهُ عَلَيْنَا مِنْ خَبَرِهِمَا "ہماری آرزو تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر سے کام لیتے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے سامنے ان کی مزید باتیں بھی بیان فرماتا۔ نبی کریم ﷺ کے یہ جذبات جہاں حصول علم کے شوق کا پتا دیتے ہیں وہاں متلاشیانِ علم کو اساتذہ سے کسب فیض کے آداب سے بھی روشناس کراتے ہیں کہ جب وہ کچھ بتا رہے ہوں تو درمیان میں نہ ٹوکیں بلکہ ان کے بتانے کا انتظار کریں۔ شاید آپ کے ذہن میں اٹھنے والے سوال کا جواب آ رہا ہو۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا ادب:

نبی کریم ﷺ کے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے' اس وقت وہ ایک انسان کے روپ میں تھے' انہوں نے آ کر آپ ﷺ سے ایمان' اسلام اور احسان کی بابت سوالات کئے، اس وقت جبریل امین علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے سامنے دوزانو (جیسے ہم تشہد میں بیٹھتے ہیں) ہو کر بیٹھے تھے، جبکہ آپ ﷺ تو پہلے ہی اس حالت میں تشریف فرما تھے (صحیح مسلم:8) اساتذہ کرام کے احترام پر ایک عربی شاعر نے بڑے اچھے انداز سے نصیحت کی ہے: جب کوئی شخصیت تمہیں علمی فائدہ پہنچائے تو اس کے ہمیشہ شکر گزار رہو اور دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخصیت کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے اور تکبر و حسد کو اپنے آپ سے بالکل نکال دو۔ یہ تصور نہ رکھیں کہ فلاں ڈکشنری یا شرح یا کتاب سے استفادہ کر کے اساتذہ ہمیں پڑھاتے ہیں ، میں وہیں سے لے لوں گا اور بس! نہیں نہیں۔ اگر سب کچھ اساتذہ کی محنت اور

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy
https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 48/273

5/26/22, 7:10 PM باادب اہل حدیث | Vebuka.com

راہنمائی کے بغیر کتابوں ہی سے حاصل ہوسکتا تو آج روئے زمین پر کوئی تعلیمی ادارہ نظر نہ آتا۔ کبھی بھی اپنے آپ کو استاد سے مستغنی (بے نیاز) نہ سمجھیں۔ اساتذہ کرام کوئی کام کہیں یا کسی اچھی اور نیک خواہش کا اظہار کریں تو اسے پورا کرنے کی حتیٰ المقدور کوشش کریں (بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟' ص:249 تا 259)

بڑوں کی محفل میں بچے خاموش رہتے تھے:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجور کے درخت کے سرے میں پایا جانے والا گودا "جمار" پیش کیا گیا۔ آپ علیہ السلام اسے تناول فرما رہے تھے۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا: اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا مَثَلُهَا كَمَثَلِ الْمُسْلِمِ. فَحَدِّثُونِي مَاهِيَ؛ درختوں میں سے ایک درخت ہے (جس کے پتے نہیں گرتے) اس کی مثال ایسے ہے جیسے ایک مسلمان کی مثال ہے تو تم مجھے اس درخت کا نام بتاؤ" لوگ جنگل کے درختوں کے متعلق سوچنے اور بتانے لگے۔ میرے ذہن میں آ گیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر میں سب سے چھوٹا تھا' مجھے شرم آ گئی تو میں خاموش رہا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتا دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هي النخلة وہ کھجور کا درخت ہے (صحیح بخاری) یہ روایت جس بناء پر یہاں درج کی ہے، وہ یہ ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمر میں چھوٹے ہونے کی وجہ سے بڑوں کی موجودگی میں درست جواب دینے میں بھی ہچکچاہٹ اور شرم محسوس کی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں بڑوں کے ادب واحترام کا کس قدر خیال رکھا جاتا تھا۔ اس طرح سلام میں بھی پہل کریں، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے چھوٹا بڑے کو سلام کہے (سنن ابی داؤد 5198) غرض یہ کہ کوئی بھی موقع ہو اور بڑی عمر کے افراد یا شخصیات سے معاملہ ہو تو اسے بڑے احسن انداز سے نبھائیں۔ بڑوں

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

کے دل جیت کر ان کی دعائیں لیں اور نبی کریم' رؤف رحیم ﷺ کی اس تلقین کو ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں: بڑے کو موقع دو' بڑے کو موقع دو (صحیح بخاری: 7192) یہ الفاظ ایک مومن کے کانوں سے بار بار ٹکراتے رہنے چاہئیں اور اس کے مطابق طرز عمل بھی ہونا چاہئے' پھر اس کے نتائج وہ خود ہی دیکھ لے گا۔

عمر رسیدہ بزرگ کا احترام:

سنن ابی داؤد کی شرح "عون المعبود" میں علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مسلمانوں کی عمر رسیدہ اور بزرگ شخصیات کی تعظیم کی جائے۔ مجلسوں میں ان کا احترام کر کے' ان سے نرمی کا برتاؤ کر کے اور ان سے شفقت سے پیش آ کر' یہ سب اللہ تعالیٰ کی کمال تعظیم پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی حرمت ہے۔ جب سفید بالوں والے بزرگوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر اکرام ہے، تو پھر مخلوق کے ہاں بھی ان کا ادب و احترام ہونا چاہئے' وہ معاشرہ مثالی معلوم ہوتا ہے جس کے بوڑھوں کی قدر کی جائے' ان سے شرم وحیا کی جائے' ان کا لحاظ رکھا جائے۔ اگر آپس میں گفتگو کر رہے ہیں تو بزرگوں کے آنے پر خاموش ہو جائیں' آواز پست کر لیں' کسی اور کام میں مگن ہیں تو وہ چھوڑ کر بزرگوں کو اہمیت دیں۔ اگر کسی بوڑھے شخص میں علم و عمل کی کمی ہے یا صفائی وطہارت کا فقدان ہے تو یہ ان کی کمی ہے۔ اس کے جواب دہ وہ خود ہوں گے' ہمیں تو ان کا احترام کر کے بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہونا چاہئے۔

(بحوالہ: ادب کس کا' کیوں اور کیسے؟' ص: 260 تا 269)

عزت اور وقار تو سر ڈھانپنے میں ہے

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ننگے سر نماز پڑھنے والوں کو ڈانٹتے اور سختی سے منع کرتے تھے۔ آج کل بعض علماء کو ہم ننگے سر نماز پڑھتے اور بازاروں میں گھومتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یہ بات علمائے کرام کے وقار کے منافی ہے (بحوالہ کتاب: گزر گئی گزران، ص 269)

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___

بقیۃ السلف مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آداب کی اہمیت

مختصر تعارف:

شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ تعالیٰ موجودہ دور میں ایسے ولی کامل اور جماعت اہل حدیث میں مستجاب الدعوات بزرگ ہستی ہیں، جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے۔ ہربنس پورہ لاہور میں پچھلے کئی برس سے اپنے قائم کردہ جامعہ الدراسات الاسلامیہ میں صحیح بخاری کی تدریس میں مصروف ہیں۔اس کے علاوہ جمعہ کا خطبہ بھی خود ارشاد فرماتے ہیں، جس میں موجود سینکڑوں لوگ ان سے توحید وسنت کے ساتھ ساتھ روحانیت وادب کا فیض بھی حاصل کرتے ہیں۔20 رمضان المبارک 2013ء کو بعد نمازِ عصر آئی۔بی۔ایل کالونی لاہور میں شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ کی رہائش گاہ پر ان کے فرزند رشید حافظ عبدالرؤف صاحب کی موجودگی میں ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔جس میں انہوں نے نہایت غمگین لہجے میں نوجوانانِ اہل حدیث کی موجودہ حالتِ زار پر روشنی ڈالی، جو قارئین کے پیش خدمت ہے(از: مرتب)

ماں کے ادب سے لاعلاج امراض کا خاتمہ:

شیخ حفظہ اللہ نے فرمایا کہ: اللہ جب راضی ہوجاتا ہے تو جو باتیں کتابوں میں بھی نہیں لکھی ہوئیں، اللہ پاک ان باتوں کا اپنے اس بندے کو القاء کردیتا ہے۔حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری" میں لکھا ہے کہ: جو عالم باعمل ہوگا اس پر اللہ پاک ان باتوں کا الہام کرتا ہے، جو کتابوں میں بھی نہیں لکھی ہوئیں۔اسی لیے ایسے اعمال یاوظائف، جو اہل اللہ حضرات لوگوں کو دیتے ہیں، ان کی دلیل نہیں مانگنی چاہیے میں نے ایک بار مجاہد آباد میں ایک خطبہ جمعہ کے دوران کہا کہ" جس بندے کی دعا

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

قبول نہ ہوتی ہو، وہ اپنی ماں کا جوتا سر پہ رکھ کے دعا مانگے، اس کی دعا قبول ہوگی ان شاءاللہ" اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اہل حدیثو! یہ میرے دل کی آواز ہے، مجھ سے دلیل نہ مانگنا کہ اس کا قرآن یا حدیث سے ثبوت پیش کرو۔ اس مجلس میں نذیر احمد حلوائی نام کا بندہ بھی درس سن رہا تھا، جسے کوڑھ کا مرض لگ گیا تھا۔ کچھ دن بعد وہ آ کر کہنے لگا کہ حضرت صاحب! میں نے آپ کا درس سنا تھا، چونکہ مجھے کوڑھ کا مرض تھا اور میں علاج کروا کروا کر مایوس ہو چکا تھا۔ تمام ڈاکٹروں نے مجھے لاعلاج قرار دے دیا تھا، لیکن جب آپ کی بتائی ہوئی ترکیب کے مطابق تہجد کے وقت میں نے اپنی ماں کا جوتا سر پہ رکھ کر دعا مانگی تو اللہ پاک نے مجھے شفاء دے دی۔ اب میں آپ کے سامنے بھلا چنگا بیٹھا ہوں۔ میں نے اسے جواب دیا کہ اصل میں تو نے اپنی ماں کے جوتے کو سلام کیا تھا، رب نے تجھے سلامتی عطا کر دی۔

ماں کا خادم، تہجد پڑھنے والے سے افضل:

ایک بار میں نے اپنے سامعین سے یہ بھی کہا کہ ایک بندہ تہجد پڑھتا رہے اور ایک بندہ رات کے وقت اپنی ماں کے پاؤں دبائے، شاید اس تہجد پڑھنے والے کو اتنا ثواب نہ ملا ہو، جتنا ماں کی خدمت کرنے والے کو ملے گا۔ جس بندے کے والدین فوت ہو چکے ہوں، اگر وہ چاہتا ہے کہ اسے اتنا ہی فیض ملے، جتنا والدین کی زندگی میں ملتا تھا، تو اسے چاہیے کہ اپنے والدین کیلئے کثرت سے دعا کرے جب اللہ پاک دیکھے گا کہ یہ اپنی والدہ اور والد کا اتنا احساس کرتا ہے تو فرمائے گا، ٹھیک ہے! ہم اسے نواز دیتے ہیں۔

والدین کی بے ادبی سے کاروبار اجڑ گیا:

میرے پاس ایک بندہ آیا جو ماں باپ کی بہت بے ادبی کرتا تھا اور اس کے والدین اس سے ناراض ہو کر ہی اس دنیا سے چل بسے۔ پہلے وہ لکھ پتی تھا لیکن اب وہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

اجڑ گیا ہے۔ ایک دن میرے پاس آکر کہنے لگا کہ میرا سارا کاروبار برباد ہو گیا ہے، گھر میں تنگدستی کا راج ہے، کیا اس کا کوئی حل نکل سکتا ہے؟ میں نے کہا: تُو کوئی وظیفہ نہ پڑھ، کوئی ذکر نہ کر، بس ہر وقت چلتے پھرتے اپنے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہ، ان شاء اللہ تیرا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ لیکن بدقسمتی سے وہ ابھی تک اکڑا ہوا ہے اور ابھی تک محروم ہے۔

حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ پر ماں کی بددعا کا اثر:

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب "البدایہ والنہایہ" میں حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ لکھا ہے، جو بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ لیکن نفلی نماز میں مصروفیت کی وجہ سے ماں کی بات نہ سن سکے۔ ماں نے بددعا دی کہ جا! تو اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کسی بدکار عورت کا چہرہ نہ دیکھ لے۔ اور واقعی ماں کی بددعا حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کو لگ گئی۔ اس واقعے کے آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر اس کی ماں کے منہ سے یہ بات نکل جاتی کہ تو زنا کر کے مرے گا، تو اس نے زنا کر کے ہی مرنا تھا کیونکہ ماں کی بددعا قبول ہوتی ہے۔ بیڑا غرق ہو جاتا ہے اس بندے کا، جس کے دل میں ماں باپ کے لئے میل آ جائے۔

باادب بانصیب بے ادب بے نصیب:

ہمارے دلوں میں تو حسد، بغض ایک دوسرے سے نفرت، بڑوں کی بے ادبی اور تذلیل پیدا ہو چکی ہے۔ ہم ذکر سے خالی ہو چکے ہیں، ہم نے تو صرف توحید کو اٹھا رکھا ہے۔ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بات فرمایا کرتے تھے کہ بریلوی باادب اور بے ایمان، اہل حدیث بے ادب اور باایمان جبکہ دیوبندی باادب اور باایمان ہوا کرتے ہیں۔ یہ بات تو ماننی پڑے گی کہ ہمارے اندر ادب ختم ہو چکا ہے۔ میری ایک بات کو غور سے سن لو۔ جتنی دیر تک اپنے خطیب یا واعظ کے لیے

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

سامعین کا دل صاف نہ ہوگا، اتنی دیر تک اس کی باتیں انہیں نفع نہیں دیں گی، وہ اس کی تمام نفع بخش باتوں سے محروم رہیں گے کیونکہ ان کے دل میں فساد ہی فساد ہے۔ جس طرح منافقین کے پاس صرف قول ہی قول ہے، دل میں کچھ نہیں ہے۔ سنو! جس کے چہرے پر بڑی سی سفید داڑھی ہو، پیشانی پہ محراب اور دیکھنے سے یہ محسوس ہوتا ہو کہ یہ جنت البقیع سے اٹھ کر آیا ہے لیکن اگر اس کے دل میں کھوٹ ہو تو اس کے پیدا ہونے کا ہی کوئی فائدہ نہیں۔

مرشد کے تذکرے سے ایمان میں اضافہ:

میرے شیخ حضرت میاں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کو چالیس سال ہو گئے ہیں، مجھے چونکہ اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت پیار ہے، اس لیے ان کی باتیں میرے اندر بیٹھی ہوئی ہیں، جو کبھی نکل ہی نہیں سکتیں۔ یہ پیار اتنا زیادہ ہے کہ جب بھی میں ان کا تذکرہ کرتا ہوں، میرے ایمان کا نور بڑھ جاتا ہے۔

میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا گستاخ اللہ کی پکڑ میں:

شاہ محمد نمبردار نے ایک دن بلاوجہ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو گالیاں دیں، شیخ خندہ پیشانی سے برداشت کر گئے اور اسے کچھ نہ کہا۔ لیکن شاہ محمد نمبردار پہ اللہ کی پکڑ آ گئی اور اس کی راتوں کی نیند اڑ گئی۔ اسے نیند آتی ہی نہیں تھی۔ آخر حضرت میاں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا " میاں صاحب! معاف ہی کر دیتے" حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیا بات ہوئی جو معاف کروں؟ یعنی اسے محسوس تک نہیں کروایا۔ وہ خود ہی کہنے لگا کہ میں نے اس دن جو آپ کی عزت اچھالی تھی، اسی کی پکڑ میں آیا ہوا ہوں، جب تک آپ نہیں فرمائیں گے کہ میں نے تجھے معاف کیا، تب تک میری خلاصی نہیں ہو سکتی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بھئی ٹھیک ہے جاؤ معاف کیا۔ یہ فرمانا تھا کہ اس کی تکلیف رفع ہو گئی اور اسے پھر سے نیند آنے لگی۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 54/273

مرشد کا نمک حلال مرید:

ایک دفعہ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جتنا زیادہ آپ ذکر کرتے ہیں، اتنا کوئی اور نہیں کرتا۔ میں نے کہا کہ میں اپنے شیخ کا نمک حلال ہوں، مجھے ان کی بات کیے بغیر چین نہیں آتا، میری ان کے ساتھ لو لگی ہوئی ہے، میں ان کے حق میں کثرت سے دعائیں کرتا ہوں، جنہوں نے میری تقدیر ہی بدل دی، میں تو ساہیوال میں ٹیچر بننے جا رہا تھا لیکن میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بروقت رہنمائی فرما کر مجھے دین کے رستے پر لگا دیا۔

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں ادب کی اہمیت

مختصر تعارف:

مؤرخہ 3 جولائی 2013ء بعد نمازِ مغرب مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ان کی رہائش گاہ سانده روڈ لاہور پر ملاقات کا شرف حاصل ہوا، جس میں انہوں نے اسلافِ اہل حدیث میں ادب اور تصوف کی اہمیت پر مبنی قیمتی واقعات ارشاد فرمائے، دوران ملاقات حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی محترم سعید بھٹی رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ مگر اب وہ دونوں جنت الفردوس کے راہی بن چکے ہیں۔ خود حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ آداب کا اتنا زیادہ خیال رکھتے تھے کہ ملاقات کے اختتام پر جب ان سے دعا کی درخواست کی گئی تو چونکہ کرسی پر تشریف فرما تھے، لہٰذا پہلے اپنے پاؤں سے جوتا نکالا، پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ یقیناً یہ ادب کا اعلیٰ مقام تھا، جس پر مرحوم بھٹی صاحب فائز تھے۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ ان کی آل اولاد میں بھی علم وادب کا ورثہ ہمیشہ جاری وساری رکھے (از: مرتب)

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

نام رکھنے میں ادب کا خیال:

محترم بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ڈاکٹر حماد لکھوی حفظہ اللہ کے جدِّ امجد مولانا محی الدین عبدالرحمن لکھوی رحمۃ اللہ علیہ بیعتِ تصوف کرنے کیلئے مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے نام پوچھا۔ فرمایا: میرا نام محی الدین ہے۔ مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: میرا نام محمد اعظم تھا، حالانکہ اعظم تو اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، لہٰذا میں نے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اپنا نام عبداللہ رکھ لیا۔ اسی طرح پتہ نہیں آپ بھی احیائے دین کرتے ہیں یا نہیں، لہٰذا آپ بھی اپنے نام کے ساتھ عبداللہ رکھ لیں، تاکہ عاجزی ظاہر ہو۔ پس انہوں نے اپنا پورا نام محی الدین عبدالرحمٰن رکھ لیا۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث نیپال میں صوفیاء کا احترام:

پچھلے دنوں مجھے نیپال سے ایک خط آیا۔ خط لکھنے والے ایک بہت بڑے ادارے کے مدرس ہیں، ان کے والد بھی مدرس تھے۔ انہوں نے لکھا کہ میں آپ کی کتابیں بہت عرصے سے پڑھ رہا ہوں۔ آپ سے ملاقات کی بہت خواہش ہے، لیکن ابھی تک آپ سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ اب جو خط لکھ رہا ہوں، اس میں مجھے ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ میں آپ کو کیسے مخاطب کروں۔ یہاں کے بعض احباب نے مجھے کہا کہ بھٹی صاحب سادہ، نیک اور صوفی آدمی ہیں۔ لہٰذا انہیں "صوفی" کے خطاب سے مؤدب ہو کر مخاطب کرو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے "صوفی" کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ اگر تصوف غلط ہے تو صوفی کہنا بھی غلط ہوتا اور اگر صوفی کہنا غلط ہوتا تو اتنے بڑے عالمِ دین مجھے صوفی کیوں کہتے؟ نیک لوگوں کی دنیا ہی اور ہوتی ہے۔ اسی طرح کچھ لوگ مجذوب کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ہم ایسے شخص کو نہیں جانتے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہے کہ جس چیز کو ہم نہیں جانتے، وہ دنیا میں ہی نہیں ہے۔ اگر ہم اس مقام پر نہیں پہنچے تو کم از کم اس مقام کے حامل لوگوں کی مخالفت تو نہیں کرنی چاہیے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

تبلیغ وتدریس کے آداب

خطاب: مولانا سید محمد جنید غزنوی حفظہ اللہ تعالیٰ

(فرزند وجانشین: پروفیسر مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی شہید رحمۃ اللہ علیہ)

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور پروفیسر سید محمد ابوبکر غزنوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند مولانا سید محمد جنید غزنوی حفظہ اللہ تعالیٰ نے فروری 2013ء کو "تزکیہ واحسان کانفرنس" قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں درس ارشاد فرمایا، جس میں نہایت پُرکشش اور سادہ لہجے میں اہل حدیث عوام کے سامنے تزکیۂ نفس اور ادب کی ضرورت بیان کی۔ ان کا یہ خطاب انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے۔ آپ حفظہ اللہ نے فرمایا کہ: حدیثِ جبریلؑ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ تبلیغ ہمیشہ براہِ راست نہیں ہوتی۔ یہ نہیں ہے کہ جو آدمی سامنے بیٹھا ہے، ہمیشہ براہِ راست اسی سے بات کی جائے۔ یہ نہیں ہے کہ سامعین کے سر پر ڈنڈا چلایا جائے بلکہ تبلیغ تو یہ ہے کہ "ادعُ الی سبیل ربك بالحکمة" یعنی اللہ کی طرف لوگوں کو حکمتِ عملی کے ساتھ بلاؤ۔ تبلیغ کے لئے بڑی باریکی چاہیے، بڑی لطافت چاہیے اور میں نے عرض کیا ہے کہ یہ جو براہ راست کسی دوسرے کی کھلی اڑانا (توہین کرنا) یا دوسرے کے سر پر پھاوڑا چلانا ہو رہا ہے، یہ امر بالمعروف کی کونسی شکل ہے؟ ہمیں یہ بھی تو سیکھنا چاہئے کہ حدیث کی کتابوں میں بین السطور کیا خزانے چھپے ہوئے ہیں۔ سوال جبرئیل امین علیہ السلام کس سے کر رہے ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی بات نہیں ہو رہی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے جوابات جبریل امین علیہ السلام کو دے رہے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک جواب بھی تو نہیں دیا اور آخر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا "یعلمکم دینکم" تمہیں تمہارا دین سکھایا جارہا تھا۔ سوال ایک بھی تم نے نہ کیا، جواب ایک بھی براہ راست تمہیں نہیں دیا گیا۔ لیکن "یعلمکم دینکم"۔ سکھایا تمہیں جارہا تھا، تبلیغ تمہیں ہو رہی تھی۔

احادیث میں ادب کی تعلیم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام آئے اور" دوزانو ہو کر بیٹھ گئے، مؤدب بن کر بیٹھ گئے" یہ بھی سیکھنے کی چیز ہے کہ جب بزرگوں کے پاس جاتے ہیں تو اس طرح گردن اکڑا کر نہیں بیٹھ جاتے اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو شروع نہیں کرتے۔ یہی طریقہ سکھایا کہ دوزانو ہو کر قریب بیٹھنا ادب ہے۔ یہ بھی سیکھنے کی چیزیں ہیں جو چھوڑ دی گئی ہیں۔ حدیث کی طرف آؤ تو دوستو! یہ جو چھپے ہوئے معارف ہیں، انہیں بھی تو کھوجنے کی کوشش کرو۔ یہ جو تہہ میں پڑے ہوئے موتی ہیں، انہیں بھی تو تلاش کرو۔

نماز کا ادب "خشوع" کا اظہار:

نماز کے دوران عجز و نیاز کا طاری ہونا دل پر، دماغ پر، روح پر، بندگی کا طاری ہونا، یہ ہے خشوع۔ دوستو! جس طرح ذہن پر اور روح پر خشوع طاری ہوتا ہے، اسی طرح اعضاء پر اور جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کسی شخص پر خشوع طاری ہو اور گردن اکڑی ہوئی ہو۔ خشوع یہ ہے کہ دل بھی جھکا ہوا ہو اور روح بھی۔ ہم نے کچھ مسائل کو لے لیا ہے اور سارا زور انہی پر لگا دیا ہے کہ ہاتھ کہاں باندھنے ہیں؟ آمین کے دلائل کیا ہیں؟ یہ مسائل اٹھالیے اور پوری زندگیاں انہی پر صرف کردیں کہ جیسے صحاح ستہ میں اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ اگر خشوع طاری ہوتا تو ہم نے داڑھی کو بھی نہ کھجایا ہوتا اور جسم کے کسی دوسرے حصے کو بھی نہ کھجایا ہوتا اور کوئی حرکات فاضلہ بھی نہ کی ہوتیں۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

خود کو پامال کرنے سے ادب حاصل ہوا:

اللہ کی قسم اہل اللہ ہستیاں ہمارے لئے ہیرے اور جواہرات چھوڑ گئی ہیں۔ مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ دونوں حدیث پڑھنے دہلی گئے، کیونکہ یہ علم سیکھنے سے آتا ہے، خود کو پامال کرنے سے آتا ہے، اللہ کیلئے اپنے اندر تواضع پیدا کرنے سے آتا ہے۔ شیخ حبیب اللہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس 80 میل کا پیدل سفر کر کے حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جایا کرتے تھے اور علامہ حبیب اللہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ منع فرماتے تھے کہ مجھے بڑی شرم آتی ہے، آپ کیوں آتے ہیں؟ مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے روحانی فیض حاصل ہوتا ہے، کیوں نہ آؤں۔ مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں وضو کرتا ہوں تو وضو کا پانی میری آنکھوں کے پانی سے مل جاتا ہے تو اس دن میری نماز رنگین ہو جاتی ہے۔ یہ ہے خشوع اور یہ ہے ''کیفیتِ احسان''۔ فرماتے ہیں کہ جب کلی کرو تو یہ تصور کرو کہ تیرا نام لیتے ہوئے مجھے حیاء آتی ہے، پانی سے کلی کیا کروں؟ میں تو اگر گلاب کے عرق اور مشک سے بھی کلیاں کروں تو بھی مجھے تیرا نام لیتے ہوئے حیاء آتی ہے۔ کیونکہ تیرا نام ہی بہت پاکیزہ ہے۔

فضیلۃ الشیخ مولانا سید ثناء اللہ شاہ حفظہ اللہ

کا "ادب" کے موضوع پر انٹرویو

(خطیب جامع مسجد مکی اہل حدیث دھرنگ، ضلع گوجرانوالہ)

ننگے سر نماز پڑھنا ناپسندیدہ فعل:

مجھے بہت سے ارباب علم اور اصحاب کمال سے ملنے، ان سے باتیں کرنے اور تھوڑا یا زیادہ وقت ان کی صحبت و رفاقت میں رہنے کے مواقع میسر آئے ہیں لیکن میرا

facebook.com/Salfi.tasawuf

تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ متعدد معاملات میں بہت سے علماء وزعماء سے فائق تر تھے اور اپنی منفرد حیثیت رکھتے تھے۔وہ باجماعت نماز پڑھتے تھے،لیکن خود امامت کرانے سے پرہیز کرتے تھے۔نماز میں انتہائی خشوع و خضوع کی کیفیت ان پر طاری ہوجاتی تھی۔ہر نماز کے بعد وظائف پڑھتے اور ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا مانگتے تھے۔نماز فجر،نماز مغرب ونماز عشاء کے بعد بالخصوص وظائف کا سلسلہ بہت طویل ہوتا تھا۔ننگے سر نماز پڑھنا اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا ان کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ فعل تھا۔رات کو اگرچہ کتنی ہی دیر سے سوتے،مگر نماز تہجد بالالتزام پڑھتے۔وہ تخت اب بھی ان کے گھر میں موجود ہے جس پر وہ تہجد ادا کرتے اور وظیفے پڑھتے تھے،لیکن اب وہ تخت نشین کہیں نظر نہیں آتا۔تہجد کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا مانگتے تھے اور نماز فجر کیلئے نیچے ہال میں تشریف لاتے وقت سیڑھیوں پر ان کے جوتوں کی کھنکھناہٹ کی آواز آتی اور جب اترتے ہوئے طلباء کو آواز دیتے لڑکو اٹھ جاؤ۔۔۔!!! تو سب طلباء آواز سنتے ہی چارپائیوں سے جلدی سے اٹھ جاتے۔اہل علم کی بہت قدر کرتے تھے اور تمام مکاتب فقہ کے علماء کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

حدیث کا مثالی ادب واحترام:

ہمارے استاد مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی حفظہ اللہ مولانا سید داؤد غزنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے سنایا کرتے تھے کہ جب وہ مجلس میں بیٹھتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکینہ نازل ہوتی تھی اور مجلس میں شریک تمام لوگوں کے دل نرم ہوجایا کرتے تھے۔وہ اپنے مدرسہ غزنویہ شیش محل روڈ لاہور میں ''مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ'' پڑھایا کرتے تھے۔ایک دفعہ ایسا ہوا کہ صدر ایوب خان ان سے ملنے کیلئے مدرسے میں حاضر ہوا۔ان کے مدرسے میں شروع ہی سے اصول ہے کہ باہر ایک چوکیدار بیٹھتا ہے۔اس وقت بھی محافظ چوکیدار نے جا کر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

دی کہ صدرمملکت آپ سے ملاقات کا خواہاں ہے۔سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حدیث کا درس دے رہے تھے فرمایا: انہیں مہمان خانے میں بٹھائیں۔ سبق پڑھانے سے فارغ ہو کر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہمان خانے میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ محسوس نہ کیجئے گا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھا رہا تھا تو میرے ضمیر نے یہ گوارا نہیں کیا کہ درس حدیث چھوڑ کر آؤں۔وہ بہت خوش ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں بھی کسی ایسے ہی اللہ والے کی تلاش میں تھا۔

مولانا محمد یحییٰ شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت:

اسی طرح ایک ہمارے اسلاف میں ایک بزرگ حافظ محمد یحییٰ صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی وقت کے بہت بڑے ولی اللہ تھے۔میں ان کی زیارت کیلئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے نصیحت فرمائی کہ بیٹا: علم پر توجہ دیں، جو پڑھا ہے، اس پر عمل کریں۔لیکن یادرکھیں کہ اگر اپنے اساتذہ کا احترام کریں گے، تو علم ملے گا۔

نوٹ: یہ انٹرویو مورخہ 12 اپریل 2013ء کودھرنگ ضلع گوجرانوالہ میں ماسٹر مختار احمد سلفی صاحب کی رہائش گاہ پرہوا (از: مرتب)

پروفیسر مولانا سید ضیاء الرحمٰن گیلانی حفظہ اللہ کی زبانی ادب کا سبق

(روحانی مرکز موترہ، ڈسکہ روڈ۔سیالکوٹ)

شیخ الحدیث مولانا سید محمد اکرم گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ رشید پروفیسر سید ضیاء الرحمان گیلانی حفظہ اللہ تعالیٰ جماعت اہل حدیث سیالکوٹ میں ایک جانی مانی شخصیت ہیں، جن کا شجرۂ نسب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے۔ پروفیسر صاحب کے نانا اور مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد حضرت شاہ محمد

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

شریف گھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ، اسلافِ اہل حدیث میں ایک صاحبِ کرامت بزرگ تھے، جن کا تذکرہ حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیشتر کتب میں جابجا کیا ہے۔ مؤرخہ 7 مئی 2013ء میں پروفیسر صاحب حفظہ اللہ سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا، جس میں انہوں نے درج ذیل واقعات بتائے (از: مرتب)

جنات میں والد محترم کا ادب:

ایک دفعہ ہمارے والد مکرم شیخ الحدیث ابوالخیر سید محمد اکرم گیلانی رحمۃ اللہ علیہ درسِ بخاری دے رہے تھے کہ حضرت مولانا خالد گرجاکھی مرحوم کے بڑے صاحبزادے حافظ محمد گرجاکھی تشریف لائے اور فرمایا کہ میرا ایک مریض ہے، جسے جنات کی شکایت ہے، مگر جنات کہتے ہیں کہ ہم نے مریض سے نہیں نکلنا، جب تک شاہ صاحب ہمیں نہ کہیں گے۔ چنانچہ حافظ صاحب والد محترم کا پیغام لے کر گئے اور اس طرح مریض کی خلاصی ہوگئی۔

ٹوپی اتارنے پر والد مرحوم کی تنبیہ:

حضرت والد مرحوم کی عادت بن چکی تھی کہ ہر وقت ٹوپی یا رومال اپنے سر پر رکھا کرتے تھے۔ آج ہمارے اہل حدیثوں کی یہ پہچان بن گئی ہے کہ حلیہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا، مثلاً شلوار ٹخنوں سے اونچی، چہرے پر خوبصورت مکمل داڑھی لیکن سر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف برہنہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کرے۔ ہمارے اسلاف میں سے کوئی بھی ایسے عالم دین یا بزرگ نہیں گزرے جنہوں نے ننگے سر رہنے کی عادت بنائی ہو، بلکہ ہر وقت سر پر ٹوپی یا رومال رکھتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ الحدیث استاذ العلماء مولانا محمد عبدہ الفلاح رحمۃ اللہ علیہ ہمارے جامعہ رحمانیہ گوجرانوالہ تشریف لائے۔ بزرگ ہونے کے ناطے حضرت اباجی مرحوم نے اپنی مسند پر بٹھایا اور طلباء کو ان کی خدمت کرنے کیلئے کہا۔ میں بھی کم سنی میں تھا، سر کو دبانا شروع کردیا۔

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

ان کے سر پر کپڑے کی ٹوپی تھی، میں نے اتار دی تاکہ صحیح طرح دبا سکوں۔ اسی اثناء میں مجھے اباجی مرحوم کی طرف سے ایک زناٹے دار تھپڑ لگا۔ میں روتا ہوا اٹھ کے والدہ صاحبہ کے پاس آ گیا۔ سارا ماجرا ان کو سنایا تو بڑے پیار سے والدہ صاحبہ نے سمجھایا کہ کسی کے سر سے ٹوپی نہیں اتارتے، یہ عزت ہوا کرتی ہے۔ وہ دن اور آج کا دن، میں نے کبھی بھی کسی کے سر سے ٹوپی نہیں اتاری۔

اسلاف کی زندگی، آداب کا نمونہ

(مولانا حافظ محمد بلال حفظہ اللہ۔ خطیب جامع مسجد الحرمین، شرقپور)

ہمارے بزرگ اسلاف کی زندگیاں آداب کا نمونہ تھیں۔ حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ضلع فیصل آباد) ایسے باکمال درویش تھے کہ جب وہ فوت ہوئے تو ان کی قبر کی مٹی بھی معطر تھی اور لوگ تبرکاً وہ مٹی اپنے گھروں میں لے جانے لگے۔ بعد ازاں ان کی قبر مدرسہ کے اندر منتقل کر دی گئی۔ آج تک لوگ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام کو بھی سلام کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ادب و عقیدت کا ایسا رشتہ قائم ہے کہ ابھی تک جب جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں سالانہ اجتماع ہوتا ہے تو لوگ اس جلسے کو "صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا میلہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اس دن اپنی گائے بھینسوں کا سارا دودھ جلسے میں ہدیہ کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ صرف اہل حدیث نہیں ہوتے بلکہ ان میں بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ سب شامل ہوتے ہیں کیونکہ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کٹر اہل حدیث ہونے کے باوجود ساری عمر رواداری کو قائم رکھا تھا۔

طلباء کی جوتیاں سیدھی کرنا سعادت ہے:

شیخ الحدیث مولانا صوفی محمد عتیق اللہ سلفی صاحب حفظہ اللہ (بانی و مہتمم مرکز الدعوۃ السلفیہ، ستیانہ روڈ فیصل آباد) کی زندگی میں "ادب اور احتیاط" یہ دو بڑے واضح پہلو

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہیں۔قرآن کا بھی ادب کرتے ہیں اور قرآن کے طلباء کا بھی احترام بجالاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہم نے کئی بار خود مشاہدہ کیا کہ مولانا سلفی صاحب اپنے ہاتھوں سے بچوں کی جوتیاں سیدھی کر کے ترتیب سے رکھ رہے ہوتے ہیں۔ایک دن بڑا عجیب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ کوئی صاحب مدرسے کو باقاعدگی سے بہت بھاری رقم کا چندہ دیا کرتے تھے۔ایک دن وہ اپنی گاڑی پر بیٹھ کر مدرسے میں آئے، اس وقت اردگرد بچے کھیل رہے تھے۔کھیلتے ہوئے کسی طالب علم کی گیند ان صاحب کی گاڑی کو لگی تو انہوں نے طالب علم کے چہرے پر تھپڑ مار دیا۔جب شیخ الحدیث مولانا عتیق اللہ سلفی حفظہ اللہ کو پتہ چلا تو وہ جلالی مزاج میں تشریف لائے اور آ کر ان صاحب کے سابقہ حساب کے مطابق دیا ہوا تمام چندہ انہیں واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہم جن کی جوتیاں سیدھی کرنا سعادت سمجھتے ہیں، آپ ان کے منہ پر تھپڑ مارتے ہیں؟ شاید آپ نے یہ بے عزتی اس وجہ سے کی کہ آپ چندہ دے کر مدرسے پر یا طلباء پر احسان کرتے ہیں، حالانکہ آپ کا ان پر کچھ احسان نہیں، آپ کا معاملہ اللہ پاک کے ساتھ ہے" بہرحال آئندہ آپ کا چندہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

نوٹ: مولانا بلال صاحب حفظہ اللہ سے یہ انٹرویو مارچ 2013ء کو شفاء الرحمان ٹرسٹ ہسپتال سے ملحقہ مسجد عبادالرحمان اہل حدیث میں ہوا(از: مرتب)

کبھی زیادہ نمک میں تھوڑا سا آٹا نہ ڈالنا

ابوعبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ رویم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے فرزند! اپنے عمل کو نمک اور اپنے ادب کو آٹا بناؤ۔ ہر وقت اور ہر مقام کیلئے ایک مخصوص ادب ہے۔ چنانچہ جو شخص ادب کو اختیار کرتا ہے، وہ مردِ کامل کے درجے تک پہنچ جاتا ہے اور جو شخص ادب سے محروم ہوتا ہے، وہ مقامِ قُرب سے دُور اور مقامِ قبولیت سے مردُود رہتا ہے(بحوالہ کتاب: عوارف المعارف از: شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ)

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

اسلاف کے آداب کا آنکھوں دیکھا حال

انٹرویو: شاعر اہل حدیث، فضیلۃ الشیخ مولانا نذیر احمد سبحانی حفظہ اللہ تعالیٰ

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بارعب شخصیت کے مالک تھے، ان کے چہرے سے ہیبت وجلال ٹپکتا تھا۔ کوئی بندہ ان کے رعب کی تاب نہ لاتے ہوئے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کرسکتا تھا۔ بقول مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی حفظہ اللہ کہ "یہ جو رعب وجلال ہے، یہ روپے پیسوں سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یاری لگانے سے حاصل ہوتا ہے۔ جب تک انسان کے دل میں اللہ کے عشق کا چراغ نہ جلے اور اس کی محبت کی آگ نہ بھڑکے، تب تک کام نہیں بنتا"۔

حدیث کا ادب حکمران کے احترام سے زیادہ ہے:

یہ اس دور کا واقعہ ہے، جب میں مدرسہ غزنویہ شیش محل روڈ میں ابھی ابتدائی جماعت میں پڑھتا تھا، سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بڑی جماعت کو "موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ" پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دن سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے پڑھا رہے تھے کہ ضلع کا ڈی سی مدرسے میں داخل ہوا اور سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے سیدھا اندر آ گیا۔ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مخصوص جلالی انداز میں فرمایا: وہیں بیٹھ جائیں۔ یہ بات یقیناً ڈی سی کو اپنی شان کے خلاف محسوس ہوئی ہوگی لیکن پھر بھی وہ مدرسے کے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ جب سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سبق پڑھا چکے تو خود آگے بڑھے اور ان کے شایان شان ان کا استقبال کیا' پھر فرمایا: کیا آپ کو پتہ ہے کہ میں کونسی کتاب پڑھا رہا تھا؟ تو ڈی سی کہنے لگا نہیں۔ فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی کتاب "موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ" پڑھا رہا تھا۔

ادب کی خاطر بچھو کے ڈنگ برداشت کر لیے:

یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم ہستی ہیں، جو مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر حدیث کا درس

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

دیا کرتے تھے۔ایک دن دوران درس تمام طلباء نے دیکھا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا رنگ بار بار بدل رہا ہے، لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسلسل درس دیتے رہے۔ جب درس دے چکے تو ایک طالب علم (حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ) کو بلا کر فرمایا کہ دیکھو میری کمر پر کیا ہے؟ جب دیکھا گیا تو وہاں ایک بچھو تھا جس نے کمر پر سترہ مرتبہ ڈنگ مارا ہوا تھا، لیکن یہ حدیث کا ادب تھا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے درس منقطع کرنا گوارا نہیں کیا۔ میں بھی انہی کی کتاب کا درس دے رہا تھا۔ یہ واقعہ سن کر ڈی سی کا سارا انقباض جاتا رہا اور وہ اس بات پر پھولے نہیں سما رہا تھا کہ مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم بزرگ اس کے ساتھ اتنی محبت سے پیش آ رہے ہیں۔

مخلص درویش کا پورے گاؤں میں ادب:

میرے دوران تعلیم حضرت میاں محمد باقر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی مدرسہ غزنویہ میں تشریف لایا کرتے تھے۔میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ استادِ پنجاب حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور درویش صفت ولی اللہ تھے۔ اگر کوئی ان سے پڑھنے کے لیے وظیفہ مانگتا تو اسے استغفار پڑھنے کا حکم دیتے۔قرآن بہت خوبصورت آواز میں پڑھا کرتے اور قرآن کا ترجمہ بھی ایسے دلنشیں انداز میں کرتے کہ یوں معلوم ہوتا جیسے قرآن آج ہی نازل ہو رہا ہے۔موجودہ دور میں ان کے شاگرد و مرید مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی حفظہ اللہ کا اندازِ بیاں اپنے استاد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسا ہے۔حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لوگ اتنا زیادہ ادب واحترام کرتے تھے کہ جب انکے بیٹے حافظ محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "مشکوۃ شریف" کی شرح "مرأۃ المفاتیح" لکھی۔ پھر اس کو چھپوانے کیلئے وہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (مکتبہ سلفیہ لاہور) آئے۔مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ (فاضل مصنف: پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری دعائیں) نے فرمایا کہ میاں صاحب! اس کے کاغذ کا خرچ بھی کہیں سے بندوبست کر کے

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___

دیں۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کندھے پر رومال رکھا ہوتا تھا، وہ اپنے گاؤں جھوک دادو میں واپس گئے اور ایک طرف سے شروع ہو گئے اور ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹا کر وہاں کی عورت کو بہن جی یا باجی کہہ کر پکارتے اور فرماتے" دین کی خدمت کے لئے آج مردوں سے کچھ نہیں لینا، عورتوں سے ان کا زیور لینا ہے" ان کے اندر اتنا زیادہ اخلاص تھا کہ عورتیں اپنی بالیاں اور اپنے لاکٹ یا چوڑیاں اتار اتار کر ان کو دیتی جاتیں۔ جو عورت پوری بالی یا پوری چین نہ دے سکتی وہ آدھی کاٹ کر دے دیتی اور یوں میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رومال سونے سے بھر گیا۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ سارا سونا مولانا عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے لا کر رکھ دیا تو انہوں نے فرمایا، میاں صاحب! اس کو خود جا کر بیچیں اور رقم لیکر آئیں۔ اس زمانے میں آٹھ ہزار روپے کلو کے حساب سے سونا فروخت ہوا۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نہ جانے کتنے کلو سونا تھا، پھر وہ ضخیم کتاب چھپ گئی۔ میں اپنے مکتبہ" سبحانی اکیڈمی" پر بھی وہ کتاب بیچتا رہا ہوں۔

اسلاف میں کسی کو بھی ننگے سر نہیں پایا:

اب تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، ادب کا جنازہ نکل گیا ہے اور ننگے سر رہنا فیشن بن گیا ہے۔ الحمد للہ مجھے بہت سارے علماء کو دیکھنے ان کی صحبت میں رہنے اور خدمت کرنے کا موقع ملا ہے جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔ مولانا عبدالرشید صاحب مجاہد آبادی حفظہ اللہ تعالیٰ، سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، سید محمد عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، سید محمد سلیمان غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، سید محمد عثمان غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، سید محمد عمر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عنایت اللہ شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد یوسف صاحب راجووال رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، استاذ الاساتذہ حافظ محمد محدث گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ، رئیس المناظرین حافظ

facebook.com/Salfi.tasawuf

عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ (میں ان کے ساتھ انہی کی گاڑی میں بیٹھ کر جلسوں میں مسلسل 20 سال مختلف جگہوں پر جاتا رہا ہوں) شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ، ولیِّ کامل مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شرف الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے) حافظ عبدالرحمٰن عتیق رحمۃ اللہ علیہ (جو مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے برادر نسبتی تھے) مولانا سید بارک اللہ شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد یوسف صاحب گکھڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ (جنہوں نے مشہورِ زمانہ کتاب کراماتِ اہل حدیث کتاب لکھی) اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ ان تمام علمائے کرام پر اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں برسیں۔ میں نے کسی ایک کو بھی ساری عمر ننگے سر نہیں دیکھا۔

طلباء کو سر ڈھانپنے کا سختی سے حکم:

جب ہم مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں پڑھا کرتے تھے، تمام طلباء کو سختی سے حکم تھا کہ سر ڈھانپ کر رکھیں۔ اب تو مدرسوں میں کسی طالب علم کا سر ننگا ہوتا ہے تو کسی کی داڑھی نہیں ہوتی اور کوئی عجیب وغریب قسم کے بال رکھے ہوئے نظر آتا ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: یہ انٹرویو مورخہ 6 مئی 2013ء کو جامع مسجد زینت اہل حدیث نزد سول سیکرٹریٹ لاہور میں ہوا (از: مرتب)

حسد کی آگ نے بے ادب بنا دیا

(مولانا حافظ محمد عباس حفظہ اللہ تعالیٰ۔ جامع مسجد چبوترہ بازار، احمد پور شرقیہ)

احمد پور شرقیہ (ضلع بہاولپور) میں ایک موچی تھا۔ اسکا نام مہتر اللہ ڈیوایا تھا۔ یہ اپنے فن میں بڑا ماہر تھا۔ نواب آف بہاولپور (نواب محمد صادق خان عباسی مرحوم)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

کے جوتے اسی کے پاس بنا کرتے تھے،لیکن یہ موچی اپنے مذہب میں بڑا غالی تھا اور اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرا کرنا اپنے ایمان کا حصہ سمجھتا تھا۔ایک مرتبہ اس موچی نے نواب صاحب مرحوم کی جوتی تیار کی اور اس کے چمڑے کے اندر اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام لکھ کر لگا دیئے۔نواب صاحب مرحوم جب اس کو پہنتے،تو سر چکراتا اور طبیعت خراب ہو جاتی۔نواب صاحب دراصل مومن آدمی تھے۔ایک دن ان کو خیال آیا کہ یہ جوتی پہننے سے ہی میرا سر چکراتا ہے،لہٰذا حکم دیا کہ اس جوتی کو اکھاڑ دو۔جوتی کو اکھاڑا گیا تو اصحاب ثلاثہ (حضرت ابوبکر صدیق، امیرالمومنین حضرت عمر فاروق اور دامادِ رسول حضرت عثمان غنی) رضی اللہ عنہم کے نام نکلے۔چنانچہ نواب صاحب نے کہا کہ موچی کو پکڑو۔موچی پکڑا گیا تو اس نے ہاتھ جوڑے، پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا: سائیں میں تو ان پڑھ آدمی ہوں، جاہل ہوں ، مجھے کیا پتہ؟ یہ آپ کے اہل حدیث مولوی احمد صاحب نے مجھے ایک تعویذ دیا تھا اور کہا تھا کہ یہ خیر و برکت کا تعویذ ہے،نواب صاحب کی جوتی میں سی دو۔تو میں نے یہ تعویذ آپ کے شاہی چپل میں لگا دیا۔

مولانا کو ریاست بدر کر دو:

موچی کی اس بات پر نواب صاحب نے بغیر تحقیق کیے، غصے میں آ کر یہ آرڈر جاری کر دیئے کہ مولوی احمد صاحب کو میری ریاست سے نکال دو یعنی انہیں ریاست بدر کر دو۔ان کو سزا اس لیے نہیں دی کہ نواب صاحب مرحوم علم اور علماء کے بہت قدر دان تھے۔کہنے لگے کہ تم عالم ہو،مولوی ہو۔میں اور تو کچھ نہیں کرتا،لیکن ریاست بہاولپور سے چلے جاؤ۔مولوی محمد احمد صاحب (مفتی اعظم بہاولپور) اس ناگہانی آفت کے باعث یہاں سے لودھراں چلے گئے۔لودھراں میں قیام کے دوران کبھی کبھی چھپ چھپا کر رات کو اپنے گھر آ جاتے اور گھر والوں کو مل کر پھر واپس چلے جاتے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

Privacy

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 69/273

خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا احسان:

اسی دوران حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ جو کہ نواب صاحب مرحوم کے پیرو مرشد تھے، وہ نواب صاحب کے پاس تشریف لے آئے اور آتے ہی فرمایا: صادق! نواب صاحب نے کہا جی حضور! خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ مولوی احمد کہاں ہے؟ ان کو بلاؤ، ہم وعظ سننا چاہتے ہیں۔ نواب صاحب مرحوم اپنے مرشد کا بہت زیادہ ادب کرتے تھے۔ اب وہ پریشان ہوئے کہ ان کو کہاں اور کیسے تلاش کیا جائے؟ بہرحال تکمیل حکم مرشد کی خاطر انہوں نے فوراً فوجی دستہ بھیجا کہ انکو تلاش کرو اور فوراً لے آؤ۔ جب یہ دستہ ان کے گھر گیا تو وہ وہاں سے نہ ملے۔ گھر والے مزید پریشان ہو گئے کہ شاید کوئی نئی آفت آ گئی ہے (یہ تمام باتیں ہماری نانی اماں صاحبہ جو کہ مولانا بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ تھیں، نے بتائی تھیں) چنانچہ لودھراں سے مولانا احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو محل واپس بلایا گیا۔ جیسے ہی یہ محل میں داخل ہوئے، تو سامنے ہی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ مولوی احمد صاحب کو دیکھتے ہی فرمایا: صادق! یہ تیری ریاست کا بہت بڑا عالم دین ہے، اس کی قدر کیا کر۔

موچی کی سازش بے نقاب ہو گئی:

لہٰذا درس کے انتظامات شروع ہو گئے۔ شاہی محل کی صفائی ہوئی، مغرب کی نماز خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ، نواب صادق محمد عباسی مرحوم اور تمام رعایا نے مولوی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے محل میں ادا کی' اس کے بعد انہوں نے قرآن پاک کا درس دیا۔ جو وعظ فرمایا، خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس میں شریک تھے اور اس وعظ سے بڑے متاثر ہوئے۔ اسکے بعد نواب صاحب مرحوم نے ان کی ریاست بدری کے آرڈر کینسل کر دیئے اور بعد میں جب تحقیق کی تو ثابت ہوا کہ مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی قصور نہیں تھا بلکہ یہ ساری سازش موچی کی تھی۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا:

مولانا حافظ محمد امین سلفی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی ایک کتاب ہے، جس کا نام ہے "سیدی وابی" اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ: ہماری جماعت کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بدُعا کھا گئی ہے۔

نوٹ: یہ انٹرویو 2013ء کی عیدالفطر کے موقع پر ریکارڈ کا حصہ بنا (از: مرتب)

ولی اللہ کی بے ادبی کا نقد انجام

(مولانا قاری محمد حنیف عاجز حفظہ اللہ، جامع مسجد نور اہل حدیث شرقپور)

ایک دفعہ ہم نے جلسہ کروانا تھا۔ میں ولی کامل حضرت حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ کو لینے کیلئے ان کے ہاں گیا۔ واپسی پر جب ہم دونوں بس پہ سوار ہوگئے تو ڈرائیور نے بس میں موسیقی چلا رکھی تھی۔ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بیٹا! یہ گانے بند کردو۔ ڈرائیور نے ان کی بات سن لی، مگر جان بوجھ کر خاموش رہا اور ٹیپ ریکارڈر بند نہ کیا۔ میں نے کہا: بھائی! تجھے بزرگوں کی بات سمجھ میں نہیں آئی؟ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اشارے سے مجھے خاموش کروا دیا۔ ابھی کچھ ہی دُور گئے ہوں گے کہ بس کا ٹیپ ریکارڈر چلتے چلتے خودبخود خراب ہوگیا۔ ڈرائیور نے اسے چلانے کی بہت کوشش کی، مگر وہ نہ چل سکا۔ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

شیخ الحدیث کے دادا کی گستاخی کرنے والے سپاہی:

شیخ الحدیث حافظ عبدالمنان نورپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جان بھی بہت بڑے ولی اللہ تھے۔ ایک دفعہ وہ گھوڑے پر گھاس لادے ہوئے گھر کو آرہے تھے، راستے میں انہیں پولیس کے تین آدمی ملے اور پوچھا: بابا کدھر جارہے ہو؟ کہنے لگے، بیٹا وہ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

سامنے بستی نور پور جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا بابا نیچے اترو، ہم تھکے ہوئے ہیں، گھوڑا ہمیں دے دو۔ فرمایا: بیٹا لے لو، تم ہمارے مہمان ہو، تم بیٹھ جاؤ، میں پیدل آ جاؤں گا۔ پولیس والے گھوڑے پر بیٹھ گئے اور گھاس بابا جی کے سر پر رکھ دی۔ تھوڑی دور جا کر پیچھے مڑ کے دیکھا تو گھاس بابا جی کے سر سے دو فٹ اوپر اور بابا جی نیچے چل رہے تھے۔ وہ اسی وقت گھوڑے سے نیچے اترے اور بابا جی کے قدموں میں گر پڑے کہ بابا جی ہمیں معاف کر دیں اور اپنی سواری لے لیں۔ یہ کہہ کر انہیں ان کے گھوڑے پر خود سوار کر دیا۔

حاملین توحید ادب سے دُور کیوں ہو گئے؟

(قاری محمد خالد محمود حفظہ اللہ۔ خطیب جامع مسجد عباد الرحمان شرقپور)

مولانا صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: جن کے پاس توحید ہے، وہ ادب سے کورے ہیں اور جن کے پاس ادب ہے، وہ توحید سے کورے ہیں۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان بالکل سچ نظر آتا ہے کیونکہ ہمارے احباب میں ادب واقعی ختم ہو چکا ہے۔ بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اہل حدیث مقتدی میں اپنے امام کا اور شاگرد میں اپنے استاد کا ادب بالکل مفقود ہو کر رہ گیا ہے اور اسی بے ادبی کی وجہ سے ہم نے اپنے بزرگوں کے اقوال اور ان کے اعمال سے منہ موڑ لیا ہے۔

نوٹ: درج بالا دونوں انٹرویو مارچ 2013ء کو جامع مسجد مینار والی اہل حدیث میں ہوئے (از: مرتب)

قرآن وحدیث کی بے ادبی کا وبال

(حکیم حافظ محمد اسامہ یاسر حفظہ اللہ، جامع مسجد رحمانیہ، قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ)

روز بروز بڑھتی ہوئی روحانی کمزوریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آج ہم جتنی

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

مرضی تلاوت کرلیں، ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔اس کی وجہ یہی ہے کہ دلوں پہ زنگ جما ہوا ہے، جسے دُور ہی نہیں کیا جاتا۔ایک اللہ والے فرمایا کرتے تھے کہ مجھ سے ساری عمر سورۃ زلزال مکمل نہیں پڑھی گئی۔ جونہی پڑھنا شروع کرتا ہوں، قیامت کی ہولناکیوں کے خوف سے غشی آجاتی ہے اور میں بے ہوش ہوجاتا ہوں۔لیکن ہمارا تو یہ حال ہوچکا ہے کہ رمضان میں بھی اور غیر رمضان میں بھی امام مسجد سورۂ فاتحہ سے لیکر سورۃ الناس تک سارا قرآن پڑھ جاتے ہیں' لیکن نہ پڑھنے والے پر قرآن کا اثر ہوتا ہے، نہ سننے والوں کو ہی کچھ فائدہ ہوتا ہے۔حالانکہ قرآن تو ہمارے سامنے ہوتا ہے لیکن دلوں میں نہیں اترتا۔اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، میں نے اکثر ایسا بھی ہوتے دیکھا کہ قرآن اور حدیث کی کتابیں سامنے کھول کر لوگ لایعنی گفتگو میں مصروف ہوجاتے ہیں، حالانکہ یہ بہت بڑی بے ادبی ہے۔اللہ پاک ہمیں قرآن وحدیث کا مکمل ادب کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اسلاف اہل حدیث کا ادب تو جانور بھی کرتے تھے

(ڈاکٹر محمد عثمان سلفی حفظہ اللہ۔ایڈیٹر: مجلہ سلفی لاہور)

میرے سالہا سال کے تجزیے کے مطابق آج کا اہل حدیث اندر سے بالکل کھوکھلا ہوچکا ہے۔سلفی مدارس کے قراء سے لے کر شیوخ الحدیث تک تمام علماء کی قدر وعظمت ہمارے اہل حدیث احباب کے دل سے مٹ چکی ہے۔بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم اہل حدیثوں میں اپنے امام وخطیب کا وہ مقام نہیں رہا، جتنی عزت بریلوی اور دیو بندی حضرات اپنے اپنے علماء کی کرتے ہیں۔حالانکہ اہل حدیث علماء نے تو وہ دور بھی دیکھا، جب بے زبان جانور بھی ان کی عزت کرتے تھے۔الہ آباد (تھینگ موڑ ضلع قصور) میں ایک دن مولانا حافظ محمد حنیف صاحب حفظہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو وہ بتانے لگے کہ میرے شیخ ومرشد مولانا محی الدین لکھوی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 73/273

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

رحمۃ اللہ علیہ (جو ڈاکٹر حافظ حماد صاحب لکھوی حفظہ اللہ کے والد ہیں) کو ایک مرتبہ رات کے وقت اچانک یاد آیا کہ صبح فلاں گاؤں کی مسجد میں درس قرآن کا وقت دیا ہوا ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے نمازیوں کو حکم دیا کہ فوراً کسی سواری انتظام کرو، تاکہ میں وعدہ خلافی سے بچ سکوں۔ یہ اس دور کی بات ہے، جب علماء صرف اللہ کی رضا کی خاطر اُمت کو دینکے ساتھ جوڑنے کیلئے درس قرآن ارشاد فرمایا کرتے تھے اور تانگے گھوڑے وغیرہ پہ سوار ہو کر آتے جاتے تھے۔ چنانچہ نمازیوں میں سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت! میرے پاس ایک اونٹ ہے، مگر وہ بڑا سرکش ہے۔ کسی کو بھی اپنے اوپر نہیں بیٹھنے دیتا۔ فرمایا ٹھیک ہے، تم اسی کو لے آؤ۔ جب وہ سرکش اونٹ لایا گیا تو مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی گردن نیچے کر کے اس کے کان میں فرمایا "دیکھ! تیرے اوپر محی الدین بیٹھنے لگا ہے" یہ فرما کر تسلی سے سوار ہو گئے۔ اونٹ کی کیا مجال جو سرکشی کرتا؟ بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے اسلاف نے پہلے خود کو کسی کے سپرد کر کے اپنا تزکیہ نفس کروایا تھا، پھر جب ان کے نفوس کا تزکیہ ہو گیا، تب انسان بھی ان کی مانتے تھے، جانور بھی ان کی مانتے تھے، جنات بھی ان کی مانتے تھے اور خود اللہ جل شانہ بھی ان کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتا تھا۔ پس مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ نے آدھی رات کے وقت مطلوبہ گاؤں میں جا کر اونٹ کے گلے میں رسی باندھی اور دوبارہ اس کے کان میں فرمایا: اب واپس اسی جگہ چلے جاؤ، جہاں سے آئے ہو" لہٰذا اونٹ اطمینان سے چلتا ہوا واپس اپنے مالک کے گھر پہنچ گیا۔

روزہ داروں کے جوٹھے برتنوں کا ادب:

انہی کے ہم عصر مولوی محمد یحییٰ صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ! آج بھی جن کا نورانی چہرہ میرے سامنے آرہا ہے" سفید لباس، سر پر ٹوپی، اس کے اوپر سفید رومال، مہندی لگی ہوئی سرخ داڑھی، چہرے پہ ہر وقت نور کی بارش" راقم ان دنوں جامع مسجد مینار والی اہل حدیث میں ناظرہ قرآن پڑھنے جایا کرتا تھا۔ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فجر کے بعد

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

دیر تک بیٹھے ذکر میں مصروف رہتے اور جب گھر جانے لگتے تو استاد محترم حافظ عبدالمجید صاحب حفظہ اللہ ہم دونوں بھائیوں کو فرمایا کرتے کہ اٹھو جلدی سے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جوتی پکڑ کے دروازے میں رکھو۔ اللہ پاک قبول فرمائے، ہم مولوی صاحب کی جوتی (جو شرق پور کا معروف پرانی طرز کا لال کھسہ ہوتا تھا) پکڑ کے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھتے اور مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمیں دعائیں دیتے ہوئے گھر تشریف لے جاتے۔ ان کی طبیعت میں ادب اور قدردانی اتنی زیادہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کہ رمضان المبارک میں مسجد میں اجتماعی افطاری کے بعد خالی برتن جب دُھلنے کیلئے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جاتے تو مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کمال ادب و عاجزی سے اپنے گھر والوں کو فرماتے کہ ان پلیٹوں میں لگا ہوا گھی انگلی سے صاف کر کے اکٹھا کرو اور اسے گھر کے کھانے میں شامل کرو، یہ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کا جوٹھا ہے، اسے ضائع نہ ہونے دینا۔

ادب اور قدردانی کیسے حاصل ہوتی ہے؟

میں اکثر سوچا کرتا کہ اتنی عاجزی اور قدردانی مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اندر صرف کتابیں پڑھنے سے کیسے آسکتی ہے؟ حالانکہ وہی کتابیں موجودہ زمانے میں بھی پڑھی جاتی ہیں مگر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں تو اللہ جل شانہٗ کی سچی محبت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی، ہر وقت اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر، سر پر پگڑی یا رومال اور ننگے سر رہنے سے بیزاری، ان کی تبلیغ میں اخلاص، انکی زبان میں تاثیر اور وہ کیفیت کہ انہیں دیکھنے سے اللہ یاد آجاتا تھا۔ یہ سب کچھ آخر ہمارے موجودہ علماء میں کیوں ختم ہو چکا ہے؟ جب شعور کی آنکھ کھلی تو مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم کی کتاب "ہفت اقلیم" میں یہ جواب سامنے آیا کہ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مربی، مزکی و مرشد حضرت میاں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ (جھوک دادو والے) تھے، جن سے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تزکیہ و تصوف والی راہوں پر چلنا سیکھا۔ تب جا کے انہیں یہ سب کمالات حاصل ہوئے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

حضرت پیر علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع:

قربان جائیں صوفیائے کرام رحمہم اللہ پر، جن کی تعلیمات میں سچا درسِ ہدایت اور توحید وسنت کی اصل روح ہے۔ حضرت پیر علی بن عثمان الہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو آج چند لاعلم لوگ تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ جو شرک وبدعت ان کی قبر پر جا کے لوگ کر رہے ہیں (نعوذ باللہ) وہ خود بھی اسی طرح کرتے ہوں گے اور اسی چیز کو وہ پھیلا کر گئے ہیں۔ ایسا کہنے والے خدارا، اللہ سے ڈر جائیں۔ راقم نے خود ان کی کتاب کشف المحجوب کا مطالعہ اہل حدیثی نظر کے ساتھ کیا ہے۔ اس پوری کتاب میں سراسر توحید وسنت کا خالص سبق دیا گیا ہے۔ بدعت کا جتنا رد حضرت پیر علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں کیا ہے، اس کے مطالعے کے بعد ایک سلیم العقل انسان کم از کم ان پر ایسی تنقید نہیں کر سکتا۔ رہی بات ان کی قبر پر ہونے والی خرافات کی، تو اس کے بارے یہی بات سچ ہے کہ جس طرح حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد لوگوں نے ان کے متعلق کیا کیا القاب وضع کر لیے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نہ جانے کیا کیا خطاب دیے گئے، حضرت پیر علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی اسی طرح ہوا۔ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مجھے اللہ کا بیٹا کہو، نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے مشکل کشا اور وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہو اور نہ ہی پیر علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے داتا گنج بخش کہا جائے۔ ویسے بھی تاریخ کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ہمارے اسلاف علماء نے حضرت پیر علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو سراہا ہے اور ان کی بزرگی کو تسلیم کیا ہے۔ مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی کتاب "فقہائے ہند" میں باقاعدہ دلائل سے ثابت کیا ہوا ہے کہ حضرت پیر علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم دین، فقیہ اور زاہد تھے، جن کی تبلیغ سے لاہور کے ہزاروں لوگوں نے کفر وشرک سے نجات پائی (دیکھیں کتاب: فقہائے ہند۔ جلد اول، صفحہ 103 کتاب سرائے، اردو بازار، لاہور)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 76/273

مولانا لکھوی رحمۃ اللہ علیہ ادب اور عاجزی کا پیکر

(مولانا محمد بشیر قصوری حفظہ اللہ، جامع مسجد برکات اہل حدیث: شرقپور)

ہمارے پورے خاندان کا سلسلہ بیعت حضرت مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے، ہمارے مرشد مولانا لکھوی رحمۃ اللہ علیہ علم وعمل کے روشن مینار اور ولی کامل تھے۔ ان کی شخصیت میں سادگی اور نظریں جھکی ہوئی تھیں، زبان پر ہر وقت اللہ کا ذکر جاری رہتا تھا۔ ایک دفعہ جب مولانا محی الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے نے نئی گاڑی خریدی تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر ایک جگہ جمعہ پڑھانے لے گئے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ سارے راہ آگے کو سر جھکائے بیٹھے رہے اور منزل پر پہنچ کر گاڑی سے اترتے ہی فرمایا کہ یا تو اسے فوراً بیچ دو، یا پھر میں کبھی بھی اس پہ سفر نہیں کروں گا۔ اس کی سیٹ پر بیٹھ کر دل میں خود پسندی اور تکبر پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا نام لینے میں ادب

(حافظ غلام مصطفی حفظہ اللہ، انچارج شفاء الرحمٰن ہسپتال شرقپور)

حضرت مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ مرحومہ مغفورہ جن کا نام بی بی غلام فاطمہ تھا، اگر انہیں کوئی فاطمہ کہہ کر پکارتا تو وہ فرماتیں کہ میں تو غلام فاطمہ ہوں، مجھے غلام فاطمہ ہی کہو۔ میں جب بھی ان کے گھر گیا میں نے حضرت بی بی رحمہا اللہ کو مصلّٰی پر بیٹھے دیکھا۔ کہتے ہیں کہ نیک مائیں ہی نیک اولاد پیدا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تمام بیٹے دین کی خدمت میں مصروف ہیں (جن میں ولی کامل شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد سر فہرست ہیں) اس کے پیچھے جہاں مولانا محمد یحییٰ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا فیض نظر آتا ہے، وہیں ان کی نیک اور باعصمت اہلیہ کا کردار بھی عیاں ہے۔ فرمایا کرتی تھیں کہ میں نے اپنی اولاد کو کبھی وضو کے بغیر

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

دودھ نہیں پلایا اور جب میں چھوٹی سی بچی ہوا کرتی تھی، الحمدللہ تب سے اللہ پاک نے مجھے تہجد کی توفیق عنایت فرمائی ہوئی ہے جو کہ سفر و حضر میں بھی قضاء نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ وفات کے دن بھی حضرت بی بی رحمہا اللہ نے تہجد کی نماز ادا کی ہوئی تھی۔

ذکرِ الٰہی کے ادب سے معرفت مل گئی

(بقیۃ السلف مولانا حمید اللہ سدید حفظہ اللہ۔ جامع مسجد رحمانیہ، قلعہ میہاں سنگھ)

جس زمانے میں مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (سابق ناظم جمعیت اہل حدیث پاکستان) زندہ تھے، میں اس زمانے میں لاہور اپنے رشتہ داروں کے ہاں رہتا تھا اور باقاعدگی سے مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ذکر میں شرکت کیا کرتا تھا۔ وہاں بڑے بڑے انجینئر، ڈاکٹر اور یونیورسٹیوں کے طلباء بھی آیا کرتے تھے، حالانکہ عمومی طور پہ دیکھا جائے تو یہ طبقہ دین سے بیزار نظر آتا ہے (الا ماشاء اللہ) مگر مولانا ابوبکر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ بیاں اتنا پرکشش اور علمی مقام اتنا بلند تھا کہ ایسے حضرات بھی ان کے دروس و خطبات میں حاضر ہونا اپنے لیے سعادت سمجھتے، کیونکہ مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنے اور ان کی باتیں سننے سے ایمان تازہ ہو جاتا تھا۔ میں ان کے سامنے دوزانو ہو کر بڑے ادب سے بیٹھا رہتا، کیونکہ میرا ان کے ساتھ عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ مجھے ان کی مجالسِ ذکر میں شامل ہونے سے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ اپنا واقعہ بیان فرمایا: کہ جب میں ابھی کالج میں پڑھا کرتا تھا، تو بری صحبت میں رہنے کی وجہ سے مجھ پر بھی اس کا رنگ چڑھ گیا اور میں نے سگریٹ پینا شروع کر دی، حتیٰ کہ نماز پڑھنا بھی چھوڑ دی۔ میرے والد مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ میری وجہ سے بہت پریشان رہا کرتے۔ ان کے پاس ایک نیک بزرگ حضرت میاں محمد باقر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرتِ والد رحمۃ اللہ علیہ نے ان بزرگوں سے فرمایا کہ میں اپنے اس بیٹے کی وجہ سے بہت

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

پریشان ہوں اور میرا سارا واقعہ عرض کر دیا۔ان بزرگوں نے مجھے قریب بلا کر پیار سے فرمایا کہ بیٹا کیا تم میری ایک چھوٹی سی بات مانو گے؟ میں نے عرض کیا: جی ضرور ان شاء اللہ۔فرمایا! آپ ہر وقت ہر حالت میں اللہ، اللہ کہتے رہا کرو۔میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ یہ تو معمولی سا عمل ہے، یہ تو میں ضرور کروں گا۔ پھر میں نے ہر وقت چلتے پھرتے اللہ، اللہ، کہنا شروع کر دیا۔اللہ کا نام لیتا رہا تو ایک دن دل میں خیال پیدا ہوا کہ اسی منہ میں سگریٹ پیتے ہو اور اسی منہ سے اللہ کا پاک نام لیتے ہو، یہ تو بہت بری بات ہے۔آہستہ آہستہ میرے سگریٹ چھوٹ گئے۔ پھر کچھ دن بعد دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ کا نام بغیر وضو کے لیتے ہو، کم از کم وضو تو کرلیا کرو۔لہٰذا میں نے ہر وقت باوضو رہنا شروع کر دیا اور کچھ ہی عرصے کے بعد خیال آیا کہ تمہارا وضو تو ہوتا ہے، اذان سن کر نماز ہی پڑھ لیا کرو۔ پھر الحمد للہ! میں خود بخود نماز پڑھنے لگا یعنی اللہ پاک کے نام کے ادب اور مسلسل ذکر کی برکت سے اللہ پاک نے مجھے نیک اعمال کی توفیق عنایت فرمادی۔

سادات کا ادب واحترام ہم پر فرض ہے:

درود شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل بھی شامل ہے، جس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ملتا ہے ''اللھم صل علی محمد و علی آل محمد'' تو آل سے مراد وہ سید زادے ہیں، جو صحیح معنوں میں قرآن وسنت پہ چلتے ہیں اور اتباع کرتے ہیں۔ میرے وجدان کی بات ہے کہ یہ جو سید زادے ہوتے ہیں نا! ان کے ساتھ بہت زیادہ عزت واحترام سے پیش آنا چاہیے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور اہل ایمان جتنا زیادہ درود شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجتے ہیں، چونکہ اس میں آل بھی شامل ہے، اس لیے جو جو برکتیں اور رحمتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو رہی ہیں، ان میں سے کچھ حصہ ان کی آل پر بھی ہر وقت نازل ہو رہا ہوتا ہے۔اس لحاظ سے جو سید زادہ متبع سنت ہوتا ہے، اس کا تو جتنا بھی ادب واحترام کیا جائے، کم ہے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہمیں تو یزید کی بجائے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت ہے:

اس لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے بارے میں جو بحث ہوتی رہتی ہے، ہم اس میں نہیں پڑتے۔ ہم کہتے ہیں کہ سیدھی سی بات ہے، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں اور ہمیں ان کے ساتھ محبت غیر مشروط ہے۔ ظاہر ہے کہ اپنی اولاد سب کو پیاری ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نواسوں رضی اللہ عنہم کے ساتھ تو اتنی زیادہ محبت تھی کہ ایک دفعہ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ گرنے لگے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برداشت نہیں ہوا اور فوراً لپک کر انہیں پکڑ لیا اور قریب لا کر بٹھالیا۔ اور اگر نماز کے دوران سجدے کی حالت میں کوئی نواسہ آ کر بیٹھ گیا تو سجدہ طویل فرمادیا۔ تو یہ ظاہری سی بات ہے کہ جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت ہے، ان سے ہمیں بھی محبت ہے۔ ان کے بارے میں کوئی بحث نہیں۔ رہی بات یزید کی، تو قرآن کی آیت کے مطابق **"تلک امة قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم"** کہ یہ امت گزر چکی ہے ہم سے تو ہمارے اعمال کے متعلق پوچھ ہوگی اور ہم دوسروں کی بحث میں پڑے رہتے ہیں۔

اللہ والوں سے فیض حاصل کرنے کا راز:

کسی بھی اللہ والے کی محفل میں انسان جس قدر ادب، محبت اور اطاعت کے جذبے سے بیٹھے گا، اسی قدر اس پر فیض کے دروازے کھلیں گے۔ نیت یہ ہو کہ یہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق نصیحت فرمائیں گے، ہم اس پر عمل کی پوری کوشش کریں گے کیونکہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اطاعت نہیں ہے۔ دھیان سے سننا اور پھر اس پر عمل کرنا، یہ اللہ پاک کی عطا ہے، جسے چاہے، محبت، ادب اور اطاعت والی نعمتوں سے نواز دے۔ محبت، ادب اور اطاعت یہ وہ تین تاریں ہیں، جن میں سے اگر ایک بھی کٹ جائے تو سارا فیض ختم ہوجاتا ہے۔ جس

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

طرح بجلی کی دو تاروں (ٹھنڈی اور گرم) میں سے اگر ایک کٹ جائے تو کرنٹ ختم ہو جاتا ہے۔ چلتا ہوا پنکھا رک جاتا ہے اور روشن ٹیوب لائٹ بجھ جاتی ہے، مگر جب تار دوبارہ جڑ جائے گی تو سارا سلسلہ دوبارہ سے شروع ہو جائے گا۔ اسی لیے اللہ والوں کی صحبت سے مکمل فائدہ حاصل کرنے کے لیے ان تین تاروں کی ہر وقت حفاظت کرنا پڑے گی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عشق و ادب ہی کے ذریعے مقام پایا:

قرآن پاک کے پہلے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، اس لیے اللہ پاک نے خصوصی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: **"لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ"** کہ اللہ کے پیغمبر علیہ السلام سے آگے قدم نہ بڑھاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی آواز بھی نہیں ہونی چاہیے اور اگر ایسا ہوا تو تمہارے سب اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجامت کے بال مبارک نیچے نہیں گرنے دیئے جاتے تھے اور وضو کے پانی کے قطرے بھی نیچے نہیں گرنے دیتے تھے اور ادب کا یہ مقام تھا کہ تنہائیوں میں رویا کرتے تھے کہ ہماری آواز پیغمبر علیہ السلام کی آواز سے بلند ہے۔ ان کے تو ادب کی بھی کوئی حد نہیں اور محبت و اطاعت کی بھی کوئی حد نہیں۔

شیوخ الحدیث علماء پر رحمتوں کی بارش:

شیوخ الحدیث علماء پر رحمتوں کی بارش ہو رہی ہوتی ہے، کیونکہ ان کے پیچھے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت بڑی دعا ہے کہ اللہ پاک اس بندے کو ترو تازہ اور شاداب رکھے، جو میری احادیث کو سن کر آگے پہنچاتا ہے۔ لہٰذا ان کے سامنے ادب اور طلب کے ساتھ بیٹھنے سے رحمت، برکت، شادابی اور ترو تازگی کے کچھ چھینٹے ہم پر بھی پڑ سکتے ہیں، جن کی بدولت ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں، مشکلات ختم ہو سکتی ہیں، بیماریاں شفاء میں بدل سکتی ہیں اور رزق میں وسعت آ سکتی ہے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

Privacy

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___

سیدزادے پیر صاحب کی کایا پلٹ گئی:

جب مولانا اسحاق بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے جدامجد مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری لکھی تو اس کے شائع ہونے کے بعد انہیں بے شمار خطوط ملے جن میں ہمارے بزرگوں کی ایسی کرامات کا ذکر تھا، جو پہلے بیان نہیں ہوئیں۔ مثلاً مولانا بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کو حجرہ شاہ مقیم سے ایک خط آیا، جس میں لکھا تھا کہ ایک دفعہ مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے علاقے میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ یہاں ایک شاہ صاحب کی بہت شہرت تھی۔ ان کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور حلیہ غیر شرعی تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ شطرنج کے بڑے دلدادہ تھے، اس کے باوجود ان کے کئی مرید تھے۔ ایک دن شاہ صاحب کھانا کھانے میں مصروف تھے اور ان کا ایک مرید شطرنج بچھا رہا تھا کہ ابھی پیر صاحب کھانے سے فارغ ہو کر بازی لگانے آئیں گے۔ اسی دوران مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں سے گزرے۔ جب یہ ماجرا دیکھا تو انہوں نے شطرنج پکڑ کے پھاڑ کر قریبی نالے میں پھینک دی۔ شطرنج کے پاس کھڑے خادم نے یہ دیکھ کر کہا: او بابا جی! یہ آپ نے کیا کر دیا، یہ تو ہمارے پیر صاحب کی شطرنج تھی، اب میں انہیں کیا جواب دوں گا؟ مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاموشی سے ایک طرف بیٹھ گئے۔ جب پیر صاحب باہر آئے تو انہوں نے خادم سے شطرنج کے متعلق پوچھا۔ خادم نے سامنے بیٹھے بابا جی کی طرف اشارہ کیا کہ انہوں نے شطرنج پھاڑ ڈالی ہے۔ پیر صاحب نے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر پوچھا کہ بابا جی آپ نے ہماری شطرنج کیوں پھینک دی؟ تو ہمارے بزرگ نے بڑی سادگی سے فرمایا کہ شاہ صاحب! چونکہ آپ سیدزادے ہیں، لہٰذا ہم آپ کے غلام ہیں۔ آپ کے صحن میں گندگی پڑی ہوئی تھی، تو اس غلام نے اسے صاف کر دیا۔ جب انہوں نے یہ بات فرمائی تو شاہ صاحب تڑپنے لگے۔ پھر روتے ہوئے انہوں نے اپنی پچھلی زندگی سے توبہ کی اور فرمایا: بابا جی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تو ہمیں سیدھی راہ پہ ڈال دیا ہے۔ پھر انہوں نے سنت والی زندگی پہ چلنا شروع کر دیا۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

ننگے سر رہنے والے کی بے عزتی:

میں نے تو کسی اہل حدیث بزرگ کو ننگے سر نہیں دیکھا۔ کچھ سال پہلے ہمارا سالانہ "تزکیہ و احسان اجتماع" ہوا، جس میں مولانا اسحاق بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے اور بتایا کہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسجد میں کسی کو بھی ننگے سر نہیں رہنے دیتے تھے۔ میرے خیال میں تو کوئی باشرع آدمی ننگے سر رہتے ہوئے حیاء داری محسوس نہیں کرتا۔ ننگے سر بندہ بڑا عجیب وغریب لگتا ہے۔ ایک دن میں نے سر پر کپڑے کی بنی ہوئی ہلکی سی ٹوپی پہن رکھی تھی، مجھے یاد نہیں رہا کہ کب اتار کے گھر میں کہیں رکھ دی، اسی وقت کوئی صاحب گاڑی لے کر آئے، جن کے ساتھ میں نکاح پڑھانے چلا گیا۔ مجھے تو یہی تھا کہ سر پہ ٹوپی موجود ہے۔ خیر میں نے نکاح پڑھایا، وہ سب حضرات بھی اہل حدیث تھے، اس لیے انہوں نے بھی مجھے ننگے سر ہونے کا نہیں پوچھا۔ میں نکاح پڑھا کے واپس مسجد میں آیا۔ نماز کے وقت وضو کرنے کیلئے جب میں نے سر پہ ہاتھ پھیرا تو یہ محسوس کر کے بہت پریشان ہوا کہ مجھے ننگے سر ہونے کا پتہ ہی نہیں چلا۔ یہ میری زندگی کا پہلا واقعہ تھا، جو میں ننگے سر گھر سے باہر نکلا۔ میں گھر میں ٹوپی اتار کے رکھ دیتا ہوں مگر آج تک ننگے سر باہر نہیں نکلا، کیونکہ ہمارے بزرگ بتایا کرتے تھے کہ پہلے وقتوں میں گھروں کی کچی دیواریں چھوٹی چھوٹی ہوا کرتی تھیں اور گاؤں میں آنے والا ہر شخص جو گھوڑی پہ سوار ہوتا تھا، وہ اپنی سواری سے نیچے اتر جایا کرتا تھا۔ یہ اس وقت کا اصول تھا اور دوسرا اصول یہ تھا کہ کوئی شخص ننگے سر نہیں رہ سکتا تھا۔ جو بھی ننگے سر نظر آجاتا، اسے کہا جاتا تجھے شرم نہیں آتی؟ جا، جا کے سر پہ کپڑا رکھ کے آ۔ اب تو ننگے سر رہنے کا سسٹم بن گیا ہے۔ وگرنہ تو سر کو ہر وقت ڈھکا ہونا چاہیے۔

اسلاف بزرگ ننگے سر رہنے سے منع کرتے تھے:

شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن ان کی مسجد میں ایک شخص نماز پڑھنے آیا جس نے سر پہ کلے والی پگڑی پہنی ہوئی تھی، اس

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

نے آ کر نماز پڑھنا شروع کی تو پگڑی اتار کے سامنے رکھ لی اور ننگے سر ہی نماز پڑھنے لگ گیا۔ سلفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھئی! ننگے سر نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ وہ ہٹ دھرمی کے انداز میں کہنے لگا کہ مجھے پتہ ہے کہ آپ کتنے بزرگ بنے بیٹھے ہیں۔ سلفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھئی مجھے کیا ہے؟ چاہے کپڑے اتار کے نماز پڑھ لو، میں تو تمہیں صرف بتا رہا ہوں۔ اس طرح جو ہمارے اسلاف بزرگ ہوا کرتے تھے، وہ ننگے سر رہنے سے منع کیا کرتے تھے۔ نہ خود ننگے سر رہتے، نہ ہی کسی کو ننگے سر برداشت کرتے تھے۔ اب تو ننگے سر رہنا عام ہو گیا ہے۔ حالانکہ بندہ بڑا عجیب لگتا ہے کہ گھٹنوں سے اوپر شلوار ہو لیکن سر ننگا ہو۔ سر پر کم از کم ٹوپی تو ہونی چاہیے یا پگڑی باندھ لینی چاہیے۔ سعودیہ میں تو ہر وقت سر پہ رومال رکھتے ہیں۔ ہمارے تزکیہ و احسان سالانہ اجتماع میں انہی باتوں پر زور دیا جاتا ہے اور لوگ آ کر ہمیں کہتے ہیں کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا، ہم تو بہت دور جا گرے ہیں، اب آ کے سمجھ آ رہی ہے۔

بزرگوں کی نسبت سے جنات میں احترام:

ایک بار ہمارے آبائی قبرستان (جہاں مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تُربت ہے) کے قریب کسی بچے نے غلطی سے پیشاب کر دیا تو اس پر جنات قابض ہو گئے۔ بچے کو کسی بابا جی سے دم وغیرہ کروایا گیا لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ پورا گھرانہ اہل حدیث تھا۔ شام تک بچے کی طبیعت اور خراب ہو گئی۔ شام کو اس بچے کا بڑا بھائی میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ آپ چل کر ذرا میرے بھائی کو دم کر دیں۔ اس کے ساتھ جنات کا مسئلہ ہو گیا ہے۔ میں نے کہا میں تو نہیں جاؤں گا، میں نے کبھی جن والا عمل کیا ہی نہیں، لہٰذا میں نہیں جا سکتا۔ وہ منت سماجت کرنے لگا۔ کہنے لگا کہ وہ جن بچے کی زبانی آپ کا نام لیتا ہے۔ میں نے کہا: کہیں یہ نہ ہو کہ وہ جن مجھے قابو کر لے میں تو نہیں جا سکتا۔ آخر جب اس نے بڑا مجبور کیا تو میرے ایک خالہ زاد نے کہا کہ چلیں میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ ہم جب ان کے گھر میں داخل ہوئے تو بچہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور ہم

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 84/273

سے مصافحہ کرنے لگا۔ میں نے پوچھا کون ہو؟ کہنے لگا جی ہم اس قبرستان میں رہتے ہیں اور روزانہ صبح آ کر آپ کا درس بھی سنتے ہیں۔ اس بچے نے آ کر ہم پر پیشاب کر دیا تو میں نے اسے پکڑ لیا۔ میں نے اس جن سے کہا کہ اسے چھوڑ دو، میں سمجھا دیتا ہوں، آئندہ یہ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔ لہٰذا اس نے ہمارے ساتھ سلام لیا اور چلا گیا۔ حالانکہ میں عامل نہیں ہوں، بس ہمارے بڑوں کی نسبت کی وجہ سے جنات حیاء کرتے ہیں۔ اکثر ایسا بھی ہوا کہ اگر کسی شخص نے مجھے تنگ کرنے کی کوشش کی تو اسے فوری سزا ملی۔ یہ میں نے کئی بار دیکھا ہے۔

استاد کا حکم مان کر چھوڑ دیا:

سیالکوٹ کے ایک قریبی گاؤں کے ذیلدار کی جواں سالہ بیٹی کو جن نے قابو کر لیا۔ اس بچی کے حواس اتنے خراب ہو گئے کہ اس نے اپنے کپڑے اتار دیئے۔ ذیلدار سمیت سب گھر والوں کو نہایت شرمندگی ہوئی۔ انہوں نے بڑے بڑے عامل بلائے لیکن جو عامل بھی آتا وہ جن، جس نے بچی پر قبضہ کیا ہوا تھا، وہ اس عامل کو پکڑ کے چھت کے شہتیر کیساتھ الٹا لٹکا دیتا۔ ذیلدار کو ہمارے دادا مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پتہ چلا کہ یہ مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں، تو وہ انہیں لینے کے لئے آ گیا۔ دادا جی مرحوم بھی میری طرح کمزور دل کے مالک تھے، کہنے لگے اتنی خطرناک صورتحال میں آپ مجھے لینے آ گئے ہیں، میں تو نہیں جاؤں گا۔ پہلے ہی سارے عامل الٹے لٹکے ہوئے ہیں، میرا کیا بنے گا۔ وہ منتیں کرنے لگے کہ آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہی ہوگا۔ بہر حال مجبور کر کے لے گئے۔ دادا جی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابھی میں گاؤں میں داخل ہی ہوا تو اس لڑکی نے جلدی سے کپڑے پہن لیے اور بڑے ادب سے بیٹھ گئی۔ جب ان کے گھر جا کر دیکھا تو چھے، سات عامل چھت کے ساتھ لٹکے ہوئے تھے۔ دادا جی کو دیکھتے ہی وہ لڑکی قریب آ گئی اور اس میں سے جن نے کہا کہ آپ تو ہمارے استاد ہیں، اگر آپ حکم دیں گے تو ہم چلے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

جائیں گے، لیکن اپنی کوئی نشانی چھوڑ کے جائیں گے۔ دادا جی نے کہا ٹھیک ہے۔ وہ سامنے گھڑا پڑا ہوا ہے، اسے یہاں لے آؤ۔ یہ سنتے ہی گھڑا خود بخود سرکتا ہوا دادا جی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب آ گیا اور اس جن کے نکل جانے سے بے چاری لڑکی ٹھیک ہو گئی۔

برسوں بعد واقعے کی تصدیق ہو گئی:

اس واقعے کی تصدیق اس طرح بھی ہوئی کہ تقریباً دس سال پہلے میں ایک دن گھر میں بیٹھا جمعے کی تیاری کر رہا تھا، ایک بندہ آ کر کہنے لگا کہ ہماری بیگم صاحبہ آپ کے خاندان کے بزرگوں کی بڑی قدردان ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ان بزرگوں کی اولاد میں سے جو صاحب بھی زندہ ہیں، انہیں بلا کر لاؤ، میں نے ان سے ملاقات کرنی ہے۔ میں کسی اور شخص کو جمعہ پڑھانے پر مامور کر کے اس بندے کے ساتھ چل پڑا۔ جب پہنچا تو ایک 75/70 سالہ خاتون تھیں، مجھے دیکھ کر کہنے لگیں کہ وہ لڑکی میری پھوپھی تھیں، جن کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا اور آپ کے دادا جی رحمۃ اللہ علیہ نے آ کر ہمارا مسئلہ حل کیا تھا۔ حالانکہ میری پھوپھی کپڑے نہیں پہن رہی تھی اور میرے دادا جی ذیلدار بھی اتنے پریشان تھے کہ بیٹی پر نظر تک نہیں ڈال سکتے تھے۔ لیکن آپ کے دادا مرحوم کے آتے ہی اس جن نے ادب کرتے ہوئے بات مان لی، واقعی جنات میں ادب بھی بہت زیادہ ہوتا ہے اور انتقام بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔

امام مسجد کی نظر میں مسجد کا احترام:

ابا جی مولانا عبد الرحمان رحمۃ اللہ علیہ مسجد کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ ان کی شخصیت بڑی بارعب تھی۔ ان کے سامنے کوئی بندہ نہیں بولتا تھا۔ 71ء میں جب بجلی آئی تو ایک دن میں آدھے گاؤں کو سپلائی مل گئی، جس حصے میں ہمارا گھر بھی شامل تھا۔ باقی آدھے گاؤں میں اگلے دن سپلائی ہونا تھی، جس حصے میں مسجد ہے۔ ہمارے گھر میں بھی بجلی کی تار مل گئی۔ بلب کی روشنی سے پورا گھر روشن ہو گیا۔ سب کو بہت خوشی ہو رہی تھی۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

پہلے اندھیرا ہوتا تھا، اب ہر چیز نظر آ رہی تھی۔ لیکن جونہی شام کو اباجی رحمۃ اللہ علیہ گھر تشریف لائے تو دیکھتے ہی جلال میں آ گئے اور فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی، اللہ کا گھر ابھی اندھیرے میں ہے اور تم روشنی میں بیٹھے ہوئے ہو؟ اس کے ساتھ ہی بلب بند کر دیا اور فرمایا: جب اللہ کا گھر روشن ہوگا، تب ہی میرے گھر میں روشنی ہوگی۔ یہ سن کر ہم چپ کر کے بیٹھ گئے۔ لوگوں کے گھر روشن تھے، لیکن ہم بجلی ہونے کے باوجود اندھیرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ دوسرے دن مسجد میں بھی بجلی کی تار لگ گئی اور مسجد میں ٹیوب لائٹ روشن ہوئی تو مجھے یاد ہے، اباجی رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ بہت کھلا ہوا تھا۔ جب گھر تشریف لائے تو فرمایا: اَب اللہ کا گھر روشن ہو گیا ہے، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ اب مجھے سکون ہو گیا ہے' لہٰذا اَب تم بھی گھر کی لائٹیں جلا لو۔

اللہ کے راستے میں نکلنے والے فقراء کی قدردانی:

ایک دفعہ میں اپنے کسی مسئلے میں الجھا ہوا تھا اور پریشانی کے عالم میں اس کے حل کے لئے بہت دعائیں کرتا تھا۔ ایک دن عصر کی نماز پڑھی تو میں نے دیکھا کہ ہماری مسجد میں بیرون ملکی لوگوں کی تبلیغی جماعت آئی ہے۔ وہ اپنے چہرے مہرے سے غیر ملکی نظر آتے تھے۔ میں نے انہیں دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ: یا اللہ یہ تیرے بندے تیری راہ میں نکلے ہوئے ہیں، ان لوگوں کو تیری رضا کے سوا کچھ نہیں چاہیے، الٰہی میں انکے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا مسئلہ حل کر دے۔ یقین جانیے کئی دنوں سے اٹکا ہوا مسئلہ اسی شام مغرب کے وقت حل ہو گیا۔ اس دن کے بعد میری محبت تبلیغی جماعت کے ساتھ اور بڑھ گئی۔ اس دن سے میں ان کی قدر بھی بہت کرتا ہوں اور اپنے تمام اہل حدیث نمازیوں سے کہا کرتا ہوں کہ بیٹھ کر ان کا بیان ضرور سنا کرو۔ یہ اتنی دور سے آتے ہیں، یہ خیال کرو کہ یہ اللہ کے مہمان ہیں۔ اللہ کا دین پھیلا رہے ہیں۔ انکے پاس بیٹھنے سے حقیقتاً نفع ہوتا ہے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 87/273

ادب کی خاطر ایک بزرگ کا دوسرے بزرگ کو ٹوکنا

(حکیم عبدالوحید سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ ۔ادارہ مطبوعات سلیمانی لاہور)

میرے والد صاحب مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بیعت کیا کرتے تھے اور میری بیعت اصلاح بھی اپنے والد مرحوم ہی کے ساتھ تھی۔ والد صاحب حضرت الامام مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے، جو مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد تھے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ابا جان کے پاس روڑی (ضلع حصار) میں ملنے جایا کرتے تھے۔ اس وقت ہمارے دادا جان مولانا صوفی محمد سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حیات تھے اور انہیں استاذ المحدثین حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ نقشبندیہ میں خلافت ملی ہوئی تھی۔ نماز پڑھ کر مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے نکلنے لگے تو غلطی سے دایاں پاؤں پہلے باہر رکھ دیا تو دادا جان کہنے لگے کہ آپ مسنون طریقے سے باہر نہیں نکلے۔ پھر خیال آیا کہ اتنے بڑے عالم ہیں، کہیں ناراض ہی نہ ہو جائیں۔ تو کہنے لگے آپ نے برا محسوس تو نہیں کیا۔ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر آپ توجہ نہ دیتے تو میں برا محسوس کرتا۔ مجھ سے سہو ہوا اور آپ نے توجہ دی۔ میں تو آتا ہی اصلاح کیلئے ہوں۔

نوٹ: یہ انٹرویو جون 2013ء کو حکیم صاحب مرحوم کے بیٹے عروہ وحید سلیمانی کی موجودگی میں ہوا (از: مرتب)

بے ادب دل کی بنجر زمین

(مولانا امیر حمزہ صاحب حفظہ اللہ۔ ایڈیٹر: ہفت روزہ جرار لاہور)

شاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نقشہ ہم نے کھینچا، ایسی صفات کے حامل حکمران سے لوگ ٹوٹ کر محبتیں کرتے ہیں۔ جانیں نچھاور کرتے ہیں، یہ محبت بے لوث ہوتی ہے، فطری

facebook.com/Salfi.tasawuf
WWW.UBQARI.ORG
Privacy

اور قلبی ہوتی ہے، چنانچہ سنن ابوداوٗد" کتاب الادب" میں ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی: اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) میں نے کہا: لبیک، حاضر ہوگیا۔ وسعدیک: میری جان جناب کیلئے قربان ارشاد فرمائیے! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلاوے پر عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین محبت کا اظہار یوں بھی کیا کرتے تھے۔ فداک ابی: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میرا باپ قربان۔ وامی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری امی جان بھی جناب پر قربان، امام ابوداوٗد کتاب الادب میں مدینے کے ایک پر بہار خوش منظر مقام کا نقشہ کھینچتے ہیں ملاحظہ کرنا! بے ادبو! شاید ادب کا کوئی جھونکا امیر حمزہ کے قلم سے تمہارے بے ادب دل کی بنجر زمین پر سے گزر جائے اور اسے پر بہار بنا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کے بوسے:

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جن کا تعلق انصار کے ساتھ تھا (سردار آدمی تھے) اپنے لوگوں سے اپنے ڈیرے پر باتیں کررہے تھے۔ بڑے مزاحیہ اور ہنس مکھ آدمی تھے، اپنے لوگوں کو ہنسا رہے تھے، اس دوران اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو وہاں موجود تھے، اسید کے پہلو میں چھڑی چبھودی۔ اسید کی ہنسی غائب ہوگئی۔ مڑکر دیکھا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اب وہ فوراً بولے: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بدلہ چاہیے۔ شاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لے لو۔ اسید بن حضیر! جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قمیص ہے مجھ پر قمیص نہ تھی۔ شاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کھڑے ہوگئے) اور اپنی قمیص مبارک اوپر اٹھا کر بدن ننگا کردیا۔ حضرت اسید یہی چاہتے تھے۔ من کی مراد بر آئی۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جپھا ڈال لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو مبارک کو چومتے چومتے اور چومتے ہی چلے جارہے تھے اور کہتے جارہے تھے: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا پروگرام یہی تھا جو پورا ہوگیا (بحوالہ: ہفت روزہ جرار۔ 14 جون 2013ء)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

کشف المحجوب میں آداب کی اقسام

(ڈاکٹر فیصل سلفی حفظہ اللہ: لاہور)

ہر وقت کا اور ہر موقع کا ایک ادب ہے۔ اور جو بے ادب ہوتا ہے، وہ مقبولِ بارگاہ خداوندی ہونے کی بجائے مردود درگاہ حق ہوجاتا ہے۔ "کشف المحجوب" میں لکھا ہے کہ آداب کی تین قسمیں ہیں: ان میں سے ایک توحید کے آداب ہیں اور وہ یوں کہ انسان خواہ تنہائی میں ہو یا محفل میں، بے ادبی سے بچے۔ تنہائی میں بھی اسی طرح رہے جس طرح بادشاہوں کے دربار میں ان کے سامنے رہا کرتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے۔ حفظِ ادب سے دونوں جہاں کی طرف نظر نہ کی، جیسا کہ فرمان حق ہے ما زاغ البصر و ماطغیٰ (سورۃ النجم)

سوانح حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف: پروفیسر مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: فاران اکیڈمی، مکتبہ غزنویہ، اردو بازار، لاہور

مختصر تعارف:

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جمعیت اہل حدیث پاکستان کے صدرِ اوّل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم، مفتی، مصنف اور ہزاروں اہل حدیث حضرات کے پیرو مرشد بھی تھے۔ مشہور زمانہ کتاب "نخبۃ الاحادیث" انہی کی تصنیف ہے، جو آج بھی تمام اہل حدیث مدارس میں ابتدائی کتاب کے طور پہ پڑھائی جاتی ہے۔ جمعیت اہل حدیث پاکستان میں اس دور کے جلیل القدر علماء شامل تھے، جنہوں نے متفقہ طور پر مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا امیر منتخب کیا تھا۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں آداب کا بہت زیادہ خیال رکھا جاتا تھا۔ اگرچہ وہ مسندِ تدریس حدیث پر ہوتے یا جمعیت اہل حدیث کی

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 90/273

میٹنگ میں۔ مجلس احرار کے جلسوں میں ہوتے یا سیاسی اسٹیج پر۔ ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حال میں علم و ادب کا نمونہ دکھائی دیتے۔ ان کے بیٹے مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول: حضرتِ والد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو آداب کے ایک خاص معیار میں ڈھال لیا تھا۔ اگرچہ کوئی شخص ان کو تکلیف دینے پہ اتر آتا، مگر وہ اپنے قائم کردہ معیار سے نیچے نہ اترتے اور تکلیفیں سہنے کے باوجود بھی اپنے مخاطب شخص کا اکرام کرتے (بحوالہ: سوانح مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 289) ان کے اسی وصف کے باعث ہر مسلک اور ہر رنگ کے لوگ ان سے محبت کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ آئیں دیکھتے ہیں کہ زیرِ نظر کتاب "سوانح حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ" میں ہمارے لیے ادب کا کیسا سبق موجود ہے، تاکہ ہم بھی انہی خوبیوں کو اپنا کر خالق و مخلوق کی نظروں میں محبوب بن سکیں (از: مرتب)

فقہاء و صوفیاء کی تعظیم و ادب:

مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی علیہ الرحمہ اپنے والد مرحوم مولانا سید محمد داؤد غزنوی علیہ الرحمہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ایک شام بندہ عاجز حضرتِ والد علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں بتایا کہ بعض علماء سے اشغال صوفیاء پر مجھے گفتگو کا اتفاق ہوا ہے اور وہ انہیں بدعات اور محدثات قرار دیتے ہیں۔ حضرت والد رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر شکن پڑ گئی اور فرمانے لگے: ان علماء کا ذہن صاف ہونا چاہیے۔ جب وہ ان اشغال کو بدعات قرار دیتے ہیں تو دُوسرے لفظوں میں وہ معاذ اللہ خاکم بدہن یہ کہتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بدعتی تھے، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بدعتی تھے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مفسر قرآن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سب بدعتی تھے۔ ایک طرف تو یہی علماء ہندوستان میں اپنی تاریخ کا آغاز ان ہی بزرگوں سے کرتے ہیں اور ان کے ساتھ نسبت ملاتے ہیں۔ دوسری طرف ان بزرگوں کے اجتہادات کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ اس منطقی تضاد سے انہیں نجات پانی چاہیے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

ائمہ دین رحمہم اللہ کے امت پر احسانات:

ائمہ دین رحمہم اللہ نے جو دین کی خدمت کی ہے، اُمت قیامت تک ان کے احسان سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی۔ ہمارے نزدیک ائمہ دین کے لیے جو شخص دل میں سُوء ظن رکھتا ہے، یا زبان سے ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے، یہ اس کی شقاوت قلبی کی علامت ہے اور میرے نزدیک اس کا خاتمہ خراب ہونے کا خوف ہے۔ ہمارے نزدیک ائمہ دین رحمہم اللہ کی ہدایت و درایت پر اُمت کا اجماع ہے۔

مسالک کو ایک دوسرے کی تعظیم کا سبق:

اہل حدیث اور احناف کے درمیان فاصلوں کو کم کرنے کی کوشش کرتے رہے اور فرقہ وارانہ عصبیت کی آگ بجھانے کی مسلسل تگ و دو کرتے رہے۔ اہل حدیثوں کو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ادب واحترام کی تلقین کرتے رہے اور احناف کو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تکریم و تعظیم ملحوظ رکھنے کی نصیحت کرتے رہے۔ اس سلسلے میں ان کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے۔

سلفی مصنفین کی نظر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مقام:

بعض دیوبندی احباب کہا کرتے ہیں کہ غزنوی خاندان کے علماء کا مسلک اس بارے میں قابل ستائش ہے لیکن دُوسرے علماء اہل حدیث کا یہ مسلک نہیں، اس لیے بعض مقتدر علماء اہل حدیث کے اقتباسات ذکر کرتا ہوں شاید کہ دلوں سے کدورت دور ہو اور سوء ظن کی جو عام بیماری ہے، وہ ختم ہوسکے۔ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ ہماری جماعت کے مشہور مقتدر علماء میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب "تاریخ اہل حدیث" میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح و توصیف اور ان کے خلاف ارجاء وغیرہ الزامات کے دفعیہ میں اپنی کتاب کے کئی صفحات وقف کیے اور مقتدر مشاہیر علماء سلف

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 92/273

مثلاً امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کر کے یہ بتلایا ہے "الناس فی ابی حنیفۃ حاسد او جاھل" یعنی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بُری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو حاسد ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں۔ پھر کسی جگہ ان کا ذکر "امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے کرتے ہیں۔ کسی جگہ "سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" کہہ کر ادب و احترام سے ذکر کرتے ہیں۔ اس ساری بحث کو آخر میں مولانا محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اس فقرہ کے ساتھ ختم کر دیتے ہیں (خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بناء پر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں۔ جن کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ناقد الرجال "امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ" کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں، اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البدایہ والنہایہ" میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف کرتے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فرماتے ہیں "احد ائمۃ الاسلام وسادۃ الاسلام واحد ارکان العلماء واحد الائمۃ الاربعۃ اصحاب المذاھب المتبوعۃ" نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن داؤد حرینی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نماز میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دُعا کیا کریں کیونکہ اُنہوں نے ان پر فقہ اور سنن نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا (البدایہ والنہایہ جلد دہم ص ۱۰۷ بحوالہ سوانح مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 377)

اللہ والوں کی گستاخی کے نقصانات:

علمی مسائل پر کبھی کبھی گھنٹوں ان کے ساتھ گفتگو رہتی، ہر بات مرتب اور مربوط کرتے۔ الفاظ کے چناؤ میں بڑی احتیاط برتتے۔ کوئی شخص الجھی ہوئی بات کرتا یا غیر موزوں الفاظ بولتا تو ان کی طبیعت پر سخت گراں گزرتا۔ فقہائے کرام رحمہم اللہ کی خدمات کا اعتراف کرتے اور ان کا نام ادب سے لیتے تھے۔ تمام سلاسل کے مشائخ کا ذکر عقیدت اور محبت سے کرتے تھے اور ان کی شان میں گستاخی کو موجبِ حرماں

facebook.com/Salfi.tasawuf

سمجھتے۔ اور کبھی فرماتے" اہل اللہ کی شان میں گستاخی سدۂ مجاری فیض ہے" (بحوالہ سوانح مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص283)

یعنی صوفیاء و مشائخ کی گستاخی کرنے سے انسان پر اللہ جل شانہٗ کی رحمت سے محرومی واجب ہو جاتی ہے اور اللہ جل شانہٗ کی بارگاہِ عالی سے وہ فیضِ رحمت جو ہر وقت مسلسل برس رہا ہے، اللہ والوں کی گستاخی کرنے والے شخص پر وہ فیضِ رحمت برسنا رُک جاتا ہے۔ پھر ہر کام میں رکاوٹ، ہر موڑ پر ناکامی اور ہر حال میں مایوسی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ وہ اس محرومی کے اسباب اِدھر اُدھر تلاش کرتا ہے، یہ نہیں دیکھتا کہ میرے الفاظ سے یا میرے لہجے سے فلاں وقت میں فلاں اللہ والے کی گستاخی ہوئی تھی، کہیں ایسا تو نہیں کہ اسی قبیح عمل کی مکافات میں اللہ پاک کی رحمت مجھ سے روٹھی ہوئی ہے اور مجھے زندگی کے ہر شعبے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟ یہ بات بہت قابلِ غور ہے میرے دوستو۔ ہم بھی اپنی زندگی کا خود جائزہ لیں اور اپنی باتوں کو خود نوٹ کریں کہ مبادا کہیں ہم سے بھی جان بوجھ کر یا انجانے میں کسی اللہ والے کی گستاخی اور بے ادبی تو نہیں ہو رہی؟ (از: مرتب)

ننگے سر نماز پڑھنے پر ناگواری:

ننگے سر نماز پڑھنا مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو ناگوار گزرتا تھا۔ ایک مرتبہ مسجد چینیانوالی میں بیٹھے تھے کہ ان کے پرانے عقیدت مند ملک محمد رفیق مسجد میں آئے اور ننگے سر نماز پڑھنے لگے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کو بلایا اور فرمایا: ملک صاحب ایک بات عرض کروں؟ انہوں نے کہا، مولانا فرمایئے، کیا ارشاد ہے؟ کہا: ننگے سر نماز نہ پڑھا کریں۔

کھانے پینے میں آداب کا خیال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کھانے پینے کے آداب کے بھی بہت پابند تھے۔ فرمایا کرتے تھے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کھانے پینے کے کچھ خاص آداب ہیں ان کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً چلتے پھرتے کھانا، یا راستے میں کھڑے ہو کر کھانا سخت معیوب ہے۔ اگر اپنے تعلق والے کسی شخص کو راستے میں ریڑھی یا دوکان پر کھڑا کھاتے ہوئے دیکھتے، تو اس کو سختی سے روک دیتے اور صاف الفاظ میں کہتے: یہ حرکت تہذیب و ثقافت اور متانت و سنجیدگی کے منافی ہے۔ یہ معقول آدمیوں کا شیوہ نہیں۔ آداب مجلس کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کوئی چائے پیتے وقت زور زور سے چسکیاں لیتا یا روٹی کھاتے وقت آواز نکالتا تو انہیں ناگوار ہوتا تھا (بحوالہ: سوانح مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 135)

جماعت اہل حدیث کے پیچھے روحانی بددعا:

ائمہ کرام رحمہم اللہ کا ان کے دل میں انتہائی احترام تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بے حد عزت سے لیتے۔ ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعت اہل حدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ بڑے دردناک لہجے میں فرمایا: مولوی اسحاق! جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددُعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے (رحمۃ اللہ علیہ)۔ پھر اُن کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے، یا زیادہ سے زیادہ گیارہ۔ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں، اُن میں اتحاد و یک جہتی کیوں کر پیدا ہو سکتی ہے۔ "یا غربة العلم انما اشکو بثّی وحزنی الی اللہ" (بحوالہ: سوانح مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 136)

کسی کی مخالفت کرنا خدمت دین نہیں ہے:

مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ علمائے کرام کی بڑی تکریم کرتے اور ان کا نام ادب و احترام سے لیتے۔ ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں اختلافی اور مسلکی مضامین کی اشاعت کے سلسلے میں تاکید فرماتے کہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

اسلوب تحریر مثبت ہونا چاہئے۔ کسی کی مخالفت کرنا خدمت دین نہیں ہے۔ اگر کسی صاحب علم کے فکری رجحانات سے عدم اتفاق کا اظہار ضروری ہو، تو اس کا نام عزت واحترام سے لیا جائے اور اس کی ذات کو ہدفِ تنقید نہ بنایا جائے، بلکہ دائرہ بحث فقط اصل مسئلے تک محدود رکھا جائے۔ اپنی اسی خوبی کی بناء پر ان کو علماء کے تمام حلقوں اور فقہی مکاتب فکر میں مقبولیت ومحبوبیت حاصل تھی۔

ہم عصر بزرگوں کا احترام:

ان کے رجحانات تصور اور میلانات فقہیہ کے بارے میں ان کے احساسات کس درجہ نازک تھے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیجیے کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا احمد علی مرحوم نے مجلس ذکر میں کشف قبور کے متعلق کچھ تجربات ومشاہدات بیان فرمائے اور کہا کہ قبر میں میت جن حالات سے دوچار ہو، اس کا انہیں مشاہدہ ہوجاتا ہے۔ میں (مولانا اسحاق بھٹی مرحوم) نے ''الاعتصام'' میں اس پر ایک شذرہ لکھا اور نہایت ادب سے شرعی نقطہ نظر کی روشنی میں چند سطور میں مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نظر سے اظہار اختلاف کیا۔ اس سے تیسرے یا چوتھے روز بعد مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایڈیٹر صاحب! میں نے مولانا احمد علی صاحب کے کشف قبور کے بارے میں آپ کا ادارتی نوٹ پڑھا۔ آپ یہ فرمایئے (یہ الفاظ مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ہیں) اگر مولانا احمد علی صاحب اتنے نیک ہوجائیں کہ انہیں کشفِ قبور ہونے لگے تو آپ کو کیا اعتراض ہے؟ ان چند الفاظ سے میرا مسئلہ حل ہو چکا تھا اور میرے پاس سوائے اس کے کوئی جواب نہ تھا کہ بلا تامل عرض کردوں: کوئی اعتراض نہیں ہے (بحوالہ: سوانح مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 139)

ائمہ کے گستاخ کو مدرسے سے نکال دو:

مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات میں بعض اوقات مُفتی

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 96/273

محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہوتے تھے۔ مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا ایک واقعہ سنایا۔ وہ واقعہ یوں تھا کہ امرتسر میں ایک محلہ تیلیاں تھا، جس میں اہل حدیث حضرات کی اکثریت تھی۔ اس محلے کی مسجد اسی نسبت سے مسجد تیلیاں والی کہلاتی تھی۔ وہاں عبدالعلی نامی ایک مولوی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے جو مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا کرتے تھے۔ ایک بار مولوی عبدالعلی نے کہا کہ ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے تو میں اچھا اور بڑا ہوں کیونکہ اُنہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے اُن سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔ اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی، وہ بزرگوں کا نہایت ادب واحترام کیا کرتے تھے۔ اُنہوں نے یہ بات سنی تو اُن کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا۔ اُنھوں نے حکم دیا کہ اس نالائق (عبدالعلی) کو مدرسے سے نکال دو۔ وہ طالب علم جب مدرسے سے نکالا گیا تو مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہوجائے گا۔ مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہوگیا اور لوگوں نے اُسے ذلیل کر کے مسجد سے نکال دیا۔ اس واقعے کے بعد کسی نے امام صاحب مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا: حضرت! آپ کو یہ کیسے علم ہوگیا تھا کہ وہ عنقریب کافر ہوجائیگا؟ فرمانے لگے کہ جس وقت مجھے اس کی گستاخی کی اطلاع ملی، اُسی وقت بخاری شریف کی یہ حدیث میرے سامنے آگئی کہ :من عادی لی ولیّا فقد اٰذنته بالحرب" جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔ میری نظر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ ہیں۔ جب اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہوگیا، تو جنگ میں ہر فریق دُوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے۔ اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلیٰ کوئی چیز نہیں، اس لیے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا (بحوالہ کتاب: سوانح مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 192)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

شائستگی کے معیار سے نیچے نہ اترتے:

مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ دوست دشمن سب کے ساتھ مروت سے پیش آتے۔ وہ لوگ جنہوں نے زندگی بھر انہیں ایذاء دی اور اُن سے بغض وعناد رکھا، اُن کے ساتھ بھی تپاک سے ملتے۔ انہیں علم ہوتا تھا کہ یہ شخص میری غیر حاضری میں مجھے گالیاں دیتا ہے۔ لیکن شائستگی کے اس معیار سے جو انہوں نے اپنے لیے ٹھہرا لیا تھا، وہ نیچے اُترنے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے۔ وہ ایک متعین اور واضح مسلک رکھتے تھے اور زندگی بھر پورے یقین کے ساتھ اس مسلک کا پرچار کرتے رہے، مگر دُوسروں کے عقائد وافکار کی تضحیک نہیں کرتے تھے۔ تمام جماعتوں کے زُعماء کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے۔ ان کے ہاں تشدد اور غلو نہ تھا۔ مسلک میں اعتدال تھا۔ بزرگان کرام رحمہم اللہ کے لیے لفظ "سیدنا" کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہ سمجھتے تھے۔

بزرگوں کیلئے لفظ "سیدنا" کا استعمال:

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "قوموا الی سیدکم" یعنی اپنے سید کی طرف کھڑے ہو جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا "سیدا کھول اھل الجنۃ" یہ دونوں جنت کے بزرگ عمر لوگوں کے سید ہیں (ترمذی) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا: "ابنی ھٰذا سید" میرا یہ بیٹا سید ہے (بخاری) اور حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دونوں کے لیے فرمایا: "سیدا شباب اھل الجنۃ" یہ دونوں جنت کے نوجوانوں کے سید ہیں (ترمذی) اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے فرمایا: "سیدۃ نساء اھل الجنۃ" جنت کی تمام عورتوں کی سیدہ (سردار) ہیں (بخاری ومسلم) اور غلام کیلئے فرمایا: "ان العبد اذا العبد اذا نصح سیدہ" غلام جب اپنے آقا کی خیر

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 98/273

خواہی کرے اور اللہ کی عبادت اچھی طرح سے کرے تو اسے دوگنا ثواب ہوگا (صحیحین) معلوم ہوا کہ سید کا لفظ سردار قوم، بزرگ محترم اور آقا کے معنوں میں استعمال ہوسکتا ہے(بحوالہ کتاب: سوانح مولانا سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 340)

گفتگو میں حفظِ مراتب کا خیال:

بعض لوگ توحید بیان کرتے ہوئے انبیاء اور اولیاء کا ذکر نا شائستہ انداز میں کرتے ہیں۔ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات بہت ناگوار ہوتی تھی، چنانچہ تعلیقات میں لکھتے ہیں: یہ بہت اچھی طرح ذہن نشین کرلینا چاہئے کہ فرق مراتب بیان کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس طرح نہ کریں کہ اس سے ادب کے خلاف کوئی لفظ زبان پر آجائے۔ مثلاً علمِ غیب کے مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح اگر کوئی کہہ دے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب وبیب کچھ نہیں جانتے تھے (معاذ اللہ) تو یہ سوء ادب ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں سوء ادب کفر کی حد تک پہنچادیتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ آداب بیان فرمائے ہیں۔ اور اپنی آوازیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اُونچی نہ کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوبرو زور زور سے نہ بولا کرو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو" دوسری جگہ ارشاد فرمایا: پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا کہ تم آپس میں ایک دُوسرے کو بلاتے ہو (نور ۶۳) یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ادب اور تعظیم سے بلانا چاہیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم تمام انسانوں سے بڑھ کے ہے:

پس یوں کہنا چاہئے" مغیبات کا علم حق سبحانہ وتعالیٰ ہی کو ہے، لیکن اُس نے بعض غیب کی باتوں کا علم اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے" یہ تو ہے تکوینیات کے

facebook.com/Salfi.tasawuf

متعلق علم۔ رہا شرعیات کا علم جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منصب سے متعلق ہے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اولین و آخرین سے بڑھ کر ہے اور وہ علوم و معارف حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مرحمت فرمائے ہیں کہ کسی انسان کی طاقت میں نہیں کہ ان سب پر حاوی ہو سکے۔

یارب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبك خیر الخلق کلھم

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں شانِ رسالت ﷺ:

مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ والہانہ محبت تھی اور اُن کا ذکر نہایت ادب و تعظیم سے کرتے تھے۔ مقامِ رسالت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے۔ کسی شخص نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ سے پُوچھا کہ روضہ اطہر افضل ہے یا کعبہ؟ تو امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ان اردت مجرد الحجرۃ فالکعبۃ افضل وان اردت وھو فیھا فلا واللہ ولا العرش وحملتہ ولا جنّۃ عدن ولا الافلاك الدائرۃ لانّ بالحجرۃ جسدًا لو وزن بالکونین لرجح (بدائع الفوئد ج ۳ ص ۱۳۵) فرمایا: اگر تمہاری مراد محض حجرۂ نبوی ﷺ سے ہے تو کعبہ افضل ہے۔ اور اگر تمہاری مراد جسدِ اطہر سمیت روضۂ انور ﷺ سے ہے، تو خُدا کی قسم! وہ عرش سے افضل ہے، حاملینِ عرش سے افضل ہے، جنتِ عدن سے افضل ہے، گردش کرنے والے افلاک سے افضل ہے۔ کیونکہ روضہ میں ایک ایسا جسدِ اطہر ہے کہ اگر دونوں جہانوں کے ساتھ بھی اُسے تولا جائے، تو وہ بھاری رہے گا۔

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے بے پناہ عقیدت:

اہل بیت سے مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو بے پناہ محبت اور عقیدت تھی۔ اپنے مقالے "اُسوۂ حسین رضی اللہ عنہ" میں خانوادۂ نبوتؐ کی مدح و توصیف میں یوں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

رقمطراز ہیں: اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کے پاکیزہ جذبات اور مخلصانہ ولولے ایک مومن قانت اور مسلم صادق کی زندگی کی ایک قیمتی متاع ہے اور یہ صحیح ہے کہ اس محبت اور شیفتگی کا سرچشمہ فی الحقیقت وہ محبت وعقیدت ہے، جو اس مقدس ومطہر وجود سے متعلق ہے، جس کو خُدا نے تمام کائنات انسانی میں ہر طرح کی محبوبیت کے لیے چن لیا۔ پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ جس خاندان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے قرآن کریم میں مخاطب کر کے ان کی طہارت اور پاکیزگی کا اعلان کیا ہو: "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا" (سورہ احزاب) اے اہل بیت! خدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ تُم سے ہر قسم کی میل کچیل دُور کردے اور تم کو ایسا پاک وصاف کردے جیسا پاک وصاف ہونے کا حق ہے۔

اور جن کی عزت وعظمت کا یہ عالم ہو کہ قرآن کریم میں مسلمانوں کو ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہو: "ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما" (اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ مسلمانو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجتے رہو۔ اس حکم کی تشریح کیلئے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "امرنا اللہ ان نصلی علیك یا رسول اللہ فکیف نصلی علیك" (یارسول اللہ! ہمیں اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ ہمیں بتایئے کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ یوں کہو "اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی آل ابرھیم و بارك علی محمد و علی آل محمد کما بارکت علی آل ابراھیم انك حمید مجید" (صحیح مسلم ج اول)

اور جن کی محبت ومودت اس درجہ مطلوب اور منظور ہو کہ قرآن کریم میں اس کیلئے یوں ارشاد ہوا: قل لا اسئلکم علیہ اجراً الّا المودّۃ فی القربیٰ" آپ علیہ السلام اس کا اعلان کردیجئے کہ میں تم لوگوں سے تبلیغ رسالت پر کوئی مزدوری

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

نہیں مانگتا، مگر اقرباء کی محبت۔ اور جن کے عز و شرف کا یہ مقام ہو کہ حجۃ الوداع کے خطبہ میں کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کیا ہو: "وانا تارك فيكم الثقلين كتاب الله و اهل بيتي۔" (میں تم میں دو بزرگ ترین چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب دُوسرے اہل بیت رضی اللہ عنہم)

اور جن کی محبوبیت کا یہ حال ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق فرمائیں: "هذان ابناي وابنا ابنتي اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من يحبهما"۔ (ترمذی) یہ حسن رضی اللہ عنہ اور حُسین رضی اللہ عنہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ یا اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی انکو اپنا محبوب بنا اور جو ان سے محبت کرے، اس سے بھی تو محبت کر۔ اور جن کے فضل و شرف کے لیے باب کعبہ کو تھام کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مثال دی ہو: "الا ان مثل اهل بيتي فيكم مثل سفينة نوح من ركبها نجا من تخلف عنها هلك"۔ (مسند احمد عن ابی ذر رضی اللہ عنہ) دیکھو! میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوحؑ کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہوا، وہ بچ گیا۔ جو اس سے دور رہا، ہلاک ہو گیا۔

اور جن کے احترام کو قائم رکھنے کیلئے یہ وصیت فرمائی ہو۔ "ولن يتفرقا حتى يردا على الحوض فانظرو كيف تخلفوني فيهما"۔ (ترمذی) دیکھو! کتاب اللہ اور میری اولاد (اہل بیت) دونوں ایک دُوسرے سے جدا نہیں ہوں گے، حتیٰ کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔ پس خیال رکھنا کہ میرے بعد تم ان سے کس طرح کا سلوک کرتے ہو۔

پس جس خاندانِ نبوتؐ کی محبوبیت اور محمودیت کا یہ مرتبہ ہو، اس کی محبت و عشق میں جتنی بھی گھڑیاں اور جتنی بھی راتیں آنکھوں میں بسر ہوں اور اُن کی تعریف و توصیف میں جس قدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ہوں، یقیناً رُوح کی سعادت اور دل کی طہارت اور زندگی کا حاصل ہے (اسوۂ حسین رضی اللہ عنہ ص ۶ تا ۱۱ مطبوعہ جمعیت اہلحدیث قصور۔ ضلع لاہور۔ بحوالہ کتاب: سوانح مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 347 تا 350)

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

امام حسین علیہ السلام سے عقیدت:

مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر والہانہ شیفتگی سے کرتے اور ان کی تنقیص کرنے والوں سے اُنہیں شدید کراہت تھی۔ امام حسین علیہ السلام سے ان کی محبت وعقیدت کا اندازہ ان کے مقالے ''اُسوۂ حسین رضی اللہ عنہ'' کی ابتدائی عبارت سے کیا جاسکتا ہے۔

اولیاء اللہ کے ادب پر خطبات جمعہ کا اہتمام:

مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بزرگوں کا غایت درجہ ادب فرماتے تھے اور اُن کا نام نہایت احترام سے لیتے تھے۔ اگر کوئی بزرگوں کی شان میں گستاخی کرتا، یا کسی امام کا نام لیتے ہوئے آداب کو ملحوظ نہ رکھتا تو سخت برہم ہوتے اور بعض حالتوں میں طبیعت اس قدر مکدر ہوتی کہ اُس آدمی سے گفتگو ہی موقوف فرما دیتے۔ ائمہ کرام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے ادب پر ہر سال دو چار خطبے ضرور دیتے تھے۔ اُنکی آواز میرے کانوں میں اب بھی گونج رہی ہے۔ وہ مولانا روم (رحمہ اللہ) کا یہ شعر پڑھتے:

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضل رب

ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں ۔ بے ادب اللہ کے فضل وکرم سے محروم ہے۔ یہ بھی فرماتے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی:

اندر رہ حق جملہ ادب باید بود — تا جاں باقی است در طلب باید بود

در ہر دم گر ہزار دریا بکشی — کم باید بود خشک لب باید بود

ترجمہ: اللہ کی راہ میں سراپائے ادب رہنا چاہئے۔ جب تک جسم میں جان باقی ہے، تلاش جاری رہنی چاہئے ۔ اگر تُو ہر سانس میں فیضان کے ہزاروں دریا بھی پی جائے تو بھی کم ہے، اس کے بعد بھی تیرے ہونٹ خشک رہنے چاہئیں۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy
https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 103/273

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا ادب:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا جو ادب اور احترام کرتے تھے، مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے شوق و ذوق سے اسے بیان فرماتے اور شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادوں کے نام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط کی یہ عبارت سناتے: "ایں فقیراز سرتاقدم غرق احسانہائے والد بزرگوارشمااست۔دریں طریق سبق الف ب راازایشاں گرفتہ است و تہجی حروف ایں راہ راازیشاں آموختہ' (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ص ۲۶۶ دفتر اول) (ترجمہ) یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد ماجد کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہے اور اس راستے کی "الف ب" بھی انہی سے حاصل کی تھی۔فرماتے کہ شیخ علاؤ الدین سمنانی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اپنے مشائخ سے ایک اعتبار سے آگے نکل گئے تھے۔مگر فرماتے یہی تھے۔کہ "اگر سرمن بآسمان ساید، ہنوز خاک آستانہ مشائخ من بالاباشد " اگر میرا سر آسمان سے بھی جا لگے تو میرے مشائخ کے آستانے کی خاک بھی مجھ سے برتر ہے۔

سمجھ میں نہ آنے والی باتوں سے اختلاف کرنے کا ادب:

مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دوسرے لوگوں کی یہ شکایت بے جا نہیں، کہ اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی توہین کرتے ہیں۔میں خود بھی دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقے میں عوام اس گمراہی میں مبتلاء ہو رہے ہیں۔یہ رجحان سخت خطرناک اور گمراہ کن ہے۔بزرگوں سے اختلاف بھی کیا جائے تو نہایت ادب اور تواضع سے اختلاف کرنا چاہیے۔حضرت مجدد علیہ الرحمہ کس قدر ادب اور سلیقے سے اختلاف رائے کا اظہار فرماتے تھے۔حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں: من کمینہ خوشہ چین خرمنہائے دول ایشا نم ورذیلے زلہ بردار خوانہائے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 104/273

نعم ایہنا۔ امّا چہ تواں کرد کہ حقوق خداوندی جل سلطانہ فوق حقوق ایشا نست (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، دفتر دوم) (ترجمہ) یہ بندہ کمینہ انہی کے رُوحانی خرمنوں کا خوشہ چیں ہے اور انہی کی نوازشوں کے دستر خوان کا جوٹھا کھانے والا ہے، مگر کیا کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اُن کے حقوق سے بڑھ کر ہیں (بحوالہ کتاب: سوانح مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص 351 تا 353)

آدابِ نماز اور خشوع وخضوع کی اہمیت

فتاویٰ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

(مرتب: حافظ صلاح الدین یوسف)

قارئین! شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے کون ناواقف ہے؟ جنہوں نے بیک وقت تبلیغ وتدریس دین کے ساتھ ساتھ جہادی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا اور وقت کے بہت بڑے تاتاری فتنے کے سامنے ڈھال بنے رہے۔ عارف باللہ حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، جنہیں وہابی ہونے کی وجہ سے افغانستان سے نکال دیا گیا، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ عالمِ ارواح میں جب ایمان کا نور بانٹا گیا تو اس میں سے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زیادہ حصہ ملا (بحوالہ: سوانح عمری حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: محمدی اکیڈمی، منڈی بہاؤالدین) امام ابن قیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ آداب کا اتنا زیادہ خیال رکھتے تھے کہ جمعہ پڑھانے کیلئے جب گھر سے نکلتے تو کھانا ساتھ لے لیتے۔ پھر جب راستے میں کوئی مسکین نظر آتا تو وہ کھانا اسے کھلا دیتے۔ ایک دفعہ ہم نے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا: قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سرگوشی کرنے کا ادب یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ پہلے صدقہ دے دیا کرو (سورۃ المجادلہ) میں اس وقت اللہ جل شانہٗ کے ساتھ سرگوشیاں کرنے جارہا ہوں، لہٰذا اُس

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کیلئے زیادہ حق بنتا ہے کہ پہلے صدقہ دے دیا جائے، مبادا کہیں کسی غلطی کی وجہ سے میں بے ادب لوگوں میں شمار نہ ہو جاؤں (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام اپریل 1951 ص 3) قارئین! اس جلیل القدر امام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں نماز کا جو ادب بیان کیا ہے، آیئے اس میں سے ہم بھی کچھ حصہ حاصل کریں اور اپنی نمازوں کو پرکھیں کہ کیا واقعی ہماری نماز سنت کے مطابق ادا ہو رہی ہے؟ (از: مرتب)

عبادت کرنے کا ادب:

جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: فاخبرنی عن الاحسان: مجھے احسان کے بارے میں بتایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت یوں کر، گویا تُو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو تو کم از کم یہ خیال کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے (صحیح مسلم حدیث 1 بحوالہ کتاب: آدابِ نماز اور خشوع وخضوع کی اہمیت ص 1)

نماز کے عین درمیان خارش شروع ہونا:

خشوع کی فضلیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا، پھر دو رکعت نماز ادا کی۔ اپنے دل اور چہرے کو نماز میں متوجہ رکھا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے (صحیح بخاری 226) اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع اور خضوع بہت ضروری ہے۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ کوئی نماز پڑھتے ہوئے آنے جانے والوں کو دیکھ رہا ہے، کوئی گھڑی میں وقت دیکھ رہا ہے، کوئی کپڑے ٹھیک کر رہا ہے، کوئی اپنی ناک سے کھیل رہا ہے، کوئی ذہنی طور پر خرید و فروخت میں مصروف ہے، کوئی درودیوار اور قالین کے نقش و نگار دیکھ رہا ہے اور کسی کو نماز کے عین درمیان جسم کے مختلف حصوں پر خارش شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن سلف صالحین رحمھم اللہ میں سے جب کوئی نماز کیلئے کھڑا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے کسی چیز کی طرف نگاہ نہ اٹھاتا، نہ ہی منہ موڑتا اور نہ ہی کسی اور چیز میں مشغول ہوتا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کا یہ حال تھا کہ اعضاء کانپ رہے ہوتے (بحوالہ کتاب: آدابِ نماز، ص 3،4)

facebook.com/Salfi.tasawuf

آداب کے بغیر پڑھی گئی نماز منافق کی نماز ہے:

نماز کے آداب یہ ہیں کہ نماز سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق پڑھی جائے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صلوا کما رایتمونی اصلی تم نماز اس طرح پڑھو، جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا (صحیح بخاری 631) آپ علیہ ﷺ نماز نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ خشوع وخضوع کا مطلب ہے کہ نماز کے ہر رُکن کو پورے اطمینان اور سکون سے ادا کرنا چاہئے۔ جو نماز خشوع وخضوع کے بغیر پڑھی جائے گی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف ہوگی، لہٰذا وہ قبول نہیں ہوگی۔ قد افلح المومنون۔ الذین ہم فی صلاتہم خاشعون یقیناً وہ مومن فلاح پائیں گے، جو اپنی نمازوں میں خشوع کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کے برعکس سستی سے نماز پڑھنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فویل للمصلین۔ الذین ہم عن صلاتہم ساھون۔ ان نمازیوں کیلئے تباہی ہے، جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں۔ اسی طرح سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی ایک یہ صفت بیان کی ہے کہ جب وہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو دل سے نہ چاہتے ہوئے، اور لوگوں کو دکھانے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں، اور وہ اللہ تعالیٰ کو بس تھوڑا سا ہی یاد کرتے ہیں (سورۃ النساء آیت 142) گویا خشوع وخضوع کے بغیر پڑھی گئی نماز، جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد برائے نام ہو، مسلمان کی نماز نہیں، بلکہ منافق کی نماز ہے۔ ایسی نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں کس طرح قبول ہو سکتی ہے؟ (بحوالہ کتاب: آدابِ نماز، ص 6،7)

نماز کو بگاڑنے سے خاتمہ خراب ہونے کا خطرہ:

نماز اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے، اگر یہی سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق نہ ہوئی تو دوسرے اعمال کا کیا بنے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا جو رکوع وسجود اطمینان سے نہیں کر رہا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

ہوا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ تُو نے نماز ہی نہیں پڑھی۔ اگر تجھے اسی طرح کی نماز پڑھتے ہوئے موت آگئی تو حضرت محمد ﷺ کے طریقے پر تجھے موت نہیں آئے گی (صحیح بخاری 389 بحوالہ کتاب: آدابِ نماز، ص 10)

حدیثِ جبریلؑ میں دین کا نچوڑ:

قارئین! آپ نے غور کیا کہ نماز کے ان تمام آداب کو بیان کرنے سے پہلے حافظ صلاح الدین یوسف صاحب صحیح مسلم کی اُمّ الاحادیث لے کر آئے ہیں، جس میں حضور ﷺ سے حضرت جبریلؑ نے انسانی حلیے میں آکر سب سے پہلا یہ سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ ان کے جواب میں آپ ﷺ نے بنیادی اعمال بیان فرمائے: اسلام یہ ہے کہ تُو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اسی کے بھیجے ہوئے رسول ہیں، اور تُو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے اور استطاعت ہونے پر حج ادا کرے۔ قارئین! یہاں تک اسلام بیان کر دیا گیا ہے یعنی مسلمان کی نشانی یہ ہے کہ وہ ان اعمال کو بجا لانے والا ہوگا۔ اس کے بعد حضرت جبریلؑ نے پوچھا: ایمان کیا ہے؟ حضور ﷺ نے ان کے جواب میں بنیادی عقائد بیان فرمائے یعنی: ایمان یہ ہے کہ تم خدا کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوںؑ کا، اور قیامت کا یقین رکھو۔ تقدیرِ الٰہی یعنی خیر اور شر کے مقدر ہونے کو سچا جانو۔ قارئین! یہاں تک سارا ایمان بیان کر دیا گیا ہے۔ اب حضرت جبریلؑ کو چاہیئے تھا کہ اسلام اور ایمان کے متعلق سوال کر لینے کے بعد خاموشی اختیار فرما لیتے کیونکہ سب سے بہترین چیز ہے عقیدے کا درست ہونا، سو وہ ہو چکا۔ اس کے بعد اعمال کی باری آتی ہے، پس وہ بھی بتا دیے گئے کہ کون کون سا عمل ایک مسلمان پر فرض ہے۔ عقیدہ درست کیے بغیر عمل کسی کام کا نہیں اور عمل کیے بغیر صرف عقیدہ رکھنا کام نہیں آتا۔ اس لیے ان دونوں چیزوں کو لازم و ملزوم قرار دیا گیا۔ مگر حضرت جبریلؑ نے اس سے اگلی منزل کا پتہ بھی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 108/273

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

پوچھا اور عرض کی: احسان کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تم اللہ جل شانہٗ کی عبادت اس طرح کرو، گویا کہ اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو اللہ جل شانہٗ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔ اس مقام پہ سارے کا سارا تصوف اور پورے کا پورا ادب بیان کر دیا گیا ہے۔ کہ اسلام لانے اور ایمان بنانے کے بعد بھی ایک ایسی چیز باقی ہے، جس کے بغیر تمہاری عبادات اس جسم کی مانند ہوں گی، جس میں سے رُوح نکل چکی ہو۔

ادب ہی تمام اعمال کی روح ہے:

میت کا جسم تو ویسے کا ویسا پڑا ہوتا ہے، بس رُوح نہیں ہوتی جو بظاہر ساری زندگی نظر ہی نہیں آتی تھی، مگر اس کے موجود ہونے سے ہی جسم کا وجود تھا۔ اب اگر رُوح نکل گئی ہے تو جسم بھی کسی کام کا نہیں رہا۔ میرے محترم دوستو! کیفیتِ احسان یعنی تصوف اور ادب، عبادات کی اسی روح کا نام ہے، جسے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے اور جماعت اہل حدیث کے معروف مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے ان تمام باتوں کا لُبِّ لباب بیان کرنے کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے نکلی ہوئی ایک جامع حدیث پیش کردی۔ کیفیتِ احسان کے بغیر تمام عبادات محبوبیت اور مقبولیت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتیں کیونکہ قرآن میں ارشاد ہے "ان اللہ یحب المحسنین، واللہ یحب المتقین، انما یتقبل اللہ من المتقین" یعنی اللہ جل شانہٗ احسان والوں سے محبت کرتا ہے، تقویٰ اختیار کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے، صرف انہی کے اعمال قبول کرتا ہے، جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ اب تقویٰ کا کیفیتِ احسان سے کیا تعلق؟ میرے محترم دوستو! ایک انسان کے اندر اللہ جل شانہٗ کی خشیت کا غلبہ ہوگا تو وہ گناہ سے بچے گا۔ جب اس کے اندر یہ احساس پیدا ہوگا کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، اسی وقت وہ اپنے رب سے حیاء کرتے ہوئے گناہوں والی زندگی سے باز آجائے گا۔ اس لیے بندہ نے محسن اور متقی کو ایک ہی جگہ بیان کیا ہے۔ پھر جب اس بات کی گہرائی میں جائیں تو اسی کیفیتِ احسان کا آخری نام اخلاص ہے۔ یعنی ہر

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy
https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 109/273

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

وقت اور ہر عمل کرتے ہوئے یہ تصور سر پہ سوار ہو جائے کہ میں اپنے محبوب رب کو دیکھ رہا ہوں یا میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا میں اپنا عمل اس خوبصورتی سے ادا کروں کہ اس کے ذریعے میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے۔ میں تو حرام سے نظریں اس لیے بچاؤں گا کہ ان آنکھوں سے میں نے اللہ جل شانہٗ کا دیدار کرنا ہے۔ اگر گناہ سے بچنے کیلئے انسان کے دل میں اللہ جل شانہٗ کے دیدار کا شوق پیدا نہیں ہو رہا تو چلو اس کی عظمت کا خوف ہی پیدا کرلے اور یہ سوچے کہ میرا اللہ ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے، کہیں اس کی پکڑ نہ آجائے۔ پس شوق اور خوف کی ان دونوں کیفیات سے انسان کو نیکی کی طرف چلنا اور گناہوں سے بچنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے، دینی عبادات اور دنیاوی معاملات کا حُسن یعنی ادب اس کے شامل حال ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ محسن اور متقی لوگوں میں شامل ہو کر اللہ جل شانہٗ کا محبوب بن جاتا ہے (از: مرتب)

اسعاد العباد بحقوق الوالدین والاولاد

مصنف: زبدۃ المحدثین نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مولانا عبدالواحد سلفی رحمۃ اللہ علیہ امین پور بازار، فیصل آباد

والدین کے نافرمان سے کلمہ چھن گیا:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا کہ ایک جوان موت کے قریب ہے، لیکن جب اسے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کو کہا گیا تو وہ نہ پڑھ سکا۔ ابھی تک زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیا وہ نماز پڑھتا تھا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ساتھ چل پڑے اور اس قریب المرگ جوان کے پاس جا کر فرمایا: لا الٰہ الا اللہ پڑھو۔ اس نے جواب دیا کہ میں نہیں پڑھ سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: کیوں؟ قریب کھڑے لوگوں نے بتایا کہ یہ اپنے والدین کا

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

گستاخ تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس کی ماں زندہ ہے؟ عرض کی: ہاں۔ فرمایا اسے بلا کر لے آؤ۔ جب وہ آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ تیرا بیٹا ہے؟ کہنے لگی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! حضور ﷺ نے فرمایا: اگر بہت بڑی آگ جلا کر تجھ سے کہا جائے کہ اگر تُو اس کی سفارش کرے گی تو ہم اسے چھوڑ دیں گے، ورنہ اس کو آگ میں جلا دیں گے۔ تو کیا تُو اس کی سفارش کرے گی؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ایسے وقت میں تو مَیں اس کی سفارش کروں گی۔ فرمایا: پھر تُو مجھے اور اللہ جل شانہٗ کو گواہ بنا دے کہ تُو اس سے راضی ہوگئی ہے۔ اس عورت نے کہا: یا اللہ! میں تجھے اور تیرے رسول ﷺ کو اس بات پر گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوگئی ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے اس جوان کو فرمایا: اے لڑکے! پڑھ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ پس اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس ذات کا شکر ہے، جس نے میرے ذریعے اس کو آگ سے نجات عطا فرمائی (رواہ الطبرانی واحمد)

ماں کا نافرمان قبر میں جا کر گدھا بن گیا:

حضرت عوام بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کسی بستی میں گیا، جہاں کے قبرستان میں عصر کے بعد ایک قبر پھٹی، اس میں سے ایک آدمی نمودار ہوا، جس کا سر گدھے جیسا اور باقی جسم انسانوں جیسا تھا۔ وہ تین مرتبہ گدھے کی طرح ہنہنایا۔ پھر قبر بند ہوگئی۔ قریب ہی ایک بڑھیا کا گھر تھا، جو بیٹھی سُوت کات رہی تھی۔ مجھے وہاں کی ایک خاتون نے کہا: کیا آپ اس بوڑھی عورت کو دیکھ رہے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! اس خاتون نے کہا کہ یہ بوڑھی عورت اس آدمی کی ماں ہے، جو ابھی آپ نے قبر سے نکلتا ہوا دیکھا۔ وہ شخص شراب پیتا تھا۔ جب اس کی ماں اسے منع کرتی کہ بیٹا! اللہ سے ڈر جا اور شراب پینا چھوڑ دے، تو وہ کہتا۔ ماں چُپ کر۔ کیوں ہر وقت گدھے کی طرح بولتی رہتی ہے؟ ایک دن یہ شخص عصر کے بعد مر گیا۔ وہ دن اور آج کا دن۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر پھٹتی ہے، یہ شخص تین بار گدھے کی طرح آواز نکالتا ہے اور دوبارہ اس کی قبر بند ہو جاتی ہے (رواہ الاصبہانی) (بحوالہ کتاب: اسعاد العباد ص 50_49)

حضرت خضر علیہ السلام کو مقام کیسے ملا؟

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا: آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا: ماں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور ہمیشہ ان کی خدمت کرنے سے۔

کھانے کے دوران ماں کا احترام:

حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ ایک برتن میں اس ڈر سے کھانا نہیں کھاتے تھے کہ ممکن ہے، ماں نے کسی لقمے کو کھانے کا ارادہ کیا ہو، لیکن لاعلمی سے وہ لقمہ میں کھا جاؤں۔ اسی طرح کا واقعہ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی منقول ہے (بحوالہ کتاب: اسعاد العباد ص 58_57)

والدین کیلئے صدقہ جاریہ بننے کی فکر:

شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ آدمی جو کچھ بھی صدقہ وخیرات کرے، اس میں اپنے والدین کی نیت بھی کر لے، تو اس سے اس کا ثواب کم نہیں ہوگا، بلکہ دونوں کو برابر ثواب ملتا ہے۔ بعض اسلاف کے متعلق واقعات ملتے ہیں کہ راستے میں چلتے ہوئے اگر کوئی پتھر راستے کے درمیان پڑے ہوئے دیکھتے تو اس حدیث کے پیش نظر (راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی صدقہ ہے) ایک پتھر دائیں طرف پھینک دیتے اور اس میں باپ کی نیت کرتے۔ پھر دوسرا پتھر بائیں طرف پھینک دیتے اور اس میں ماں کی نیت کرتے۔ اور بعض اسلاف کے متعلق یہ واقعات بھی ملتے ہیں کہ وہ سخت ناگواری کے موقع پر غصہ پی جاتے اور اس میں بھی والدین کیلئے صدقہ کی نیت کر لیتے (بحوالہ کتاب: اسعاد العباد ص 63 ناشر: مولنا عبدالواحد سلفی امین پور بازار فیصل آباد)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اولیاء کے دشمن سے اللہ خود انتقام لیتا ہے:

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے بعد علماء، مجتہدین اور سلف صالحین کے ساتھ محبت کرے، کیونکہ علماء پیغمبروںؑ کے وارث ہیں۔ جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علم نحو یا علم حدیث کی قلت کا ذکر کیا ہے ان کا مقصد ان عبارتوں سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنا نہیں، بلکہ صرف واقعے کا اظہار کرنے کیلئے ایسا لکھا گیا ہے۔ کیونکہ ان کے علم وفضل کے بیان میں طعنوں کا کوئی گذر نہیں۔ ایسے بزرگوں پر اگر کوئی شخص نفسانیت اور تعصب کی خاطر جرح کرے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ سے دشمنی خود اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے اور جو شخص اولیاء اللہ کی طرف بدگمانی یا بے ادبی کی نظر سے دیکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص سے انتقام لیتا ہے (بحوالہ کتاب: سنت کا اتباع اور ائمہ اربعہ کا دفاع۔ ص 99 مصنف: نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبۃ التفہیم، مئوناتھ بھنجن)

حضور ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی بھی حرام ہے:

ایک شخص نے دوران گفتگو حضور ﷺ سے کہا: آپ ﷺ ہمارے جیسے نہیں ہیں، آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ تو آپ ﷺ کو یہ بات نہایت ناگوار گزری اور اس سے سخت ناراض ہوگئے۔ کیونکہ اس نے آپ ﷺ کی طرف معمولی سے گناہ کی نسبت کی تھی (بحوالہ کتاب: عصمت انبیاءؑ ص 87

مصنف: حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مولانا عطاء اللہ، مین بازار میاں چنوں)

ہم کس قسم کی رحمت سے محروم ہیں؟

مکتبہ سلفیہ، شیش محل روڈ لاہور کے روح رواں اور ہفت روزہ مجلہ الاعتصام کے مدیر مسئول حافظ احمد شاکر ابن شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے شروع میں بعنوان "عرض ناشر" لکھتے ہیں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کہ "تنزل الرحمة عند ذکر الابرار" ایک مشہور عربی مقولہ محاورہ ہے۔ لیکن افسوس کہ قیام پاکستان کے بعد جماعت اہل حدیث اس انداز کے نزول رحمت سے محروم ہی رہی۔ گزرنے والی نصف صدی میں بھی ہمیشہ کی طرح جماعت اہل حدیث کا دامن ہر قسم کے شعبۂ حیات کے گنج ہائے گرانمایہ سے بھرا رہا، منبر خطابت ہو یا فن مناظرہ، میدان تحقیق ہو یا درس وتدریس، شروح احادیث ہوں یا علمائے متقدمین کے جواہر پاروں کی ترتیب وتدوین، تبلیغ دین ہو یا جماعت کی تنظیم، ملکی سیاسیات ہوں، یا عوامی بہبود کے رفاہی کام، اگر یوں کہا جائے کہ اہل حدیث نے جس ذمہ داری کو بھی اٹھایا، یا ان پر جو ذمہ داری بھی ڈالی گئی وہ ہم عصر لوگوں سے بہت بہتر اس ذمہ داری سے عہدہ برآء ہوئے، لیکن من حیث الجماعت ہم نے نہ ان کے حالات اکٹھے کیے اور نہ ان کی خدمات مرتب کیں حالانکہ اسلاف کے حالات وخدمات ہی اخلاف کے لیے مینارہ نور ہوتے ہیں (بحوالہ: سوانح مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ ص 15 ناشر: دار الدعوۃ السلفیہ۔ لاہور)

دبستان حدیث

مصنف: مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: محمد ابوبکر قدوسی، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور

مختصر تعارف:

گزرے ہوئے عظیم لوگوں کا تذکرہ آنے والی نسلوں میں زندہ رکھنا زندہ قوموں کا شیوہ ہے۔ جو اپنے اکابر واسلاف کا تذکرہ بھلا دیتے ہیں، تاریخ انہیں حرفِ غلط کی طرح مٹا دیتی ہے۔ جماعت اہل حدیث میں اگرچہ اسلافِ اہل حدیث کی سیرت و سوانح نگاری پر بہت کم توجہ دی گئی، تاہم چند خوش نصیب ایسے بھی ہیں، جنہوں نے دیگر موضوعات کی طرح اس موضوع پر بھی خوب لکھا۔ انہی خوش نصیب شخصیات میں سے ایک شخصیت "مورخ اہل حدیث جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم" کی ہے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

جنہوں نے تقریباً ستائیس کتب تصنیف فرمائیں اور سوائے چار پانچ کے، اپنی ہر کتاب میں علمائے سلف کے سوانحی خاکے قارئین کے سامنے پیش کیے۔ چونکہ ان کا سارا وقت جماعت اہل حدیث کے بیشتر علماء وصوفیاء کے ساتھ گزرا تھا۔ اس لیے انہوں نے کتابی واقعات کے ساتھ ساتھ وہ تاریخی واقعات بھی جمع کیے، جو صدیوں سے سینہ بہ سینہ چلے آرہے تھے۔ حضرت بھٹی صاحب مرحوم کو اللہ جل شانہٗ نے یہ خاصیت بخشی تھی کہ انہوں نے جماعت اہل حدیث کی گزشتہ وموجودہ کم وبیش تمام مشہور شخصیات کا ریکارڈ کتابوں میں محفوظ کردیا۔ موجودہ اہل حدیث نوجوان، جو اپنے اسلاف سے بالکل بے خبر ہو چکے ہیں، انہیں چاہئے کہ مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم کی کتابیں اردو بازار سے خرید کر مطالعے میں ضرور لائیں، تاکہ بڑوں کا آئینہ سامنے رکھ کر چھوٹوں کو اپنا آپ سنوارنے میں رہنمائی ملے۔ آئیں دیکھتے ہیں کہ زیرِ نظر کتب" دبستانِ حدیث، کاروانِ سلف اور گلستانِ حدیث" میں حضرت بھٹی صاحب مرحوم نے ہمیں ادب سکھانے اور بے ادبی سے بچانے کی کیا کیا کاوشیں کی ہیں! (از: مرتب)

استاذ المحدثین رحمہ اللہ علیہ کی بے ادبی کی سزا:

حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک بزرگ عطاء اللہ سوداگر دہلی میں رہتے تھے، جو میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ کے مخلص ترین عقیدت مند تھے اور اکثر ان کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ ”میں میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ سے بہت ڈرتا ہوں۔“ پوچھا گیا ”کیوں ڈرتے ہو؟“ انہوں نے بتایا کہ ایک دن میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ کے ایک مخالف نے ان کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور وہ تلوار پکڑ کر راستے میں ایسی جگہ بیٹھ گیا، جہاں اسے کوئی دیکھ نہ سکے۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں جائیں گے، تو آتے یا جاتے ہوئے انہیں قتل کردیا جائے گا۔ چنانچہ میاں صاحب رحمہ اللہ علیہ وہاں آئے تو وہ تلوار ہاتھ

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 115/273

میں تھامے ان کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غصے سے فرمایا: اگر میں بنی فاطمہ (رضی اللہ عنھا) ہوں تو تُو اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ یہ الفاظ سنتے ہی اس کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا، ہاتھ سے تلوار گر گئی اور وہ گھر کی طرف بھاگنے لگا۔ گھر پہنچتے ہی اس کے پیٹ میں اتنا شدید درد اٹھا کہ زندگی سے مایوس ہو گیا۔ اب لوگوں کو بلا کر اس نے کہا کہ میں غضبِ الٰہی میں مبتلاء ہوں اور اس ابتلاء کی وجہ یہ ہے۔ چنانچہ اسی کی زبان سے لوگوں میں اس واقعہ کی تشہیر ہوئی اور وہ اسی دن مر گیا (بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ص ۵۷)

اللہ کے ولی سے بغض رکھنے کی شامت:

مولانا محمد بدر الحسن سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، مگر کھانے سے قبل انہیں متلی سی ہوئی اور قے آنے لگی۔ اس لیے انہوں نے کھانا تناول نہیں فرمایا اور گھر تشریف لے گئے۔ ان کے تشریف لے جانے کے بعد میرے ملازم کے پیٹ میں شدید درد ہونے لگا، جس سے وہ نیم بسمل ہوگیا۔ اس کا نام عبدالنبی تھا اور رام پور کا رہنے والا تھا۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس کے دل میں سخت عداوت کے جراثیم پائے جاتے تھے۔ جب تکلیف بہت بڑھ گئی اور وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے مولانا محمد بدر الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے منت سماجت کی کہ آپ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میرا قصور معاف کرا دیجیے۔ یہ درد نہیں ہے بلکہ اللہ کی طرف سے میری غلطی کی سزا مجھے مل رہی ہے۔ مولانا محمد بدر الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے اصل واقعہ دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سخت عداوت کی بناء پر میں نے بکرے کے گوشت کے بجائے ان کے لیے خنزیر کا گوشت پکایا تھا، مگر ان کو تو اللہ نے اس کے کھانے سے محفوظ رکھا اور مجھ پر شدید درد کی صورت میں عذاب الٰہی نازل ہوگیا۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

توبہ کرنے کے بعد بیعت کرلی:

قصہ مختصر یہ کہ ملازم کی درخواست پر مولانا اسے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور لے گئے اور ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر مولانا سہسوانی رحمۃ اللہ علیہ نے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملازم کا قصور معاف کرنے کی سفارش کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کی: اے مجیب الدعوات! تیرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں نے کیا کچھ نہیں کیا؟ دھوکے بھی دیئے، شعبدے بھی کیے، پھر اگر مجھ ناچیز بندے کے ساتھ کسی نے کچھ کیا ہے تو تو اسے معاف فرما۔ تو "ارحم الراحمین" ہے اور اسے ہدایت فرما، تو "ھادی الضالین" ہے۔ چنانچہ اسی وقت اللہ نے اس کو درد سے نجات بخش دی اور وہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر تائب ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ اس کے بعد وہ ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلا گیا تھا اور وہیں بود و باش اختیار کر لی تھی (بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ۵۸، ۵۹)

اساتذہ کی اولاد کا ادب:

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاندانِ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارکان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ہی بیٹے تھے، جو خورجہ میں رہتے تھے۔ ان کی علمی دست گاہ زیادہ نہ تھی۔ وہ دہلی اکثر آتے اور میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرتے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو جاتے اور انتہائی تکریم سے پیش آتے (بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ص 73)

اسلاف کے اقوال بھی سند ہیں:

جناب میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ کا ذکر نہایت مؤدبانہ الفاظ میں کرتے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

تھے۔ ان سے متعلق کسی بات کا تذکرہ فرماتے تو بہ صورت جمع ''ہمارے حضرات'' کے الفاظ استعمال فرماتے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہم اللہ کے اسمائے گرامی بالخصوص بہ درجہ غایت ادب سے زبان پر لاتے۔ قرآن اور حدیث کی کسی عبارت کا ترجمہ کرنا مقصود ہوتا تو فرماتے مجھ سے اس کا ترجمہ سنو، جو ہمارے بزرگوں سے سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے اور بیان مسائل میں بھی انہی بزرگان عالی قدر کے اقوال بہ سند پیش فرماتے اور ارشاد ہوتا ''ہمارے حضرات یوں فرماتے ہیں۔'' اس پر کوئی طالب علم اگر یہ کہہ دیتا کہ حضرات کا کہنا سند نہیں ہوسکتا، اصل سند قرآن وحدیث ہے تو خفگی کے انداز میں فرماتے۔ ''تم ان کے متعلق ایسی باتیں کرتے ہو، کیا یہ حضرات گھس کٹے تھے؟ یوں ہی باتیں بناتے تھے؟ (بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ص ۴۷)

نئے نئے مجدد اور دین کا ضعف:

قارئین! سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مسلک اہل حدیث میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل ہے۔ جن سے ہزاروں علماء نے حدیث پڑھی اور پورے ہندوستان، نیپال، افغانستان اور دیگر عرب ممالک میں جا کر قرآن وسنت کا نور پھیلایا۔ اس وجہ سے انہیں "شیخ الکل" کہا جاتا ہے۔ درج بالا واقعے میں غور کریں کہ اس شاگرد کے جواب میں حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات کا یہ مفہوم ہے کہ کیا وہ سب حضرات، جن کے ذریعے ہندوستان کے باسی شرک وبدعت سے توبہ کر کے علوم قرآن وسنت سے متعارف ہوئے، کیا وہ سب علم دین سے بے بہرہ تھے اور ایک تم ہی ماں کے پیٹ سے اہل علم پیدا ہو گئے ہو؟ مولانا محمد یحیٰی صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب سے یہ نئے نئے مجدد پیدا ہونا شروع ہو گئے ہیں، انہوں نے آ کر سارے دین کو ہی ضعیف بنا دیا ہے (بروایت: مولانا طارق محمود، ساکن مہتم، شرقپور)

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

اسلاف کی بے ادبی گوارا نہیں:

ایک مرتبہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحیم آباد سے آرہے تھے۔ مولانا محمد ابراہیم آروی رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے خواتین کے لباس کے بارے میں پوچھا کہ ان کے لیے ساڑھی پہننا جائز ہے یا ناجائز؟ فرمایا: ہمارے حضرات ساڑھی پہننے کو جائز قرار دیتے تھے۔ مولانا آروی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: حضرات کا کہنا حجت شرعی تو نہیں ہو سکتا۔ فرمایا: کیا تمہارے نزدیک یہ سب حضرات گھس کٹے تھے، تم ہی ایک شیخ چلی پیدا ہوئے ہو؟ یوں تو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاندان ولی اللّٰہی کے سب ارکان کے مداح تھے اور انکے علم و فضل کی تعریف فرماتے تھے لیکن حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور مولانا اسماعیل شہید رحمہما اللہ کی نسبت اکثر فرمایا کرتے کہ "میں ان دونوں دادا پوتے کی فضیلت کا بہت قائل ہوں جو صرف قرآن و حدیث سے استنباطِ مسائل کرتے تھے۔ ان کی تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دریائے فیضان الٰہی جوش مار رہا ہے (بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ص ۴۷)

ہر مذہب کا احترام:

مولانا رحیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ نہایت وضع دار عالم دین تھے۔ ہر مذہب و مسلک کے علماء کا احترام کرتے تھے اور گفتگو میں نہایت محتاط تھے۔ مسائل میں اختلاف کو وہیں تک محدود رکھتے تھے، معاشرتی زندگی میں بگاڑ نہیں پیدا ہونے دیتے تھے۔

(بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ص ۱۶۸)

اپنے مسلک میں رہتے ہوئے دوسروں کا ادب:

مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمۃ اللہ علیہ تحقیق مسائل کے سلسلے میں ہر عالم سے اگرچہ وہ عمر اور مرتبے میں کم تر ہوتا اور کسی مسلک سے انسلاک رکھتا، استفادے میں کسی قسم کی جھجک اور عار محسوس نہ فرماتے۔ ہر مسلک کے اہل علم کا احترام کرتے

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy
https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 119/273

تھے۔ان کی ایک تصنیف ''الانصاف لرفع الاختلاف'' ہے۔اس کتاب میں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ علمائے احناف کا بے حد احترام سے ذکر فرماتے ہیں اور اختلافی مسائل کے بارے میں باحوالہ ان کے ارشادات نقل کرتے ہیں اور پھر دردمندانہ لہجے میں اہل حدیث اور احناف سے مسلکی اختلاف کو برداشت کرنے کی تلقین فرماتے ہیں (بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ص ۳۱۱)

مدارس کے طلباء کو ننگے سر رہنے سے بچنے کی تلقین:

مولانا ابوالبرکات احمد رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم (جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ) کی چاردیواری میں تعلیم وتربیت کا اہتمام کرتے اور طلباء کو نصیحتوں سے نوازتے تھے۔وہاں تعطیلات کے زمانے میں اپنے گھروں میں جانے والے طلباء کو نصیحت فرماتے کہ وہ اپنے گھر، اپنے محلے اور گاؤں کے لوگوں میں وقار سے رہیں، ان کو اپنے علم اور نیکی سے متاثر کرنے کی کوشش کریں۔باجماعت نماز پڑھیں، ننگے سر گلیوں میں نہ گھومیں، کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کریں، ہر شخص سے خوش اسلوبی سے پیش آئیں۔چھوٹے بڑے سے ہم کلام ہوتے وقت اخلاق کی دولت اور شیرینی زبان کی پونجی آپ کے پاس ہونی چاہیے۔(بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ص:۳۸۹)

صوفیاء پر تنقید کرنے کا فریضہ:

گزارش یہ ہے کہ بیس پچیس برس سے ہمارے بعض اصحاب قلم نے صوفیاء پر تنقید کو اپنے لیے ضروری قرار دے رکھا ہے۔مولانا صلاح الدین کی بعض تصانیف کے ناموں سے اشارے ملتے ہیں کہ انہوں نے بھی اپنی تحقیق کے مطابق یہ فریضہ ادا فرمایا ہے۔میں نے ان کی کتابیں نہیں پڑھیں، اس لیے مجھے نہیں معلوم کہ ان کے نزدیک ''صوفی'' کی کیا تعریف (ڈیفی نیشن) ہے۔برصغیر میں صوفی کا اطلاق نیک، پرہیزگار، ہمدرد خلائق اور احکام شریعت کی پابندی کرنے والے شخص پر ہوتا ہے۔اللہ

www.UBQARI.org

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

تعالیٰ ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے، اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل پیرا ہوتے اور اس کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

جماعتِ اہل حدیث کے صوفیاء:

دور نہ جایئے صرف پنجاب کی جماعت اہل حدیث کو دیکھئے کہ ان میں حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ (قلعہ میہاں سنگھ والے)، مولانا صوفی محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (روڑی والے) صوفی ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ (فتوحی والا) قاضی محمد سلیمان منصور پوری ط اور صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (ماموں کانجن) کا شمار انہی برگزیدہ ہستیوں میں ہوتا تھا۔ ان کی تبلیغ اور صالحیت سے متاثر ہوکر جہاں بے شمار بے عمل مسلمان باعمل ہوئے، وہاں بہت سے غیر مسلمانوں نے کفر کی راہ ترک کرکے اسلام کی راہ اختیار کی (بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ص ۶۳۴)

صوفیاء کی تعلیمات کو کس نے بگاڑا:

اسی طرح آج سے سینکڑوں برس قبل کے برصغیر میں بہت سے بزرگانِ دین اور صوفیائے عظام کی مساعیٔ تبلیغ سے لاتعداد غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ ان صوفیاء میں شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مسعود بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، شیخ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بہت سے حضرات شامل ہیں۔ ان میں سے کبھی کسی نے اپنے آپ کو نہ بزرگ قرار دیا، نہ کسی نے صوفی کہلایا، اور نہ کسی نے متقی ہونے کا اعلان کیا۔ لیکن چونکہ وہ پرہیز گار، عبادت گزار اور زُہد پیشہ لوگ تھے، اس لیے برصغیر کی مذہبی اور دینی تاریخ کی کتابوں میں انہیں ''صوفیاء'' لکھا گیا۔ ان کے قول وعمل کے بعض پہلوؤں سے اختلاف بھی ہوسکتا ہے اور شرعی حدود میں رہ کر اختلاف کرنا کوئی بُری بات نہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی تعلیم کو بعض لوگوں نے بگاڑ کر پیش کیا اور بگاڑ کا یہ سلسلہ بہت پرانا ہے۔ جس طرح لوگوں نے بعض مصالح کی

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 121/273

بناء پر حدیثیں گھڑلیں اور ایسی باتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائیں، اسی طرح بزرگانِ دین کی تعلیم میں بھی اپنے دنیوی مفاد کی خاطر غلط باتیں داخل کر دی گئیں۔ ماہرین فن حدیث پر اللہ تعالیٰ کی لاکھ لاکھ رحمتیں ہوں کہ انہوں نے موضوع احادیث کی نشان دہی فرما دی۔ یہ فقیر اللہ تعالیٰ سے معافی اور قارئین کرام سے معذرت خواہ ہے کہ من گھڑت باتوں کو "احادیث" قرار دے رہا ہے، لیکن مجبوری یہ ہے کہ موضوعات کو "احادیث" ہی لکھا جاتا ہے۔ ہمیں خود ہی سوچنا چاہیے کہ بزرگان دین کی تعلیمات کے کن کن حصوں کو غلط رنگ میں پیش کیا گیا ہوگا۔ ان کی کتابوں کی عبارتیں بھی بدلی گئی ہوں گی۔

بزرگوں کا ذکر احترام سے تو کیجئے:

بعض حضرات چمٹے بجانے اور دھونی رمانے والوں کو "صوفی" قرار دیتے ہیں۔ ان کو صوفی کہنا اس لفظ کی توہین ہے۔ بہرحال اس فقیر کا مطالعاتی اور ذاتی رابطہ ان صوفیاء سے پڑا ہے جو عالم بھی تھے اور متقی بھی۔ بحمد اللہ غلط کردار "صوفیوں" سے نہیں پڑا۔ سینکڑوں برس قبل کے برصغیر میں اسلام کی اشاعت کے سلسلے میں صوفیاء کی کوششوں سے انکار کرنا بہت مشکل ہے۔ ذرا غور فرمائیے صدیوں پیشتر اجمیر اور اسکے اردگرد کے علاقے میں معروف معنیٰ کے کس عالم دین نے اسلام کی تبلیغ کی تھی؟ فیروز پور، فرید کوٹ اور پاکپتن کے جنگلوں میں کون سے عالم دین اسلام کی اشاعت کے لیے گئے تھے؟ "فرید کوٹ" کا تو نام ہی بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ بہرکیف میرے خیال میں یہ مسئلہ بہت نازک ہے۔ ہمارے علمائے کرام کو اس موضوع کی اصل کتابیں پڑھ کر ہی اظہار رائے کرنا چاہیے اور یہ زیادہ تر کتابیں فارسی زبان میں ہیں اور فارسی زبان کی کتابوں کا مطالعہ علمائے کرام کے لیے نہایت آسان ہے۔ جو چیزیں الحاقی یا غلط ہیں، انہیں چھوڑ دیجئے۔ لیکن بزرگوں کا ذکر احترام سے کیجیے (بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ص ۶۳۴)

facebook.com/Salfi.tasawuf

www.UBQARI.ORG

مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کا ادب مرشد:

(بانی جامعہ الدراسات الاسلامیہ ہربنس پورہ لاہور، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کو) موضع ڈھلیانہ سے سند فراغت حاصل ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی سے فاضل عربی کا امتحان بھی پاس کیا۔ گوہڑ نزد پتوکی، ضلع قصور کے ایک بزرگ حاجی عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو پرہیز گاری اور صالحیت میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ ان کی بیٹی سے شادی ہوگئی۔ تحصیل علم اور شادی کے بعد قدرتی طور پر مولانا عبد الرشید صاحب کو ذریعہ معاش کی فکر لاحق ہوئی۔ چنانچہ اپنے پرانے محسن میاں عبدالحق ایم ایل اے کے پاس گئے، جو اس زمانے میں منٹگمری (ساہی وال) میں سکونت پذیر تھے، ان سے کسی آبرومندانہ ملازمت کے لیے کہا۔ انہوں نے ساہیوال کے ایک ہائی سکول میں بہ طور عربی ٹیچر ان کی تقرری کرادی۔ اس وقت ان کا قیام اپنے سسرال کے گھر موضع گوہڑ میں تھا۔ ساہیوال سے گوہڑ آئے اور اپنے سسرال والوں کو ملازمت کی خوش خبری سنائی۔ ظاہر ہے انہیں اس سے بہت مسرت ہوئی ہوگی۔ دوسرے دن انہوں نے وقت مقررہ پر سکول میں حاضر ہونا اور تدریس کا آغاز کرنا تھا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق صبح کے وقت گھر سے نکلے اور سائیکل پر سوار ہو کر ''واں رادھا رام'' پہنچے۔ وہاں کسی جگہ سائیکل رکھ کر بس کے ذریعے ساہیوال جانا چاہتے تھے۔ لیکن وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ اللہ کی مشیت کے بغیر انسان کچھ نہیں کرسکتا۔ اس کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ اللہ کا فیصلہ تمام منصوبوں پر غالب آجاتا ہے۔ ''ان اللہ علی کل شئی قدیر'' واں رادھا رام پہنچ کر سڑک پر کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ حضرت میاں محمد باقر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہیں۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو نہیں دیکھا۔ ان کی نظریں نیچی تھیں۔ ان کو دیکھ کر دل میں خیال آیا کہ یہ مجھے سکول کی ملازمت سے روکنے کے لیے آئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مجھے دیکھ لیں، اس لیے جلدی سے ادھر اُدھر ہو جانا چاہیے، لیکن فوراً ذہن نے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

فیصلہ کیا کہ یہ تو بہت بُری بات ہے۔میں دو سال ان کے پاس رہا ہوں اور ان سے استفادہ کرتا رہا ہوں۔انہوں نے مجھے دین کی سیدھی راہ پر لگایا اور بہترین انداز سے میری تربیت کی۔یہ میرے مربی ہیں، میرے مرشد ہیں، میرے ہادی ہیں، میرے بہت بڑے محسن ہیں۔انہوں نے میرے دل کی بنجر زمین کو صالحیت کی نعمت عظمیٰ سے آشنا کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ان سے نہ ملنا بہت بڑی احسان فراموشی ہوگی۔چنانچہ یہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھے اور انہیں سلام عرض کیا۔انہوں نے اپنے انداز خاص سے فرمایا: بھرا توکدے جاؤں ایں (بھائی تم کہاں جا رہے ہو؟) جواب دیا: میں ساہیوال کے ایک ہائی سکول میں عربی ٹیچر مقرر ہو گیا ہوں، وہاں جا رہا ہوں۔ شادی ہو گئی ہے۔غریب آدمی ہوں۔کوئی کام تو کرنا چاہیے۔یہ اچھا کام ہے جو آسانی سے مل گیا ہے۔میاں باقر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر عام طور سے مسکراہٹ چھائی رہتی تھی۔مسکراتے ہوئے فرمایا: تم مسجد کے لیے پیدا ہوئے ہو اور تمہیں مسجد میں رہنا چاہیے۔کسی مسجد میں بیٹھ جاؤ۔کوئی بڑی کتابیں پڑھنے والا نہیں ملتا تو چھوٹے بچوں کو قاعدہ ''یسرنا القرآن'' پڑھانا شروع کر دو۔اللہ تعالیٰ برکت دے گا۔دنیا اور آخرت کے لیے یہی کام فائدہ مند ہے۔اس قسم کی باتیں انہوں نے تفصیل سے کیں اور خدمت دین کے سلسلے میں کئی حدیثیں سنائیں۔اس وقت مولانا عبدالرشید کی بیوی اسلام پورہ میں تھیں۔دونوں وہاں پہنچ گئے۔میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بھی وعظ کیا، وہ بھی ان کی بات ماننے پر مجبور ہو گئیں (بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ص ۵۱۰، ۵۱۱)

مرشد کے ادب میں ضمیر کی آواز:

قارئین! مؤرخہ 29 اکتوبر 2012ء کو جامعہ الدراسات الاسلامیہ ہربنس پورہ لاہور میں بائیں طرف واقع دفتر میں بیٹھ کر مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ نے اپنے بیٹے حافظ عبدالرؤف صاحب اور قاری اشتیاق معاویہ صاحب کی موجودگی میں راقم کو انٹرویو دیتے ہوئے اس واقعے کی تفصیل ان الفاظ میں بیان کی کہ: آج سے

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

ساٹھ سال پہلے مجھے ساہیوال میں عربی ٹیچر کی نوکری ملی۔ میں سائیکل پر سوار ہو کر ساہیوال جا رہا تھا۔ راستے میں مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی، تو میں نے سائیکل ایک طرف کھڑی کر کے دور جا کر حاجت پوری کی۔ جب واپس مڑا تو دیکھا کہ ایک طرف میرے پیرو مرشد حضرت میاں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ (ساکن جھوک دادو، ضلع فیصل آباد) موجود تھے اور جھک کر اپنا جوتا ٹھیک کر رہے تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میں نے انہیں سکول میں نوکری کی اطلاع کر دی تو ہر وقت تبلیغ دین کے غلبے کی وجہ سے یقیناً یہ مجھے روک دیں گے۔ لہٰذا خاموشی سے نکل جاؤ۔ مگر اسی لمحے اندر سے ضمیر کی آواز آئی: اے غافل انسان! تیرے سامنے تیرے شیخ کھڑے ہیں، آگے بڑھ اور ان کو سلام کر۔ پس جب میں نے انہیں سلام عرض کیا تو انہوں نے فوراً اپنے مخصوص پنجابی لہجے میں پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے صورتحال بتائی تو صرف یہ فرمایا: میری مانو تو تم جہنم میں جا رہے ہو۔ یہ کہہ کر چل پڑے۔

مرشد پر سو فیصد اعتماد کرنے والے سلفی عالم:

مجھے چونکہ اپنے مرشد پر سو فیصد اعتماد تھا۔ اس لیے میں نے سائیکل پکڑی اور واپس گھر آ گیا۔ اس واقعے کے ساٹھ سال بعد آ کر مجھ پر یہ راز کھلا ہے کہ اگر میں اس وقت عربی ٹیچر لگ جاتا تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ بچوں کو لَحْمٌ ۔ مَآءٌ ۔ اَرْضٌ ۔ سَمَآءٌ (گوشت، پانی، زمین، آسمان) پڑھاتے پڑھاتے زندگی گزار دیتا، جبکہ یہاں مدرسے میں صحیح بخاری پڑھاتے ہوئے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے اور احادیث پڑھانے والے کے پیچھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے، مجھے اور میری نسلوں کو ہر وقت اس دعا کا فیض مل رہا ہے۔

اللہ نے بروقت کیا، جس کو خبردار:

قارئین! یہ واقعہ انٹرنیٹ پر مولانا مجاہد آبادی صاحب کے ویڈیو بیانات میں بھی

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 125/273

ملتا ہے۔ یہاں ایک بات سوچنے کی ہے، کہ یہ واقعہ تو سو فیصد سچا ہے، مگر کہاں ضلع فیصل آباد کا گاؤں جھوک دادو، اور کہاں ساہیوال؟ تقریباً سوکلو میٹر کا سفر ہے، جو اس زمانے میں کم وبیش اکیس گھنٹے کی پیدل مسافت بنتی ہے۔ اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار کے مصداق، اللہ جل شانہٗ کی شانِ کریمی دیکھیں، جس نے اہل حدیث ولی کامل حضرت میاں باقر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ان کے مخلص مرید کے حالات کو کھولا اور انہیں طی الارض کے ذریعے چند لمحوں میں وہاں پہنچا کر آگاہ کیا کہ ہم آپ سے منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت لینا چاہتے ہیں اور انہیں اس عظیم کام کے لیے منتخب کرلیا۔ آج جب بابا جی مجاہد آبادی صاحب حفظہ اللہ اپنے مخصوص لہجے میں خطبۂ جمعہ ارشاد فرماتے ہیں تو سامنے بیٹھے سینکڑوں لوگوں کے اندر دین کی مثبت تبدیلی کے آثار پیدا ہوجاتے ہیں۔ حضرت واجب الوجود جل شانہٗ نے سچ فرمایا کہ: اللہ یجتبی الیہ من یشآء کہ میں جسے چاہتا ہوں، چن لیتا ہوں ، اپنی رحمت میں جذب کرلیتا ہوں (از: مرتب)

تدریس حدیث کے دوران کسی کا لحاظ نہیں:

مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ طلبا کو مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پڑھا رہے تھے کہ ضلع لاہور کے ڈپٹی کمشنر ملاقات کے لیے آئے اور خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے۔ درس سے فراغت کے بعد سلام دعا ہوئی تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پڑھا رہا تھا۔ حدیث کی عظمت کے پیش نظر دوران تدریس آپ سے کوئی بات نہ کرسکا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب یہ سن کر نہایت خوش ہوئے۔

ننگے سر نماز پڑھنا منع ہوتا تھا:

مولانا غزنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی ننگے سر نماز نہیں پڑھی، بلکہ ان کی طرف سے دارالعلوم (تقویۃ الاسلام، شیش محل روڈ لاہور) میں اعلان تھا کہ کوئی معلم یا

facebook.com/Salfi.tasawuf

متعلم ننگے سر نماز نہ پڑھے۔ دارالعلوم میں امامت کیلئے کسی کو مقرر فرما دیتے تھے۔ خود نماز نہ پڑھاتے تھے۔ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ان کے معمولات میں شامل تھا (بحوالہ کتاب: دبستان حدیث ص: ۵۱۴، ۵۱۵)

صدرِ اہل حدیث کو سلفی بزرگ کی ڈانٹ:

قارئین! یہاں بھی بقیۃ السلف مولانا عطاء اللہ خلیل صاحب حفظہ اللہ (171 گ ب ضلع فیصل آباد) سے سنا ہوا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے: مولانا عطاء اللہ خلیل حفظہ اللہ نے فرمایا، جب میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام میں اپنے بڑے بھائی مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پڑھا کرتا تھا تو شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے نام کے ساتھ "خلیل" کا لقب لگایا۔ میرے بڑے بھائی مولانا عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیکی اور تقویٰ میں بہت آگے تھے، اس لیے مولانا سید محمد داؤد غزنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں نماز کی جماعت کروانے کا حکم دیا ہوا تھا۔ ہمارے پیرومرشد حضرت میاں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ بھی اس زمانے میں جھوک دادو سے لاہور تشریف لایا کرتے تھے، اور شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہما اللہ ان کا بہت اکرام کرتے۔ حتیٰ کہ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تو ان کی ڈانٹ بھی کشادہ دلی سے برداشت کرتے۔ ایک شام حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو میرے بڑے بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مغرب کی جماعت کروا رہے تھے۔ نماز کے فوراً بعد حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جلالی لہجے میں بلند آواز سے فرمایا: داؤد! جماعت توں آپ کرایا کر۔ تیرا حق بنتا ہے۔ مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً سر تسلیم جھکا دیا اور اس دن کے بعد حکم جاری کیا کہ ہر نماز کے وقت دس منٹ تک ہمارا انتظار کیا جائے۔ اگر کسی کو جلدی ہو تو وہ اپنی نماز پڑھ کے چلا جائے، مگر نمازیوں کی کیا مجال، جو حضرت غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے اختلاف کرتے؟ (یہ حکم اس لیے جاری کیا

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

تھا کیونکہ مولانا جمعیت اہل حدیث پاکستان کے صدر تھے اور ملکی وغیر ملکی سیاست دان اور ہر مسلک کے جلیل القدر علماء کا ہر وقت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے دفتر میں تانتا بندھا رہتا تھا، اس لیے فرمایا کہ اگر خدانخواستہ میں کسی ضروری میٹنگ کی وجہ سے لیٹ ہو جاؤں، تو بھی جماعت میں خود ہی آکے کرواؤں گا۔ یہ تھا ہمارے اسلاف کی نظر میں اپنے سے بڑی عمر کے علماو صوفیاء کیلئے ادب واحترام (از: مرتب)

مولانا اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کا ادبِ مرشد:

(مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ) میں نے ۱۹۳۶ء میں حضرت شاہ محمد شریف گھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی تھی اور اس وقت نیکی کے بعض معنی سمجھے تھے۔ اب آیئے! تین سال کے لیل ونہار کا سفر طے کر کے ۱۹۳۹ء کی فضاؤں میں داخل ہوتے ہیں۔ اس وقت میں چودہ سال کی عمر کو پہنچ گیا تھا اور فیروز پور میں حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شامل تھا۔ ایک روز دوپہر کے وقت دیکھا کہ ایک صاحب سفید چادر باندھے، سفید ململ کا کرتا پہنے اور سر پر سفید کپڑا رکھے گنبداں والی مسجد کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ وہی صاحب تھے، جن کی تین سال قبل ۱۹۳۶ء میں، میں نے بیعت کی تھی۔ میں جلدی سے بھاگتا ہوا مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد کی چوکھٹ پر بیٹھے ہیں۔ مولانا حیرانی کے عالم میں فوراً باہر نکلے، شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے، انہیں سلام کیا اور اندر مسجد میں لے گئے۔ میں نے بھی نہایت ادب کے ساتھ جھک کر انہیں سلام عرض کیا اور ان کے حضور دوزانو ہو کر بیٹھ گیا (بحوالہ کتاب: کاروان سلف ص ۳۸)

استاد کی عقیدت میں فنائیت:

اپنے استاد محترم حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا نیک محمد رحمۃ اللہ علیہ کی

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

محبت اور عقیدت کا یہ عالم تھا کہ ان کی وفات کے بعد ہمیشہ مسجد غزنویہ کے اسی گوشے میں بیٹھ کر درس دیتے رہے، جہاں استاد محترم بیٹھ کر درس دیتے تھے، بلکہ درس دیتے وقت جس رحل پر استاد مکرم کتاب رکھتے تھے، اس کی بھی وہ نہایت حفاظت کرتے تھے اور اسی پر کتاب رکھتے تھے (بحوالہ کتاب: کاروان سلف ص ۱۲۵)

کبھی کسی درویش کا دل مت دکھانا، ورنہ!

اب ایک واقعہ سنیے جو حافظ محمد اسلم جیراج پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے متعلق اپنے والد اور والدہ کی قبولیت دعا کے بارے میں بیان کرتے ہیں: مجھے پورے دو سال قرآن حفظ کرنے میں لگے جن میں سے تقریباً تین مہینے بیماری میں گزرے۔ یہ بیماری تپ محرقہ تھی۔ حکیم بھی تھے اور ڈاکٹر بھی مگر کسی کی دوا سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ سر کے بال جھڑ گئے اور کبھی کبھی غفلت کا غلبہ ہونے لگا۔ ایک دن سرِ شام ہی سے بالکل ہوش جاتا رہا اور آنکھیں بند ہو گئیں۔ رات بھی والدہ میرے سرہانے بیٹھی رہیں اور والد اضطراب میں چارپائی کے سامنے صحن میں ٹہلتے رہے۔ پریشانی کی وجہ سے گھر میں کھانا بھی نہیں پکا۔ فجر کے وقت جب کہ والد مسجد میں نماز پڑھانے گئے تھے، میں ایک دم اٹھ بیٹھا اور لوٹے میں پانی مانگا۔ والدہ نل میں سے لوٹا بھر رہی تھیں کہ سیڑھیوں پر والد کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ لپک کر گئیں اور کہا کہ لڑکا اٹھ بیٹھا ہے۔ والد الٹے پاؤں مسجد کو لوٹ گئے اور مقتدیوں کو، جن کے ساتھ مل کر میری صحت کی دعا مانگی تھی، یہ خبر سنائی۔ پھر گھر میں آئے، میں بشاش تھا اور مرض سے نجات پا چکا تھا۔ والدہ نے مجھ سے ایک بار کہا کہ ایسی کوئی بات نہ کرنا جس سے تمہارے حق میں تمہارے ابا کی زبان سے کوئی برا کلمہ نکل جائے، کیونکہ اللہ انکی بات سنتا ہے۔ میں نے کہا کیا ہماری بات نہیں سنتا؟ کہنے لگیں سنتا تو سب کی ہے، مگر ان کی جلد مان لیتا ہے، جو اس کے ولی ہوتے ہیں۔ غالباً ٹھیک وہی وقت تھا، جب کہ والد ادھر نماز کے

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf

بعد دعا مانگ رہے تھے اور ادھر اللہ نے مجھ کو دوبارہ زندہ کر دیا، اس لیے مجھے والدہ کی بات کا یقین آ گیا (بحوالہ کتاب: گلستان حدیث ص 106)

ائمہ اربعہ ہمارے سرتاج اور پیشوا ہیں:

جب سوال کیا گیا کہ آپ اجماع و قیاس کو بھی مانتے ہیں؟ تو مولانا نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہاں ہم اجماع و قیاس کو اسی طرح مانتے ہیں جس طرح ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ مانتے تھے۔ اس کے بعد پوچھا گیا کہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی نسبت تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ انہوں نے کہا ہم انہیں اپنا سرتاج و پیشوا برحق سمجھتے ہیں اور ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیشوا اور سب سے زیادہ قابل احترام سمجھتے ہیں۔ ان سے بغض کو خلاف شیوہ ایمان سمجھتے ہیں (بحوالہ کتاب: گلستان حدیث ص 122)

علمائے اہل حدیث کا علمائے دیوبند میں احترام:

مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کو اہل حدیث علماء میں تو بے حد اعزاز کا مستحق گردانا ہی جاتا تھا' احناف اصحاب علم بھی انہیں نہایت تکریم کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مولانا کے شاگرد حاجی محمد رفیق زبیدی نے مجھے بتایا کہ دہلی کے معروف دیوبندی نقطۂ فکر کے عالم مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعض فقہی مسائل کے سلسلے میں مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے اور نہایت ادب کے ساتھ دو زانو ہو کر ان کے سامنے بیٹھتے تھے۔ خود مولانا بھی ان کا بہت احترام کرتے تھے (بحوالہ کتاب: گلستان حدیث ص 156)

اپنے سے چھوٹی عمر کے استاد کی خدمت:

مولانا عبدالغفور جیراج پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں درس نظامیہ کے مشہور اساتذہ میں سے تھے۔ شمس العلماء مولانا حفیظ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، جنہیں دارالعلوم ندوۃ العلماء کے اولین صدر مدرس ہونے کا امتیاز حاصل تھا۔ تمام درسی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

علوم کی تکمیل انہی سے کی اور اپنے عالی قدر استاذ کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ مولانا ابو علی اثری کے بقول اس کی تصویر الفاظ میں نہیں کھینچی جا سکتی۔ ہمارے موجودہ دور کے طلباء کو مولانا ابو علی اثری کے ان الفاظ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے جو انہوں نے استاذ کے احترام کے بارے میں تحریر فرمائے ہیں۔ استاد شاگرد میں عمر کا کیا تفاوت تھا؟ یہ تو صحیح طور پر معلوم نہیں لیکن ہم کو جس قدر ان بزرگوں کا نیاز حاصل ہوا ہے، بہت بوڑھے ہو چکے تھے، لیکن عمر کی اس منزل میں پہنچ جانے کے باوجود مولانا عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد کی خدمت ایک سعادت مند نوجوان شاگرد کی طرح کرتے تھے۔ ان کو نہلاتے۔ ان کے بدن کی مالش کرتے، ان کا سر دابتے تھے۔ ان کے کپڑے دھوتے۔ ان کے لیے کنوئیں سے پانی لاتے، ان کے جوتے اٹھاتے اور یہ تمام خدمات اس ذوق وشوق اور والہانہ انداز سے کرتے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ یہ استاد شاگرد ہم مسلک اور درس نظامیہ کے شہرہ آفاق مدرس تو تھے ہی، ہم مذاق بھی تھے (بحوالہ کتاب: گلستان حدیث ص 196)

اسلاف علماء کا نام لکھنے میں ادب:

مولانا عبدالجلیل سامرودی رحمۃ اللہ علیہ ائمہ عظام اور علمائے کرام کا ذکر بے حد احترام سے کرتے تھے۔ مثلاً حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہیں لکھتے تھے بلکہ ان کیلئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ تحریر فرماتے تھے۔ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کو جو مشہور حنفی عالم ومصنف تھے، علامہ لکھنوی اور اہل حدیث عالم ومفسر نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ کیلئے نواب والا جاہ بھوپالی کے الفاظ رقم فرماتے، انکے اصل نام نہیں لکھتے تھے۔ اسی طرح مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو علامہ امرتسری مولانا حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا روپڑی، مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مولانا کھنڈیلوی مولانا عبدالروف جھنڈا نگری رحمۃ اللہ علیہ کو خطیب العلماء، مولانا عبدالعزیز میمن رحمۃ اللہ علیہ کو ادیب الھند علامہ عبدالعزیز میمن لکھتے۔ اپنے دور سے قبل کے اصحاب علم

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کا بھی اور اپنے معاصر علماء کا بھی وہ نہایت تکریم سے ذکر فرماتے تھے۔ مولانا سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے ان کے یہ الفاظ ہیں: حضرت مولانا عارف باللہ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (بحوالہ کتاب: گلستان حدیث ص:237)

تعویذ دینے والے سلفی بزرگ کا سکھوں میں احترام:

منڈا پنڈ اور اس کے قرب و جوار کے دیہات میں جانوروں کے گل گھوٹو کی بیماری پھیل گئی۔ جانوروں کا گلا گھٹتا، انہیں کھانسی آتی اور وہ مرجاتے۔ اس طرح لوگوں کی بہت سی بھینسیں، گائیں، اونٹ اور بھیڑ بکریاں مرگئیں۔ لوگ دعا اور دم وغیرہ کے لیے میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنے لگے۔ ان کے گاؤں میں سکھوں کی اکثریت تھی اور مال مویشی بھی زیادہ تر انہی کے تھے، جو گل گھوٹو کی بیماری سے مر رہے تھے۔ اس لیے وہ زیادہ تعداد میں میاں جان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے تھے۔ میاں صاحب دعا فرماتے، یا پانی پر دم کرتے، یا جانوروں کے گلے میں باندھنے کے لیے تعویذ دیتے اور اللہ کے فضل سے بیماری رفع ہوجاتی اور جانور تندرست ہوجاتے۔ اس طرح لوگوں میں میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا احترام بہت بڑھ گیا اور سکھ انہیں اوتار سمجھنے لگے۔

ہم عصر علماء کا بے حد احترام:

مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم، عالی قدر مدرس اور مشہور محقق تھے۔ اس کے ساتھ ہی نہایت متقی، عابد و زاہد اور طلباء کے انتہائی ہمدرد، اپنے عہد کے علمائے کرام کا بے حد احترام کرتے تھے۔ وہ بھی ان سے بہ درجہ غایت اکرام سے پیش آتے تھے۔ (بحوالہ کتاب: گلستان حدیث ص 322)

صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا احترام:

اوڈاں والا کے مدرسہ تعلیم الاسلام کے بانی حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مولانا

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

عبدالرشید راشد ہزاروی حفظہ اللہ بہت تعریف کرتے ہیں اور بے حد احترام سے ان کا نام لیتے ہیں (گلستان حدیث ص 422)

سنت کے مذاق پر تجدید ایمان کا حکم:

مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نماز کی امامت نہیں کراتے تھے۔ عام طور سے حافظ عبدالعزیز علوی کو جماعت کرانے کیلیے کہتے۔ ایک دن ان کے حکم کے مطابق انہوں نے عصر کی جماعت کرائی۔ نماز میں ایک نہایت متعصب حنفی نمازی بھی شامل تھے حافظ عبدالعزیز نے رفع یدین کی تو نماز کے بعد اس شخص نے مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نے ایسے شخص کو آگے کر دیا، جو نماز میں مکھیاں مارتا رہا۔ اس پر مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے کہا کہ ہم لوگ رفع یدین کو سنت نہیں قرار دیتے۔ لیکن یہ امام سنت سمجھ کر رفع یدین کرتا ہے، تم نے سنت کا مذاق اڑایا ہے، اس لیے اپنے ایمان کی تجدید کرو۔ مولانا عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاتھ سے سند لکھ کر حافظ عبدالعزیز علوی کو عنایت کی (گلستان حدیث ص 448)

نوٹ: حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ مولانا حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی علیہ الرحمہ کے فرزندِ ارجمند اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے شیخ الحدیث ہیں (از: مرتب)

تذکرہ علمائے بھوجیاں

مصنف: مولانا عبدالعظیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ

(ناظم دفتر جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان)

ناشر: محمدیہ دارالاشاعت قصور

مختصر تعارف:

مولانا عبدالعظیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں

facebook.com/Salfi.tasawuf

جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظمِ دفتر تھے۔ اپنے استاد شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر انہوں نے زیرِ نظر کتاب تصنیف فرمائی، جسے شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پسند فرمایا، کیونکہ اس کتاب میں ان کے آباؤ اجداد کا ذکرِ خیر بھی موجود ہے۔ کتاب کے دیگر تمام مضامین بھی نہایت قیمتی اور پڑھنے کے قابل ہیں مگر یہاں صرف ادب کے واقعات لکھنے پر اکتفاء کیا جارہا ہے (از: مرتب)

صاحبِ کرامت بزرگ کی لوگوں پر ہیبت:

مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی، پرہیز گار اور خشیت الٰہی کے پیکر تھے۔ ذکر خدا سے ہر وقت زبان تر رہتی۔ بڑے ہی باحیا، تہجد گزار اور شب زندہ دار تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کا بے حد شوق تھا۔ آپ صاحب کرامت ولی اللہ تھے۔ آپ کی شخصیت بڑی وجیہہ تھی۔ جس مجلس میں جاتے، لوگوں پر ایک نادیدہ ہیبت چھا جاتی۔ آپ جو فرماتے لوگ بطوع قلب قبول فرماتے۔ دیہات میں اکثر زمینداروں کی آپس میں لڑائیاں اور جھگڑے چلتے رہتے ہیں۔ اگر گاؤں میں کبھی لڑائی ہوجاتی اور آپ کو اطلاع پہنچتی تو آپ فوراً جائے واردات پر پہنچتے۔ فریقین جب دور سے آپ کو تشریف لاتے دیکھتے فوراً لڑائی چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں میں گھس جاتے۔ اس طرح جدال وقتال سے محفوظ رہتے (بحوالہ: تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۵۲)

سکھ بھی ان کا احترام کرتے:

گاؤں میں کسی محلے سے گزرتے تو عورتیں راستہ چھوڑ کر ایک طرف ہوجاتیں اور لوگ آپ کو دیکھ کر احتراماً کھڑے ہوجاتے۔ سفر میں بھی اکثر ایسا ہوتا کہ راستے میں سکھ بھی کھڑے ہو کر آپ کو سلام کرتے۔ غرضیکہ حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی ایک سچے اور حقیقی مسلمان کی زندگی تھی (بحوالہ: تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۵۴)

اہل حدیث ولی اللہ کی چوری کا وبال:

قاری محمد صدیق صاحب استاذ "مدرسہ حفظ القرآن فریدیہ قصور" کے والد ماجد

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

بیان کرتے ہیں کہ حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی رحمۃ اللہ علیہ کے والد حافظ محمد عظیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مویشی کھیتوں کے باڑے میں ہی چھوڑ آتے۔ آیت الکرسی پڑھ کر باڑے پر پھونک دیتے اور رات کو گھر آ جاتے۔ مویشی جن میں بیل بھینسیں اور گائیں وغیرہ ہوتیں، رات کو اکیلے باہر رہتے اور نقصان نہ ہوتا۔ بلکہ اور لوگوں کے مویشی گاؤں سے چوری ہو جاتے۔ ایک دفعہ ان کے باڑے سے بھی ایک مشہور چور جو علاقے میں بدنام تھا، ان کی بھینس چوری کر کے لے گیا۔ جب آپ کو خبر ہوئی تو بالکل پریشان نہ ہوئے بلکہ کہا کہ میں نے اسے معاف کر دیا۔ لوگ کہتے رہے کہ بھینس تلاش کریں، لیکن آپ نے کوئی توجہ نہ کی۔ اِدھر جو چور بھینس لے کر گیا تھا، گھر جا کر سخت اذیت میں مبتلا ہو گیا۔ خون کے دست اور قے آنے شروع ہو گئے۔ جب زیادہ تنگ ہوا تو لوگوں نے کہا کہ تم نے ایک بزرگ کی بھینس چوری کی ہے، یہ اس کی بد دعا کا اثر ہے۔ گھر والوں نے اسے ایک چارپائی پر ڈالا اور اسے اٹھا کر میر محمد لے آئے۔ ساتھ بھینس بھی لیتے آئے۔ عجیب منظر تھا، آگے آگے چارپائی تھی اور پیچھے پیچھے بھینس چلی آ رہی تھی۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر منت سماجت کرنے لگے کہ دعا کریں، اسے آرام آ جائے اور اپنی بھینس لے لیں۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے تو اسے اسی روز معاف کر دیا تھا، مگر معلوم ہوتا ہے، خدا نے اسے معاف نہیں کیا۔ پھر اس کے لیے دعا کی اور وہ صحت یاب ہو گیا۔

(بحوالہ کتاب: تذکرہ علمائے بھوجیاں ص ۲۵۵)

"علمائے اہل حدیث کے آزمودہ عملیات"

مرکز روحانیت و امن کی شائع کردہ ایسی عمدہ کتاب، جس میں سلفی علماء کے شرک و بدعت سے پاک وظائف و عملیات سلفی مصنفین و عاملین ہی کی زبانی جمع کر دیے گئے ہیں۔ ہر وظیفہ مستند، ہر عمل پُر تاثیر۔ جادو، جنات، نظر بد، گھریلو پریشانیوں اور کاروباری الجھنوں میں دھنسے ہوئے مایوس لوگوں کیلئے امید کی سچی کرن، رزق میں برکت دلوانے اور فتوحات کے دروازے کھلوانے والے تجربہ شدہ عملیات (قیمت 400 روپے)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

ابقاء المنن بالقاء المحن (خودنوشت سوانح حیات)

مصنف: نواب سید محمد صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور

مختصر تعارف:

نواب والا جاہ سید محمد صدیق حسن خاں قنوجی رحمۃ اللہ علیہ، دارالدعوۃ السلفیہ کے مؤسس شیخ الحدیث مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمۃ اللہ علیہ کی محبوب شخصیت، راہنما بلکہ وہ ان کو مینارۂ نور جانتے ہوئے ان سے بے انتہا عقیدت رکھتے تھے۔ اس لیے کہ نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم، وقت اور مال کو جس طرح علوم قرآن وحدیث کی اشاعت کیلئے صرف کیا اور صدیوں سے پوشیدہ کتب تفاسیر واحادیث کو منظر عام پر لائے، وہ ان کے اس جذبہ وعمل کو نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، بلکہ حسب استطاعت وتوفیق اسی طریقے کو انہوں نے اپنے لیے مشعل راہ بنالیا۔ ان کی خودنوشت سوانح حیات میں سے ادب بھرے واقعات درج ذیل ہیں (از: مرتب)

حسب ونسب کی شرافت:

سید محمد صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: میں شریف النسب ہوں، لیکن یاد رہے کہ تقوی کے بغیر یہ شرف قطعاً نفع بخش نہیں ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا شجرۂ نسب محمد بن الحنفیہ بن الامام علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب تک ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "مما من اللہ بہ علی شرف نسبی" اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو احسان فرمائے ہیں ان میں سے ایک شرفِ نسب بھی ہے۔ میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین تینتیس نفوس کا واسطہ ہے۔ اور ان میں سے آٹھ ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم ہیں۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM | Vebuka.com | با ادب اہل حدیث

قرآن وحدیث میں فضائل اہل بیت رضی اللہ عنہم:

میں نے اپنے نسب کو جو شریف لکھا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کو تطہیر کی بشارت دی ہے اور انسان کا سب سے بڑا اشرف یہی ہے کہ وہ مطہر ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوقت صبح باہر تشریف لائے۔ اس وقت سیاہ بالوں کا منقش کمبل زیب تن تھا۔ اتنے میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کمبل میں چھپالیا۔ پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کرلیا۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، انہیں بھی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں بھی اس کمبل میں داخل کرلیا اور فرمایا: "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔" (الاحزاب:۳۳) "اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کردے اور تمہیں بالکل پاک صاف کردے۔" اس حدیث میں گویا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ چاروں اور ان کی اولاد قرآن مجید کی نص کے ساتھ اہل بیت کے نام سے موسوم ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت شریفہ "ندع ابناء نا وابناء کم" نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: اللھم ھولاء اھلی "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں (رواہ مسلم:۳۲/۰۴۲۴۰۴ والترمذی:۲۹۹۹)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا شرف واکرام:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یا فاطمۃ اما ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اھل الجنۃ

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 137/273

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

اونساء المومنین (متفق علیہ، بخاری: ۳۶۲۴، مسلم: ۹۹/ ۲۴۵۰) اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! تو اس بات سے خوش نہیں کہ تو اہل جنت کی عورتوں یا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ) مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو جائے۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی (ترجمہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا ٹکڑا ہے، جو اسے ناراض کرے، گویا اس نے مجھے ناراض کر دیا (متفق علیہ، بخاری: ۳۷۶۷۔ مسلم: ۹۴/ ۲۴۴۹)

حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے مناقب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں تشریف لے آئے اور فرمایا: کیا یہاں لکع ہے؟ کیا یہاں لکع ہے؟ لکع کے معنی ہیں چھوٹا بچہ، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حسن حسین رضی اللہ عنہما سے تھی۔ اچانک وہ بھی دوڑتے ہوئے آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گلے لگا لیا۔ پھر فرمایا: اللھم انی احبه فاحبه و احب من یحبه اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے اُن سے بھی محبت کر (بخاری: ۵۸۸۴۔ مسلم: ۵۷/ ۲۴۲۱) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اہل بیت رضی اللہ عنہم کے حق میں دعا ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی کام کی غرض سے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اُٹھا رکھا تھا۔ مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیا ہے۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو عرض کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیا اٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا کھولا تو حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "هذان ابنای و ابنا ابنتی اللهم انی احبهما فاحبهما و احب من یحبهما" (ترجمہ) یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے لخت جگر ہیں۔ اے اللہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 138/273

میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت رکھے، اس سے بھی محبت فرما (رواہ الترمذی:۳۷۶۹) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہے۔ اگر چہ اولادِ دختر اپنی اولاد نہیں ہوتی لیکن یہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "ای اهل بيتك احب" آپ کو اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحسن والحسین (رضی اللہ عنہما) (رواہ الترمذی)

حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو سونگھنا:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "ادعی لی ابنی" میرے بیٹوں کو تو ذرا بلاؤ۔ جب وہ آجاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سونگھتے اور گلے سے لگاتے (رواہ الترمذی:۳۸۸۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا کرتے تھے "هما ريحاني من الدنيا" (رواہ البخاری:۳۸۵۳) کہ یہ دونوں میرے لیے دنیا (کی چیزوں میں سے) خوشبودار پودوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اہل بیت رضی اللہ عنہم کا دشمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انا حرب لمن حاربهم وسلم لمن سالمهم۔ "جو ان سے لڑائی کرے اس سے میری لڑائی اور جو ان سے صلح سے رہے اس سے میری بھی صلح ہے (رواہ الترمذی: ۳۸۷۰) اس حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم سے تھی۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة۔ "حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (رواہ الترمذی:۳۷۸۱)

facebook.com/Salfi.tasawuf

اللہ تعالیٰ کی محبت پانے کا اہم ذریعہ:

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حسین منی انا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط ''حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں، خدا اس سے محبت کرے جو حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے۔ حسین سباط میں سے ایک سبط ہیں۔(رواہ الترمذی:۳۷۷۵) سبط پوتے کو کہتے ہیں۔ سبط بہت سی شاخوں والے درخت کو بھی کہتے ہیں۔ اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کثرتِ نسل کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ احبونی بحب اللہ واحبوا اھل بیتی بحبی: مجھے اللہ کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہل بیت کو میری محبت کی وجہ سے محبوب سمجھو۔(رواہ الترمذی:۳۷۸۹)

محبتِ سادات، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے:

معلوم ہوا کہ محبتِ سادات، عین سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے در کعبہ پکڑے ہوئے ارشاد فرمایا: الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلك۔ ''خبردار! میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے۔ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہا، ہلاک ہوا(مستدرک حاکم:۳/۱۵۰)

اہل بیت رضی اللہ عنہم کے متعلق اللہ سے ڈر جاؤ:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ و مدینہ کے درمیان بئر خم کے مقام پر خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور وعظ وتذکیر کے بعد فرمایا: ''الا ایھا الناس فانما انا بشر یوشك ان یاتینی رسول ربی فاجیب و انا تارك فیکم الثقلین اولھما

WWW.UBGARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

كتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب الله واستمسكوا به فحث على كتاب الله و رغب فيه ثم قال و اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي۔ (رواه مسلم: ۳٦/۲۴۰۸) ”لوگو! میں ایک انسان ہوں، ممکن ہے کہ جلد ہی میرے پاس میرے رب کا پیامبر آ جائے تو میں دعوت کو قبول کر لوں۔ میں تم میں دو مضبوط گراں قدر چیزیں چھوڑ کر رخصت ہو رہا ہوں۔ ان میں سے ایک کتاب اللہ ہے، جس میں ہدایت و نور ہے لہٰذا کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھام لو۔ الغرض آپ ﷺ نے کتاب اللہ کی طرف بہت توجہ دلائی۔ پھر فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ اپنے اہل بیت کے متعلق میں تمہیں خدا سے ڈراتا ہوں۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے قرآن مجید اور اہل بیت کو ”ثقلین“ قرار دے کر دونوں کو ایک ہی سلک میں منسلک فرما دیا ہے۔ اہل بیت کیلئے یہ نہایت شرف کی بات ہے۔

اہل بیت رضی اللہ عنہم کو بھی مضبوطی سے تھام لو:

حضرت زید رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

HÐò ˝ÉGæ½ČąÐ ˆČÁ ÙČ⁄Ð˝ ´č ČÃ Ëu A4˝¼ ˝□

احدهما اعظم من الآخر كتاب الله حبل ممدود من السماء الى الارض و عترتي اهل بيت و لن يتفرقا حتى يردا على الحوض فانظروا كيف تخلفوني فيهما۔ (رواه الترمذي: ۳۷۸۸)

”میں تم میں وہ کچھ چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر انہیں مضبوطی سے تھام لو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ ایک کتاب اللہ ہے جو اللہ کی آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ایک رسی ہے اور دوسری میری اولاد ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ مجھے حوض کوثر پر آ ملیں گے۔ سو خیال رکھو کہ تم میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو حج کے موقع پر عرفہ کے دن قصواء اونٹنی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا: یایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی۔ لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر مضبوطی سے اسے تھامے رکھو گے تو گمراہ نہ ہو گے اور وہ کتاب اللہ ہے اور میرے اہل بیت میری اولاد ہیں (رواہ الترمذی: ۳۷۸۶)

یہ فضائل نسل در نسل چلیں گے:

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہل بیت کے یہ مناقب حسنین، فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص ہیں یا ان کی اولاد کو بھی شامل ہیں۔ جمہور کے نزدیک وہ فضائل جو خاص اُن کے نام پر آئے ہیں۔ مثلاً ''حسن و حسین رضی اللہ عنہما جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔'' وہ تو متجاوز نہیں۔ لیکن وہ الفاظ جو بصیغۂ عموم آئے ہیں، وہ متجاوز ہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قیامت تک کی اولاد کو شامل ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے امام مہدی علیہ السلام کو اہل بیت میں سے قرار دیا ہے۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ اور ان کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ اور حسب و نسب کا ایک عظیم سلسلہ ہے۔ جب وہ آلِ رسول ہیں تو وہ سادات جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ سے تا ظہورِ مہدی دنیا میں گزر چکے ہیں یا گزریں گے یا فی الحال موجود ہیں، قلت وسائط کے باعث بالاولیٰ اہل بیت میں داخل ہیں۔ (بحوالہ کتاب: ابقاء المِنَن بِالقاء المِحَن: ص: ۲۶ تا ۳۲)

اسلاف کی طرح مکمل اہل حدیث بنیں:

قارئین! درج بالا مضمون پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی تھا، جب ہمارے علماء و مصنفین اس موضوع پر بات کرنا سعادت سمجھتے تھے۔ اب عرصہ گزرا، کسی مسجد میں اس عنوان پر درس ہی نہیں دیا جاتا۔ نہ ہی اہل حدیث حضرات کو حضور ﷺ کی آل سے محبت پر ابھارا جاتا ہے۔ حالانکہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

محبت ایمان کا حصہ ہے، مگر اس کے باوجود ہم نے کبھی اس طرف توجہ ہی نہیں کی۔ انگلیوں پہ گنے صرف چند احباب ہوں گے، جنہوں نے اس قیمتی موضوع کو اپنے دروس وخطبات میں اہمیت دی یا اس پر قلم اٹھایا۔ کیا ہم صحیح احادیث میں بیان کیے گئے ان فضائل پر یقین نہیں رکھتے؟ کیا ہمیں اہل بیت کے ساتھ محبت کی ضرورت نہیں رہی؟ کیا محبتِ الٰہی اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہم نے اس میدان کو بھی خالی چھوڑ دیا ہے؟ ہمارے پاس ایسی کون سی دلیل آ گئی ہے، جس کے بعد ہم نے اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت والے باب ہی کو بند کر دیا؟ ہمیں ایمان کی ایسی کون سی خوشبو مل گئی ہے، جس کے بعد ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوؤں (حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما) کا تذکرہ کرنا ہی چھوڑ دیا؟ خدارا اپنی اصل راہوں کی طرف واپس پلٹ آئیں اور اسلاف کی طرح سچے اور مکمل اہل حدیث بن جائیں (از: مرتب)

ائمہ دین رحمہم اللہ کا خادم:

اگر میں اپنے آپ کو محض سُنّی کہوں تو بھی بالکل سچ ہے۔ ائمہ اربعہ اور دیگر ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ اجمعین کا محب اور خادم ہونے کی حیثیت سے اگر میں اپنے آپ کو ان میں سے کسی امام کی طرف منسوب کروں تو بھی درست ہے (ابقاء المنن بالقاء المحن: ص:۶۸)

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا دفاع:

قارئین! عمدۃ المفسرین، زبدۃ المحدثین نواب سید محمد صدیق الحسن خان بھوپالی رحمہ اللہ علمائے اہل حدیث میں وہ عظیم ہستی ہیں، جن کی وجہ سے پورے ہندوستان میں اہل حدیثیت پھیلی، قرآن کی تفسیر اور احادیث کی شرح کو فروغ ملا اور لوگوں پر صحیح اسلامی تصوف کی حقیقت واضح ہوئی۔ ہمارے سلفی مؤرخین کی تحقیق کے مطابق حضرت نواب صاحب مرحوم نے تقریباً تین سو کتب لکھی تھیں، جن کی وجہ سے آخر کار انگریز حکومت نے انہیں وہابی کہہ کر طرح طرح کے مصائب سے دوچار کیا۔ انہی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

الزامات کی تشریح کرتے ہوئے نواب صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ: رحماً بالغیب مجھ پر یہ طوفان بھی باندھا گیا کہ میں خدانخواستہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے حق میں عموماً اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں خصوصاً بے ادب اور نامہذب ہوں۔ حالانکہ یہ محض افتراء ہے۔ اس کی تکذیب کیلئے میرا رسالہ ''جلب المنفعۃ'' ہی کافی ہے۔ اگر میں ایسا ہوتا تو اپنی کتب میں ہرگز کسی حنفی مسئلہ کو ترجیح نہ دیتا، حالانکہ ''مسک الختام'' اور ''شروح تجریدات صحیحین'' وغیرہ میں بہت جگہ میں نے مذہب امام عالی مقام رحمۃ اللہ علیہ کو راجح لکھا ہے اور دوسرے مذہب کو مذہب مرجوح یا ضعیف یا مردود قرار دیا ہے۔ میں نے تو کسی کتاب میں بھی مقلدین مذاہب کے حق میں زبان قلم سے طعن و تشنیع کا کوئی لفظ نہیں نکالا۔ چہ جائے کہ حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے حق میں کوئی نازیبا کلمہ استعمال کروں۔ سبحنك هٰذا بهتان عظيم۔ میرا چاروں ائمہ فقہ، جمیع محدثین، جملہ علماء دین کے حق میں اسی طرح کا اعتقاد ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور تمام سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے حق میں ہے۔ اگرچہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ خدا کے نزدیک ان کے تفاضل درجات کیا ہیں؟ میں ان سب کے حق میں بے ادبی کو سم قاتل اور زہر ہلاہل جانتا ہوں۔ میں بحمدہٖ تعالیٰ ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ دنیا کے کتوں سے ڈر کر تقیہ کروں۔ اگر ایسا ہوتا تو آج مجھے ان آفتوں کا کیوں سامنا کرنا پڑتا؟ اور نہ میں ریاکار ہی ہوں، اس لیے کہ ریاکاری تو مال و جاہ اور عزت کے حصول کیلئے ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے حوصلہ و ہمت سے بڑھ کر دے رکھا ہے، مجھے تحصیل حاصل سے کیا فائدہ؟ بے شک میں اس وقت تک کسی کی مجرد رائے اور اجتہاد کو نہیں مانتا جب تک کہ اسے دلیل سنت کے موافق نہ پاؤں، خواہ اس کا تعلق علم ظاہر سے ہو یا علم باطن سے۔ یہ طریقہ حلت و حرمت کے مسائل میں مطرد ہے۔ اور اصولِ عقائد میں متحد۔ رہے وہ امور جن کا تعلق ان دونوں اقسام میں سے کسی کے ساتھ بھی نہیں۔ وہاں میں معانی آیات و احادیث میں

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

جملہ علماء اکابر، صلحا، اور ائمہ سلف کے اقوال واحوال پر اعتماد کرتا ہوں۔ خواہ علماء حنفیہ ہوں یا شافعیہ، حنابلہ ہوں یا مالکیہ، علماء صوفیہ ہوں یا مشائخ طریقت۔ عوام بلکہ خواص جہلاء کا میرے متعلق یہ گمان کہ میں کسی عالم یا ولی اللہ کے حق میں بے ادب ہوں، بالکل گناہ محض ہے۔ (ابقاءُ المِنن بِالقاءِ المِحَن: ص:۱۹۱۔۱۹۲)

فتاویٰ اہل حدیث

مرتب: حضرت حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: ادارہ احیاء السنۃ۔ سرگودھا

قارئین! حضرت حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ دینے میں انتہائی بلند مقام ہے۔ جماعتِ اہل حدیث کے پرانے بزرگوں میں ابھی تک ایک بات زبان زدعام ہے کہ فتویٰ روپڑی علماء کا، تقویٰ لکھوی علماء کا اور شان وشوکت غزنوی علماء کی۔ حضرت حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے عقیدہ وحدت الوجود اور علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سوال پوچھا تو انہوں نے ایسا بہترین جواب عنایت فرمایا، جس سے نہ کسی کی بے ادبی ہوئی، نہ ہی حق بات کو چھپانے کا گناہ لازم آیا۔ ملاحظہ فرمائیں (از: مرتب)

عقیدۂ وحدت الوجود اور علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ:

وحدت الوجود کا مسئلہ کتاب وسنت کے واضح اور صریح نصوص کی بنیاد پر بے شک وشبہ کفر ہے۔ لیکن ہم متعین طور پر اس کے قائل اولیائے کرام کو خواہ وہ مغلوب تھے یا ماؤل، کافر نہیں کہہ سکتے بلکہ اگر نظر غور سے دیکھا جائے کہ جو لوگ اتباع اور متبعین پر طعن یا سب وشتم کرتے ہیں وہ بڑی خطرناک حالت میں ہیں، اس لیے کہ یہ طعن درحقیقت شارع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچتا ہے۔ گو بعض افرادان متبعین کے ریاکار یا خطاوار ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں بے ادبی کفر صریح ہے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا مرتد اور واجب القتل ہو جاتا ہے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 145/273

اختلاف کرنے میں بھی ادب کی ضرورت:

سوال:۔ابن عربی کے اچھا ہونے کی نسبت علماء مختلف میں فیصلہ کن بات کیا ہے؟

جواب:۔ جس طرح مسائل میں علماء کا اختلاف ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی کسی کی نسبت فتویٰ لگانے میں بھی اختلاف رائے ہو جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان کی حالت ہمیشہ ایک نہیں ہوتی۔ ایک وقت انسان سے لغزش ہو جاتی ہے تو دوسرے وقت رجوع کر لیتا ہے۔ کسی کو رجوع کا پتہ لگتا ہے، کسی کو نہیں لگتا۔ جس کو لگ گیا اس نے اس پر نیک گمان کیا اور دوسرا بدستور بدگمان رہا۔ کبھی غلطی پر اطلاع نہیں ہوتی تو انسان اسی طرح غلطی پر گزر جاتا ہے۔ جن کو حالات کا پورا علم نہیں ہوتا وہ تو صرف غلطی دیکھ کر بدگمان ہو جاتے ہیں اور جو پورے واقف ہوتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ دیدہ ودانستہ اس غلطی پر نہیں تھا۔ بلکہ اس کا باعث بے خبری تھی اور کبھی ایک بات ایک کی نظر میں گمراہی ہوتی ہے دوسرے کی نظر میں گمراہی نہیں ہوتی۔ اس لیے بھی فتویٰ میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ غرض اس قسم کے وجوہات پیدا ہو کر اختلاف رائے کا باعث بن جاتے ہیں اور بعض دفعہ ہٹ دھرمی کے طور پر بھی کسی کو اچھا برا کہا جاتا ہے۔ اب ہمیں اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیے؟ جو بات ان کی غلط ہے اس کو غلط کہنا چاہیے اور ان کی ذات کی نسبت اس آیت پر عمل کرنا چاہیے۔ تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعلمون یہ امت یقیناً گزر چکی۔ اس کے لیے ہے جو کچھ اس نے کمایا اور تمہارے لیے ہے جو کچھ تم نے کمایا اور تم ان کے عمل سے نہیں پوچھے جاؤ گے (عبداللہ امرتسری روپڑی ۹ فروری ۱۹۶۰)(بحوالہ کتاب: فتاویٰ اہلحدیث ج1 ص 43)

نماز پڑھنے کا صحیح ادب کیا ہے؟

سوال:۔ کیا ننگے سر نماز جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر پر ٹوپی رکھتے تھے؟ اگر

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | Vebuka.com | با ادب اہل حدیث

ہاں تو نماز کے وقت زمین پر یا جیب میں رکھ کر ننگے سر نماز پڑھتے یا ٹوپی پہن کر؟

جواب: عام حالت سلف یہی تھی کہ وہ پگڑی اور ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھتے۔

(بحوالہ کتاب: فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص 17)

درود پڑھتے ہوئے "سیدنا" کا اضافہ:

سوال: زید کہتا ہے: "اللھم صلّ علی سیدنا محمد و علی اٰل سیدنا محمد وبارک وسلم" یہ درود پڑھنا جائز نہیں کیونکہ سید کا لفظ کسی حدیث میں نہیں آیا۔ اس واسطے یہ منع ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ یہ درود پڑھنا جائز اور درست ہے۔

جواب: حدیث میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تلبیہ میں بعض الفاظ اپنی طرف سے زیادہ کر دیا کرتے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو کچھ زیادہ کیا، وہ جائز ہے۔ لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ پر اکتفاء کرنا مجھے زیادہ محبوب ہے۔ اس بنا پر اگر جائز لفظ بڑھا لے تو کوئی حرج نہیں۔ ہاں بہتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پر اکتفاء ہے اور سید کا لفظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جائز ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ "انا سید ولد ادم یوم القیمۃ" (مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی "میں اولاد آدم کا سردار ہوں قیامت کے دن" بہر حال جواز میں تو کوئی شبہ نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ زیادہ نہ کرے (عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۲ شوال ۱۳۵۸ھ۔ ۲۴ نومبر ۱۹۳۹ء)

سنت سے محبت یا تقلید پر عمل؟

قارئین! درج بالا سطر میں حضرت محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کو سر ڈھانپنے یا ننگے سر نماز پڑھنے پر محمول کیا جائے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا صرف جائز ہونے کی حد تک مقید تھا، جبکہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا افضل اور مسنون عمل ہے، جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ساری زندگی اپنائے رکھا۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

صرف ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کپڑا ہونے کے باوجود محض اس لیے ننگے سر نماز پڑھی، تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اگر کبھی مجبوری کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنی پڑ جائے تو ایسا کر لینا، نماز نہ چھوڑنا۔ اس حدیث میں بھی یہ وضاحت ہے کہ ان صحابی رضی اللہ عنہ کے ایسا کرنے پر لوگوں نے انہیں عجیب نظروں سے دیکھا، کیونکہ ننگے سر نماز پڑھنا شروع ہی سے قابل تعریف عمل نہیں رہا۔ چہ جائے کہ پوری مسجد میں ہی ننگے سر والوں کی بھرمار ہو جائے اور اس روش کی اصلاح کرنے والے پر طرح طرح کے فتوے لگائے جائیں۔ حالانکہ ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زندگی بھر کا مسنون عمل ہے، دوسری طرف صحابی رضی اللہ عنہ کی حکمت عملی، تو ہمارے لیے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا عمل سنت ہے۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل موجود ہوتے ہوئے ہم کسی کی تقلید نہیں کرتے، دوسری طرف خود ہی اس بات کی نفی بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ کن خواہشات پرستی کا نام ہم نے دین رکھ لیا ہے؟ کہ جو کام اپنی طبیعت کو پسند ہو، اسے ثابت کرنے کے لیے کمزور دلیل کا سہارا بھی لے لیا جائے اور جس عمل پر اپنی طبیعت ٹوٹ رہی ہو، اسے رد کرنے کے لیے صحیح احادیث کے دلائل کی بھی پرواہ نہ کی جائے۔ اللھم اھدنا وسددنا

سرکے میں شہد کی تاثیر:

حالانکہ پچھلے صفحے پر حضرت روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتویٰ بھی دیا ہے کہ تمام سلف صالحین کی حالت یہ تھی کہ وہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھتے تھے۔ اب یا تو حضرت روپڑی رحمۃ اللہ علیہ اہل حدیث نہیں تھے، جنہوں نے ایسا فتویٰ دیا، یا پھر ہم ان سے بڑے اہل علم ہو چکے ہیں، جنہیں ڈائریکٹ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم ملا ہوا ہے۔ ایک طرف تو ہم انہی اسلاف کی وجہ سے خود کو "سلفی" کہتے ہیں، دوسری طرف انہی اسلاف کے ساتھ ہمارے اعمال بھی نہیں ملتے۔ کیا صرف نام رکھ لینے سے ہی نجات ممکن ہو جاتی ہے؟ بھلا سرکے کی بوتل پہ شہد کا نام لکھ کر دیکھیں کہ سرکہ شہد کی تاثیر دیتا ہے یا نہیں (از: مرتب)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا احترام:

شیخ الکل، محدثِ کبیر میاں نذیر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی نسبت تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم انہیں اپنا سرتاج و پیشواء اور برسر حق سمجھتے ہیں اور ان میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے زیادہ قابل احترام سمجھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے۔ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کو ہم مانتے ہیں، چاروں کو ہم حق پر سمجھتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیشوا جانتے ہیں، ان کے بغض کو خلافِ شیوہ ایمان سمجھتے ہیں (بحوالہ کتاب: حیات الشیخ میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ص419 ناشر: پروفیسر محمد مبارک کراچی)

اَلعِلم وَالعُلَماء

مصنف: مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: ندوۃ المحدثین۔ گوجرانوالہ

قارئین! مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری رحمۃ اللہ علیہ کو نیپال میں جلیل القدر سلفی عالم دین مولانا عبیداللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے "خطیب الاسلام" کے خطاب سے نوازا گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جہاں بھی تشریف لے جاتے، وہاں ایک ہی درس میں ہزاروں لوگ توحید وسنت پر عمل کرنے والے بن جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات سن کر کئی لوگوں نے سود سے کمائی ہوئی رقم کو اپنے ہاتھوں سے جلا ڈالا۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب "چمنستان حدیث" میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات لکھے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ خطیب الاسلام کے بیانات میں ہمارے لیے کیسا درس ادب ہے (از: مرتب)

اساتذہ کا احترام:

استاد کا حق سب حقوق سے بڑھ کر ہے اور ہر مسلمان کو اس حق کا لحاظ ضروری ہے

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

اور استاد تو اس لائق ہے کہ ایک ایک حرف پر ہزاروں درھم نذر کئے جاویں۔ اب احترام اساتذہ پر چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

استاد کی جوتیوں کا ادب:

علامہ شبلی رحمہ اللہ نے "المامون" میں ابن خلکان کے حوالے سے لکھا ہے کہ خلیفہ مامون کے دو بچے "استاد فراء نحوی" سے تعلیم پاتے تھے۔ ایک بار وہ کسی کام کے لیے مسند تدریس سے اٹھا تو دونوں شہزادے دوڑے کہ جوتیاں سیدھی کر کے آگے رکھ دیں، چونکہ دونوں ساتھ پہنچ گئے تھے، اس لئے پہلے تو جھگڑا ہوا پھر خود ہی طے کر کے ہر ایک نے ایک ایک جوتی سامنے لا کر رکھی۔ مامون نے ایک ایک چیز پر پرچہ نویس مقرر کر رکھے تھے۔ اس واقعہ کو بھی پرچہ نویسوں نے پہنچایا۔ مامون کو جب اطلاع ہوئی تو فراء بڑی شان سے دربار میں طلب ہوا۔ مامون نے فراء سے کہا: سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ فراء نے کہا امیر المؤمنین۔ مامون نے کہا سب سے زیادہ معزز وہ ہے جس کی جوتیاں سیدھی کرنے پر امیر المؤمنین کے لخت جگر آپس میں جھگڑا کریں پھر خلیفہ مامون نے اہل دربار کو واقعہ سنایا اور استاذ و شہزادگان کو بھاری انعام دیا۔ اس واقعہ کو حافظ بخاری نے بھی فتح المغیث میں نقل فرمایا ہے (بحوالہ کتاب: العلم والعلماء ص ۱۴)

فضیلت والے کا مقام فضیلت والا ہی جانتا ہے:

قارئین! اس واقعے کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دن خلیفہ مامون الرشید نے امام یحییٰ بن زیاد فراء رحمہ اللہ کو اپنے شاہی دربار میں بلایا اور بڑے ادب سے سوال پوچھا: شیخ! آپ کی نظر میں اس وقت کی سب سے زیادہ معزز شخصیت کون ہے؟ امام یحییٰ بن زیاد رحمہ اللہ نے فرمایا: امیر المؤمنین خلیفہ مامون الرشید عباسی۔ یہ اس لیے فرمایا کیونکہ خلیفہ مامون الرشید ہاشمی خاندان کا چشم و چراغ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑا محدث اور بلند پایہ فقیہ بھی تھا اور اس دور کی اتنی بڑی سلطنت کا بادشاہ تھا، جس کے رعب

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

سے یورپ کے حکمران بھی کانپتے تھے۔لیکن خلیفہ مامون نے یہ بات سن کر کہا: نہیں شیخ ! اس وقت کی معزز ترین شخصیت وہ ہستی ہیں، جن کے جوتے اٹھانے کیلئے شہزادے بھی آپس میں الجھتے ہیں۔امام یحییٰ بن زیاد فراء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے امیر المومنین! میں نے انہیں کل اس لیے اپنے جوتے اٹھانے دیے تھے کیونکہ وہ دونوں استاد کا ادب کرنے کیلئے آگے بڑھے تھے۔ایک دفعہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کسی کام کی غرض سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک ان دونوں کی سواری کی رکابیں تھامے رکھیں، جب تک ان کا کام مکمل نہ ہوگیا۔ان کے جانے کے بعد کسی نے سوال کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں اور عمر میں بھی ان دونوں شہزادوں سے بڑے ہیں، اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے ان کا اتنا زیادہ اکرام کیوں کیا؟ فرمایا: فضیلت والوں کی قدرومنزلت فضیلت والے ہی جانتے ہیں۔یہ سن کر خلیفہ مامون الرشید نے کہا: شیخ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا: تین لوگوں کا احترام کرنے سے انسان کی عزت میں کبھی کمی نہیں ہوسکتی۔ 1: اپنے والد کا احترام ،2: اپنے استاد کا احترام اور تیسرا حاکمِ وقت کا احترام۔ پھر اس نے امام یحییٰ بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کو دس ہزار درہم کا ہدیہ صرف اس لیے دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میرے بچوں کو ادب سکھانے کا حق ادا کیا۔ساتھ ہی اپنے دونوں شہزادوں کو بھی انعام سے نوازا، کیونکہ انہوں نے اپنی شہزادگی کو روندتے ہوئے استاد کی جوتیوں کا ادب کیا تھا (از: مرتب)

(بحوالہ کتاب: اسلامی تاریخ کے ایمان آفریں واقعات، ص 321 مصنف: مولانا ابومسعود عبدالجبار حفظہ اللہ)

علماء واساتذہ کا ادب، حصول فیض کا ذریعہ:

محدث سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد کی نصیحت تھی کہ اپنے اساتذہ کی خدمت واطاعت کو واجب سمجھو۔ اسی لئے میں اساتذہ کی خدمت میں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

مشہور تھا۔ میرے والد کا مقولہ تھا: لن یسعد بالعلماء الا من اطاعھم فاطعھم تسعد واخدمھم تقتبس من علمھم۔ یعنی علماء واساتذہ سے وہی فیض اٹھائے گا جو ان کی خدمت کرے گا (تہذیب الاسماء جلد اول ص ۲۲۵) (بحوالہ: العلم والعلماء ص ۱۵)

ادب پر ایک تاریخی واقعہ

خلیفہ ہارون الرشید نے شہزادہ مامون کی تعلیم کے لئے یزیدی جیسے مجتہد فن کو مقرر کیا تھا۔ ایک دن یزیدی حسب معمول آیا تو مامون اس وقت محل میں تھا۔ خدام نے یزیدی کے آنے کی اطلاع دی مگر کسی وجہ سے مامون کو کچھ دیر ہوگئی۔ مامون جب باہر آیا تو یزیدی نے چھ سات بید رسید کئے۔ اتنے میں خادموں نے وزیر سلطنت جعفر بن یحییٰ برمکی کے آنے کی اطلاع کی۔ مامون فوراً آنسو پونچھ کر فرش پر بیٹھ گیا اور حکم دیا " آنے دو" جعفر حاضر ہوا اور دیر تک باتیں کرکے واپس چلا گیا۔ یزیدی نے پوچھا: صاحبزادے! کچھ میری شکایت تو نہیں کی؟ تو مامون نے سعادت مندی کے لہجہ میں کہا۔ استغفر اللہ! میں اپنے والد ماجد ہارون الرشید سے تو کہنے کا نہیں، جعفر سے کیا کہوں گا؟ کیا میں نہیں سمجھتا کہ اس تادیبے مجھے کس قدر فائدے پہنچیں گے (بحوالہ: تاریخ الخلفاء ص ۳۲۶) اس واقعہ کو حافظ ذہبی اور علامہ یافعی نے بھی تذکرہ اور مرأۃ الجنان میں قلم بند کیا ہے۔ (بحوالہ کتاب: العلم والعلماء ص ۱۵)

استاد کا پانی بھرنے کی سعادت:

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ جو فن حدیث کے مدوّن اول ہیں۔ وہ اپنے استاد کی بے انتہا خدمت کرتے۔ درس حدیث حاصل کرنے سے پہلے اپنے استاد کا ایک باغ سینچتے اور کنویں سے ڈول بھر بھر کر نکالتے اور یہ عمل روزانہ کرتے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

اساتذہ کے احترام میں بے مثال شخصیت:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ احترام اساتذہ میں بھی بے نظیر تھے۔ فرماتے ہیں: میری

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___

عمر گزر گئی، لیکن اس مدت میں میں نے ایسی نماز نہیں پڑھی، جس میں والدین کے ساتھ ساتھ اساتذہ کے لئے دعا نہ کی ہو (العلم والعلماء ص ۱۷، بحوالہ تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۶۱۸)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا ادب:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کا انتقال ہو گیا تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس تعزیت میں گئے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال فرمایا اور تکریم و تعظیم کرتے ہوئے حضرت الامام رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جگہ پر لا کر بٹھایا اور خود سامنے بیٹھ گئے۔ کچھ لوگوں نے اختلاف مسلک کے باوجود اس طرح برتاؤ پر تعجب کا اظہار کیا، تو سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے ان کے علم کا احترام لازم ہے۔ اگر اس کا لحاظ بھی نہ کروں تو مجھے ان کی فقاہت کا لحاظ لازم ہے۔ اگر اس کا بھی لحاظ نہ کروں تو مجھے عمر میں ان کے بڑے ہونے کا احترام ضروری تھا۔ اگر اس سے بھی صرفِ نظر کر لوں تو پھر ان کے ورع و تقویٰ و تدین کا لحاظ لازم ہے۔ (العلم والعلماء ص ۳۸، بحوالہ تہذیب الاسماء ج ۲ ص ۲۲۰)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا ادب:

خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مقام رقہ میں ملکہ زبیدہ بھی موجود تھی، اتفاق سے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری رقہ میں ہوئی۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد پر ایک شور و غل کی آواز بلند ہوئی۔ ملکہ زبیدہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حافظ الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ رقہ میں آ رہے ہیں۔ اہل شہر ان کے استقبال میں بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ ملکہ نے فرمایا ”ھذا واللہ الملک“ اللہ کی قسم! بادشاہ تو ان کو کہتے ہیں، جن کے سامنے ہارون الرشید کی بادشاہت ہیچ ہے کیونکہ ان کی تکریم و تعظیم میں ہر آدمی بے تابی اور اشتیاق سے دوڑ رہا ہے اور ہارون الرشید کی آمد پر آدمی صرف پولیس و حکام کے ڈر سے آتے ہیں۔

(العلم والعلماء ص ۳۸، بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۱۰)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

نابینا محدث کا ادب:

حضرت ابومعاویہ الضریر رحمۃ اللہ علیہ ایک نابینا محدث تھے۔ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے ابومعاویہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی احادیث کا سماع کیا تھا۔ ایک دن کا حال ابومعاویہ نے حضرت علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ) سے اس طرح بیان کیا کہ کھانا کھا کر میں جب فارغ ہوا تو ہاتھ دھونے لگا۔ میں تو نہ سمجھ سکا کہ میرا ہاتھ کون دھلا رہا ہے۔ لیکن ہارون نے خود پوچھا کہ مولانا آپ کا ہاتھ کس نے دھلایا ہے؟ فرمایا مجھے کیا علم ہو سکتا ہے؟ ہارون نے کہا میں نے آپ کا ہاتھ خود ہی دھلایا ہے اور آپ کے علم کا احترام ہی میرے پیش نظر ہے (العلم والعلماء ص ۳۸، بحوالہ تاریخ خطیب ج ۴ ص ۹)

ہمیشہ باادب ہی بانصیب ہوتا ہے:

طالب علم اور علم شناس حضرات اسے غور سے پڑھیں: حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں عزت اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے یہ چیزیں نہایت ضروری ہیں۔

1۔ طالب علم کی نیت کا صحیح ہونا۔

2۔ استاد کا ایک ایک حرف کمال توجہ سے سننا۔ اس کے بعد خوب غور و خوض سے مضامین کا دل میں اتارنا اور اس کے بعد اس کا محفوظ کر لینا۔

3۔ دیندار ہونا، جھوٹ کبھی نہ بولنا، گناہ اور بدی کے قریب نہ جانا کیونکہ علماء نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ سے انسان سئی الحفظ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان مشہور ہے کہ میں نے اپنے استاد محترم سے شکایت کی کہ جو کچھ بھی یاد کروں، بہت جلد حافظے سے نکل جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: گناہوں سے اپنا دامن صاف کر لو۔ پس اس کے بعد میرا حافظہ بہترین ہو گیا۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

4: استاذ کو کبھی آزار نہ پہنچانا، اپنے عمل سے، اپنی زبان سے، اپنے اعضاء کے حرکات وسکنات سے استاذ کو رنجیدہ نہ کرنا۔ حتیٰ کہ استاد سے کسی بات میں "کیوں" بھی نہ کہنا اشد ضروری ہے۔ ایسا طالب بے ادب اور بے نصیب رہے گا۔ مقولہ مشہور ہے باادب بانصیب۔ اسی طرح ''خزینة الاسرار'' میں ہے ''من قال لاستاذہ لِمَ فھو لایفلح ابدا''۔ جس نے اپنے استاد سے کہا ''کیوں'' وہ سن لے کہ فلاح وبھلائی اسے حاصل نہیں ہوسکتی (دیکھو خزینۃ الاسرار فی مجالس الابرار ص ۵۴۷)

امام طاؤس یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عالم دین کی توقیر وتعظیم سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے، بلکہ عالم بمنزلہ والد کے ہے۔ اس کی تعظیم خود علم کی تعظیم ہے۔ ایک بزرگ نے تعظیم استاذ کے سلسلے میں لکھا کہ جب تمہارے کوئی استاد تمہارے یہاں آئیں تو ان کے ہاتھ کو بوسہ دو اور اونچی اور معزز جگہ پر ان کو بٹھاؤ اور تمیز وادب سے پیش آؤ اور ان کی ضروریات کو معلوم کرو اور حتیٰ الامکان چھوٹی بڑی ہر ضرورت کو پورا کردو (فتح المغیث ص ۳۲۴) (بحوالہ کتاب: العلم والعلماء ص ۶۶ تا ۶۸)

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جنات میں ادب:

(مشہور زمانہ کتاب "سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ" کے مصنف) قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ادب نہ صرف انسان بلکہ جنات بھی کرتے۔ چنانچہ یہ سچا واقعہ ہے کہ ایک شخص کی بیوی کو آسیب ہوتا تھا۔ بے چارے شوہر نے کئی حکیموں اور عاملوں سے رجوع کیا، مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر وہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کرکے تعویذ طلب کیا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میں تعویذ تو نہیں دیا کرتا البتہ آپ ان سے میرا اسلام کہیں اور یہ پیغام دیں کہ اللہ کے بندے کسی غریب کو ستانا اچھی بات نہیں۔ شاید وہ مان جائیں۔ وہ صاحب یہ سن کر چلے گئے، گھر پہنچے تو دیکھا کہ جن آیا ہوا ہے اور بیوی کا برا حال ہے۔ وہ اسی وقت اس سے مخاطب ہوئے اور کہا

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

قاضی محمد سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے۔ اتنا سنتے ہی عورت کی چیخ نکل گئی اور پھر جن کہنے لگا اگر تم ان کا پیغام نہ لاتے تو میں کبھی اس کا پیچھا نہ چھوڑتا۔ مجھے ان کے نام سے شرم آتی ہے، اس لیے اب رخصت ہوتا ہوں۔ چنانچہ وہ عورت تندرست ہو گئی (بحوالہ کتاب: مہر نبوتؐ ص10)

مچھلیوں میں ولی اللہ کی میت کا ادب:

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی! جب تو مجھے اپنے پاس بلائے تو مالی لحاظ سے میں تہی دامن ہوں۔ ان کی دعا اللہ نے قبول فرمائی اور ان کا انتقال ایسے ہی حالات میں اس وقت ہوا، جب وہ دوسرے حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہو کر وطن واپس آ رہے تھے۔ انہوں نے دورانِ سفر بحری جہاز پر وفات پائی۔ نماز جنازہ مولانا سید اسماعیل غزنوی رحمۃ اللہ علیہ مرحوم نے پڑھائی اور بعد ازاں ان کی نعش سمندر کی لہروں کے سپرد کر دی گئی۔ اس موقع پر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ تا حد نظر ان کی نعش سمندر کے سینے پر بہتی چلی جا رہی ہے اور کسی سمندری جانور کو اسے نقصان پہنچانے کی جسارت نہ ہوئی، حالانکہ یہ بات عموماً مشاہدے میں آئی ہے کہ جونہی کوئی انسانی نعش سمندر میں گرتی ہے، مگرمچھ اور بڑی بڑی مچھلیاں اس پر ٹوٹ پڑتی ہیں اور آناً فاناً اسے ختم کر ڈالتی ہیں، لیکن صاحب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا سمندری مخلوق نے بھی احترام کیا اور ان کی نعش کی حفاظت کی' ان کا سالِ وفات 1930ء ہے۔ (بحوالہ کتاب: مہر نبوتؐ ص13,12)

مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی والہانہ عقیدت

ایک مرتبہ مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن سے مجھے قلبی محبت ہے۔ میں پہلے تو کانفرنس میں حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتا تھا۔ اب ان کی قبر پر دعا کرنے کیلئے حاضر ہوتا ہوں (بحوالہ کتاب: ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص60)

facebook.com/Salfi.tasawuf

www.ubqari.org

علماء اور صوفیاء کے لہجے میں ادب کا فرق:

مختلف مسائل و معاملات میں مولانا ندوی رحمہ اللہ نہایت عمدہ تجزیہ کرتے تھے۔ ایک دن عام علمائے دین اور صوفیائے کرام رحمہم اللہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگے کہ تبلیغ حق کے سلسلے میں دونوں ایک ہی قسم کی بات کہیں گے لیکن دونوں کے لب و لہجے اور اسلوب کلام میں نمایاں فرق ہوگا۔ عالم دین کلمہ حق کہنے میں انتخاب الفاظ پر زیادہ توجہ نہیں دے گا۔ نرم یا سخت جو الفاظ زبان پر آئے بلا تأمل کہہ دے گا۔ یہ خیال نہیں کرے گا کہ مخاطب پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ حق کڑوا ہوتا ہے اور اس کی کڑواہٹ کا اثر مخاطب کے حلق اور معدے تک پہنچنا چاہیے لیکن صوفی اور عارف اس طرز ادا کو نہیں اپنائے گا۔ وہ سخت سے سخت بات کہنے کے لیے بھی نرم سے نرم الفاظ تلاش کرے گا۔ اس کی کوشش یہ ہوگی کہ اپنی بات بھی کہہ دی جائے اور مخاطب کو ذہنی اور قلبی تکلیف نہ پہنچے (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 192)

تبلیغ کرنے میں نرم الفاظ اپنائیں:

مولانا کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ آج کل اکثر مبلغین کو ہم دیکھتے ہیں کہ انتخاب الفاظ کو اہمیت نہیں دیتے۔ وہ ایسا ترش اور کڑوا انداز اختیار کرتے ہیں کہ مخاطب پر اچھا اثر پڑنے کے بجائے برا اثر پڑتا ہے حالانکہ قرآن کا واضح حکم ہے کہ نرم و ملائم لفظوں میں تبلیغ کرنی چاہیے اور نوبت جھگڑے تک بھی پہنچ جائے تو گفتگو میں احسن طریق اختیار کرنا چاہیے۔ (بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام لاہور ص 193)

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ اور غیر مسلموں کا ادب:

ایک مرتبہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کسی جلسہ میں شرکت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ ریل کے سیکنڈ کلاس ڈبہ میں ایک سکھ مسافر اپنی جگہ سے اٹھا تو اس کو

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM	با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

اوپر کے پھٹے سے ایسی چوٹ آئی کہ چکرا کر گرا اور کراہنے لگا۔ حضرت مولانا اچھل کر اس کے پاس پہنچے۔ اس کو اٹھایا، سنبھالا، بستر پر لٹایا، سر اور پاؤں دبائے، مٹھی چاپی کی۔ اس نے ہر چند منع کیا مگر آپ نے فرمایا: سردار صاحب! اسلام نے محض مسلمانوں ہی کی خدمت کا حکم نہیں دیا۔ تمام بنی نوع انسان اور تمام مذاہب کے پیروؤں سے نیک سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس لیے میں نے جو سلوک آپ سے کیا ہے، یہ کوئی آپ پر احسان نہیں، بلکہ میرے فرائض میں داخل ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "ارحموا من فی الارض یرحمکم من السماء"۔

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر	نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گزر جائے سر پر	پڑے غم کا سایہ نہ اس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر	خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

آپ ہمیشہ وعید نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: لیس منا من لم یوقر کبیرنا و یرحم صغیرنا سے بچنے کیلئے بزرگوں کا ادب واحترام کرتے، بچوں پر رحم فرماتے، چھوٹوں کا لحاظ کرتے' ان سے محبت وشفقت سے پیش آتے (بحوالہ کتاب: سوانح مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ص 45)

وہ مسلمان ہی نہیں، جو۔۔۔!

ایک مرتبہ کوئی ضعیف العمر اپنے بچے کو ساتھ لئے دفتر اہل حدیث میں آئے، بچہ کارآمد کاغذوں پر ہاتھ مارنے لگا۔ ایک دو کاغذ پھاڑ بھی دیئے۔ ملازم نے جو بچے کی یہ حرکت دیکھی تو اس کو سخت الفاظ میں جھڑکا۔ بوڑھے کو بھی برا بھلا کہا، کرسی سے اٹھا کر ایک چٹائی پر بٹھا دیا۔ اتنے میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ جب ان کو ملازم کی گستاخی کا پتہ چلا تو اُسے طلب کر کے ڈانٹ پلائی اور فرمایا: بیوقوف! تو مسلمان ہو کر بچوں کو جھڑکتا ہے اور بوڑھوں کی بے ادبی کرتا ہے۔ سن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لیس منا من لم یرحم صغیرنا و لم یوقر کبیرنا و یامر بالمعروف و ینہ عن المنکر۔ خبردار آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا (سوانح مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ص 46)

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy
https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___	158/273

مخالفین کے ساتھ حسن سلوک:

دفتر" اہل حدیث" میں اور مولانا مرحوم کے خود اپنے دولت کدہ پر جب آپ کے حریف ومخالف کسی کام کے سلسلہ یا کسی اور وجہ سے آتے تو مولانا اٹھ کر ان کا استقبال کرتے' اپنی جگہ پر بٹھاتے' نرم وشیریں گفتگو فرماتے۔ خاطر ومدارت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے' انہی اخلاق وعادات کی وجہ سے آپ ہر مکتبہ فکر کے نزدیک ہر دلعزیز تھے۔ تمام مذاہب والے آپ کا احترام کرتے تھے۔ مخالفین میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ اگر کسی کی مالی حالت کمزور ہوتی تو بڑے پیارے انداز سے اس کی مدد فرماتے۔ ان کا عام دستور تھا کہ مخالف کی عیادت کو جاتے وقت ایک لفافے میں سو کا نوٹ ڈال کر لے جاتے اور واپسی کے وقت اسے بیمار کے تکیے کے نیچے رکھ آتے۔ آج کل بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کہ مولانا مرحوم کے اس عالی خلق کی گواہی دے سکتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کی موت واقع ہو جاتی تو جنازے میں شریک ہوتے۔ تعزیت کے لیے اس کے ورثاء کے پاس جاتے۔ اگر خود نہ جا سکتے تو اپنے بیٹے کو ضرور بھیجتے (بحوالہ: سوانح مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ص 48)

میاں فضل حق رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزانہ طبیعت:

میاں فضل حق رحمۃ اللہ علیہ بیمار کی عیادت کرتے' جناروں میں شرکت کرتے' دسرے کو سلام کرنے میں سبقت لے جانے کیلئے کوشاں ہوتے' ملازموں سے حسن سلوک کا برتاؤ کرتے' ہر شخص سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے' ضرورت مند کی مدد کرتے' دوسروں کو بھی اس کی مدد پر آمادہ کرتے' چھوٹوں پر شفقت کرتے' بڑوں کا احترام بجالاتے اور ان کی کوشش ہوتی کہ ان کے عمل اور قول سے کسی کو نقصان یا تکلیف نہ پہنچے۔ وہ خوش گفتار' خوش کردار اور خوش اخلاق شخص تھے (بحوالہ کتاب: میاں فضل حق اور ان کی خدمات ص 236 مصنف: مولانا اسحاق بھٹی مرحوم)

facebook.com/Salfi.tasawuf

ننگے سر نماز پڑھنے پر ڈانٹ:

مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم لکھتے ہیں کہ: ننگے سر نماز ہو جاتی ہے لیکن اسے عادت بنالینا میرے نزدیک اچھی بات نہیں۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ننگے سر نماز پڑھنے والے کو ڈانٹتے اور اسے سختی سے روکتے تھے۔ آج کل بعض علمائے کرام، خطبائے عظام اور عزیز طلباء کو ہم ننگے سر نماز پڑھتے اور بازاروں میں گھومتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یہ بات علماء کے وقار کے منافی ہے۔ بعض حضرات نماز پڑھتے وقت کپڑا سر سے اتار کر آگے رکھ لیتے ہیں اور ننگے سر نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، یہ اچھی عادت نہیں (بحوالہ کتاب: گزر گئی گزران ص 269)

ولی کی گستاخی کرنے پر ٹائر پھٹ گئے:

قیام پاکستان سے قبل ایک مرتبہ مولانا حکیم عبدالمجید عتیقی رحمۃ اللہ علیہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کیلئے شرق پور گئے۔ اس وقت وہ نابینا تھے اور ایک شخص ان کے ساتھ تھا۔ کچھ دیر میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہے۔ پھر لاہور آنے کیلئے اڈے پر پہنچے۔ ان دنوں ٹریفک کا معاملہ موجودہ دور سے بالکل مختلف تھا، کافی دیر کے بعد بس چلتی تھی۔ ایک بس لاہور کیلئے تیار ہوئی تو حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھی کو ڈرائیور نے فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور بس چل پڑی۔ تقریباً آدھا فرلانگ گئی ہوگی کہ بس رکی۔ ڈرائیور نے حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا، آپ یہ سیٹ خالی کر دیں، پچھلی سیٹ پر چلے جائیں۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا یہاں کسی بیمار کو بٹھانا ہے؟ جواب دیا نہیں۔ کسی بوڑھے یا عورت کو بٹھانا ہے؟ کہا نہیں۔ بولے: تو پھر مجھے کیوں اٹھایا جا رہا ہے؟ جواب ملا: تھانیدار صاحب لاہور جا رہے ہیں، انہیں فرنٹ سیٹ پر بٹھانا ہے۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر تھانیدار کو بٹھانا ہے تو میں یہ سیٹ خالی نہیں کروں گا۔ کسی بیمار یا بوڑھے یا عورت کیلئے تو سیٹ چھوڑ دوں گا، تھانیدار یا کسی اور سرکاری افسر کیلئے نہیں چھوڑوں گا۔ اب وہاں عجیب صورت حال پیدا ہوگئی۔ اس

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

زمانے میں تھانیدار کا مقابلہ کرنا بہت مشکل تھا۔ کافی دیر بس رکی رہی۔ سواریاں بھی پریشان ہو گئیں اور انہوں نے حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی منت سماجت کی کہ آپ پچھلی سیٹ پر آجائیے۔ بالآخر حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بس سے اتر پڑے اور کہا کہ میں اس بس پر سوار نہیں ہوں گا۔ دوسری بس سے لاہور جاؤں گا۔ بس ابھی روانہ ہوئی تھی کہ اس کا ٹائر پھٹ گیا۔ آدھ پون گھنٹے بعد ٹائر بدلا اور بس دوبارہ روانہ ہوئی تو دوسرا ٹائر پھٹ گیا۔ اڈے پر جا کر اور ٹائر لایا گیا' وہ بدلا تو چند منٹ میں تیسرا ٹائر پھٹ گیا۔ اب خود تھانیدار اور بس کا ڈرائیور حکیم صاحب کے پاس آئے اور عرض گزار ہوئے کہ آپ اس بس پر بیٹھیے اور فرنٹ سیٹ پر تشریف رکھیے۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں اس بس پر نہیں بیٹھوں گا۔ اب آپ جائیے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ چنانچہ بس بخیریت لاہور پہنچ گئی (بحوالہ کتاب: گزر گئی گزران ص 381 تا 382)

آخری وقت میں سورہ یٰسین کی تلاوت:

شاہ عین الحق پھلواری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نور باف مرید بیمار ہوا۔ وہ بہت غریب' مگر بے حد دین دار تھا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی عیادت کا ارادہ کیا' مگر مصنوعی اقتدار پسند اصحاب نے سخت مخالفت کی۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چپ ہو گئے۔ دوسرے دن صبح دیکھتے ہیں کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ غائب ہیں۔ سارے گھر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور جستجو شروع ہو گئی۔ آخر اسی نور باف کے ہاں اس حال میں ملے کہ وہ غریب دم توڑ رہا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے سر پر سورۂ یٰسین کی تلاوت فرما رہے تھے (بحوالہ کتاب: برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن ص 410 مصنف: مولانا اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور)

"اسلاف اہل حدیث کی رواداریاں" اس کتاب کے اندر ایسے قابل رشک دور کی حقیقی عکاسی کی گئی ہے، جب چند فروعی اختلافات میں الجھ کر ایک دوسرے سے نفرت کا سبق نہیں دیا جاتا تھا، ہر واقعہ اہل حدیث علماء اور سلفی مصنفین کی کتب سے اخذ کر کے کئی سالوں کا تحقیقی نچوڑ صفحات میں سجا دیا گیا ہے۔ مرکز روحانیت وامن سے آج ہی منگوائیں (قیمت 400 روپے)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

تراجم علمائے حدیث

مصنف: مولانا ابویحییٰ امام خان نوشہروی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان

چوٹی کے علماء کا مرشد کے گھوڑے کی رکابیں تھامنا:

مولانا عبدالحئی شہید بڈھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ثانی اثنین سیدنا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے تکمیل علوم وفقہ و حدیث کی اور شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت بھی عطا فرمائی۔ سفر حجاز میں امام شوکانی شیخ محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شہرت علم و فضل سن کر اپنی تمام تصانیف مع سند واجازۂ حدیث ازخود پیش کیں۔ سیدنا محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ سے باہم محبت اس قسم کی تھی کہ دونوں ساتھ ساتھ پڑھے، ایک ہی امام کے ربقہ بیعت سے مشرف ہوئے۔ دونوں کا مقصد زیست تجدید دین و اعلائے کلمۃ اللہ تھا۔ آپ کی بیعت کا ماجرا یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین السید احمد رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے تو آپ انہیں سیر کیلئے دریا (جمن) کی طرف لے گئے اور اپنے اقتداء میں دو رکعت نماز نفل پڑھادی جس کے کیف سے متاثر ہوکر پھر کسی اور جگہ کے نہ رہے۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ کیلئے گئے، تو آپ بھی ہمراہ تھے، تبلیغ کیلئے سیاحت فرمائی تو آپ ساتھ تھے، جہاد کیلئے نفیر عام ہوا، تو حضرت الامام رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کی ایک رکاب پر سیدنا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ تھا تو دوسری رکاب سیدنا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ پکڑے ہوئے تھے (بحوالہ کتاب: تراجم علمائے حدیث ص 123)

علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت پر مناظرہ:

شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی مرحوم علمائے متقدمین کی بہت عزت

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM | Vebuka.com | با ادب اہل حدیث

کرتے۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا نام "شیخ اکبر" اور اکثر "خاتم الولایۃ المحمدیہ" کے خطاب کے ساتھ پکارتے اور اس پر علامہ قاضی بشیر الدین قنوجی رحمۃ اللہ علیہ (استاد جناب السید نواب صدیق حسن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ) جو علامہ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے اشد مخالفین میں سے تھے اور ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی برتری و بزرگی کے روادار نہ تھے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے صرف شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ پر مناظرہ کرنے کیلئے دہلی تشریف لائے۔ ۲ ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی، مگر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کا احترام ہاتھ سے نہ جانے دیا اور آخرکار قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ سے متفق ہو گئے۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھنے کیلئے فتوحات پڑھیں:

اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی روز شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دوران گفتگو "فصوص الحکم" پیش کرتے رہے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ "فتوحات مکیہ" شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے۔ اس پر مولانا شمس الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حقیقت کو پا کر خاموش ہو گئے (بحوالہ کتاب: تراجم علمائے حدیث ص ۱۴۶)

صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں مرشد کے پاس جانے کا ادب:

(محسن اہل حدیث نواب سید صدیق الحسن خان رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند سید علی حسن خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ) میں چوتھی جمادی الثانی کو گنج مراد آباد روانہ ہوا، جمعہ کے دن مغرب کے وقت وہاں پہنچ کر حضرت مرشد نا و مولانا مولوی فضل رحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں باریاب ہوا' حضرت رحمۃ اللہ علیہ وضو کر رہے تھے، مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر کے پاس تنہا اور پیدل جایا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 163/273

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بہت دور سے پیادہ پا آیا کرتے تھے۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ میں وضو کرتا ہوں تم دیکھتے جاؤ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح وضو کیا کرتے تھے (بحوالہ کتاب: تراجم علمائے حدیث ص ۲۶۸)

محدث کی خدمت پر مغفرت کی بشارت:

علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کسی نے یحییٰ برمکی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا کہ خدا نے مجھے حضرت سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی بدولت بخش دیا کیونکہ میں ہر ماہ ایک ہزار درہم حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کو دیا کرتا تھا اور وہ میرے لئے دعا فرمایا کرتے تھے (بحوالہ کتاب: دولتمند صحابہ رضی اللہ عنہم ص: ۸۷ مصنف: مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اسلاف میں احترام:

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ ہماری جماعت کے مشہور مقتدر علماء میں سے ہیں۔انہوں نے اپنی کتاب " تاریخ اہل حدیث" میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح و توصیف اور انکے خلاف ارجاء وغیرہ الزامات کے دفعیہ میں اپنی کتاب کے ۸ صفحات وقف کئے اور مقتدر مشاہیر علماء سلف مثلاً امام ابن تیمیہ، امام ذہبی، حافظ ابن حجر اور علامہ شہرستانی رحمہم اللہ کے اقوال نقل کر کے یہ بتایا ہے کہ "الناس فی ابی حنیفة حاسد او جاهل" یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بُری رائے رکھنے والے کچھ لوگ تو ان سے حسد کرتے ہیں اور کچھ ان کے مقام سے بے خبر ہیں" پھر اپنی کتاب میں کسی جگہ ان کا ذکر" امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ" کے نام سے کرتے ہیں، کسی جگہ" سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" کہہ کر ادب واحترام سے ذکر کرتے ہیں اور " حضرت الامام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ" کے خلاف جو سب سے زیادہ سنگین جملہ امام سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے حوالہ سے بروایت نعیم بن حماد بیان کیا جاتا ہے اس پر معقول اور

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 164/273

مدلل جرح کر کے ثابت کیا ہے کہ نعیم بن حماد سنت کی تقویت میں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بدگوئی میں جھوٹی حدیثیں اور من گھڑت حکایات وضع کر لیا کرتا تھا اور اس ساری بحث کو آخر میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اس فقرہ کے ساتھ ختم کرتے ہیں: خلاصۃ الکلام یہ کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بناء پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں جن کو حافظ ذہبی جیسے ناقد الرجال امام اعظم کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ''البدایہ والنہایہ'' میں آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کے حق میں فرماتے ہیں۔

احد ائمة الاسلام و سادة الاسلام واحد ارکان العلماء واحد الائمة الاربعة اصحاب المذاهب المتبوعه۔

نیز حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ، امام عبداللہ بن داؤد حرینی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: لوگوں کو مناسب ہے کہ اپنی نماز میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا کیا کریں، کیونکہ انہوں نے ان پر فقہ اور سنن نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا (بحوالہ: البدایہ والنہایہ ج دوم، ص ۱۰۷، بحوالہ کتاب: سوانح مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۵۵، ۵۶)

سلف صالحین رحمہم اللہ ہمارے لیے حجت ہیں:

نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بعض حلقوں میں اہانت اور تحقیر کے ساتھ کیا جاتا ہے، حالانکہ وہ اپنی مشہور تصنیف ''الحطه فی ذکر الصحاح الستہ'' میں تبع تابعین رحمہم اللہ کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے یہ تیسرا طبقہ ہیں اور اس طبقے کے اکابر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: منهم الامام جعفر الصادق وابوحنیفة النعمان بن ثابت و الامام الاشجعی ومالك والاوزاعی والثوری وابن جریج ومحمد بن ادریس الشافعی وغیرهم وهذه الطبقات الثلاثة هی المشهود لها بالخیر علی لسان

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھم الصدر الاوّل والسلف الصالح والمحتج بھم فی کل باب کہ ان تبع تابعین میں سے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ تین زمانے (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے) خیر و برکت کے ہیں اور یہی اسلام کے صدر اول اور ہمارے سلف صالح ہیں جن سے ہر باب میں سند پیش کی جاسکتی ہے

(بحوالہ کتاب: سوانح مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، ص:۵۶)

کیا تصوف کی طرح صرف ونحو بھی بدعت ہے:

قارئین! درج بالا سطور کا غور سے مطالعہ کرنے پر ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے ادب و احترام کے ساتھ ساتھ آخری سطر میں یہ سبق بھی مل رہا ہے کہ "یہ ایسے سلف صالحین ہیں، جن سے ہر باب میں سند پیش کی جاسکتی ہے" یعنی انہی کے زمانے میں حضرت حسن بصری، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت سفیان ثوری، حضرت مالک بن دینار، حضرت بشر حافی رحمہم اللہ اجمعین اور ان جیسے دیگر اسلاف گزرے ہیں، جنہوں نے تزکیہ وتصوف/سلوک واحسان جیسے اہم شعبۂ دین میں خدمات سرانجام دیں، اس کی اصطلاحات مقرر کیں، اس کے اسباق متعارف کروائے اور ان راہوں کو نہج در نہج طے کرنے کیلئے سلسلۂ سندِ حدیث کی طرح باقاعدہ سلاسل سندِ تصوف قائم کیے۔ دیکھا جائے تو "صرف ونحو" کی طرح "تصوف" کا نام اور اس کی اصطلاحات بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد منظر عام پر ظاہر ہوئیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس چیز کا نام یا اصطلاح بعد میں ظاہر ہوئی ہو، وہ بدعت بن جاتی ہے۔ اگر یہ اصول سچ ہوتا تو تمام مدارس میں پڑھائی جانے والی "صرف ونحو" سب سے بڑی بدعت ہوتی اور اس کو پڑھانے والے علماء کرام اپنے وقت کے سب سے

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 166/273

بڑے بدعتی ہوتے، جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ صرف ونحو کا علم، دین کا ایک اہم شعبہ ہے اور اسے پڑھانے والے علماء ہمارے سروں کے تاج ہیں۔

صوفیاء کو زیادہ سے زیادہ احترام دیا جائے:

درج بالا سطور میں علامہ سید صدیق حسن خان بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ان ائمہ سے "ہر باب" میں سند لی جاسکتی ہے۔ یعنی تصوف وطریقت کا باب بھی دین میں خود ساختہ یا کسی کا خود کاشتہ پودا نہیں، بلکہ انہی سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین کی سند سے ہر زمانے میں مسلسل چلا آرہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک دین کے دیگر شعبہ جات کی طرح اس میدان کے شہسوار بھی ہوتے رہیں گے اور امت کی اصلاح کے لئے حسبِ معمول اہم کردار ادا کرتے اور عظیم خدمات سرانجام دیتے رہیں گے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ دوسرے شعبہ جات کی طرح اس شعبے کو بھی وہی اکرام دیا جائے، جو اس کا حق بنتا ہے، بلکہ مؤرخ اہل حدیث مولانا اسحاق بھٹی مرحوم کے بقول "صوفیاء کو زیادہ سے زیادہ احترام دیا جائے کیونکہ انہی کی وجہ سے ہمارے برصغیر میں اسلام پھیلا اور کروڑوں لوگ بت پرستی کے جال سے آزاد ہوئے" (بحوالہ کتاب: ارمغانِ تصوف، مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ ص1428)

ایک ہی وقت میں دین کی مختلف خدمات:

جس طرح ایک ہی وقت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مسندِ تدریس سنبھالی ہوئی تھی اور دوسری طرف حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ میدان جہاد میں برسر پیکار تھے۔ نہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر فتویٰ لگایا، نہ ہی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ پر تنقید کی۔ بلکہ دونوں اپنے اپنے شعبے میں رہتے ہوئے اعلائے کلمۃ الحق کا فرض ادا کرنے میں مصروف رہے۔ اسی طرح اگر ہم اپنے اردگرد نظر دوڑائیں، تو ہمارے دین کی عمارت کو مکمل ہونے کے

www.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

لیے مفتی کی بھی ضرورت ہے اور قاری کی بھی، عالم کے بغیر بھی گزارا نہیں اور صوفی کے بغیر بھی چارہ نہیں۔ ہر شخص اپنی اپنی جگہ صرف اللہ جل شانہٗ کے دین کی ترقی کے لیے مخلصانہ محنت کر رہا ہے۔ تو پھر جھگڑا کس چیز کا؟ اور اعتراض کس بات پر؟ ہمیں تو چاہئے کہ کشادہ دلی اور شرح صدر کا ثبوت دیں اور ان تمام "رجال" کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ان کے احترام اور اکرام کا مکمل لحاظ کریں اور اپنے دلوں میں ان کے لیے اتنا زیادہ ادب پیدا کریں، جس کے یہ سب مستحق ہیں۔ ورنہ حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان ہستیوں کی بے ادبی کرنے سے انسان کا ایمان داؤ پہ لگ جاتا ہے کیونکہ حدیثِ قدسی کا مفہوم ہے: جس نے میرے ولی کی توہین کی، اس کا میرے ساتھ اعلانِ جنگ ہے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ اپنے دروس و خطبات میں اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں، ہمیں فلاں اللہ والا اچھا نہیں لگتا۔ اے بدبخت انسان، تجھے کیا خبر، اس اللہ والے کی راتیں اللہ جل شانہٗ کے سامنے سجدے میں روتے ہوئے گزرتی ہیں اور تجھے وہ اچھا نہیں لگتا۔ جب تو یہ کہہ رہا ہوتا ہے تو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے آواز آتی ہے: اے خبیث انسان! تجھے ہمارے اللہ والے اچھے نہیں لگتے؟ جا! ہمیں خود تُو ہی اچھا نہیں لگتا۔ پس موت کے وقت ایسے شخص کا ایمان چھین لیا جاتا ہے۔ اعاذنا اللہ من سوء الخاتمہ (از: مرتب)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ تقویٰ:

مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو امام عرب و عجم اور استاذ العلماء ہیں، اپنی کتاب ''معیار الحق'' میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ہر چند کہ فضائل سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہم کو عین عزت اور فخر ہے اس لئے کہ وہ ہمارے پیشوا ہیں اور ہم ان کے امر حق میں پیرو ہیں۔ ان فضائل سے جو فی الواقع بھی ہوں اور ساتھ اسناد صحیح کے ثابت ہوں اور اس میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

Privacy

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___

کسرشان اور مذمت نہیں ہے۔اس لیے کہ ان کی فضیلت تابعی ہونے پر موقوف نہیں، ان کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی پرہیز گار رہنا کافی ہے، ان کے فضائل میں۔ کیونکہ آیت کریمہ ہے کہ:"ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (بحوالہ کتاب: سوانح مولانا محمد داؤد غزنوی ص ۵۷)

ائمہؒ کی گستاخی کرنے پر پیٹ دیا:

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ علماء دیوبند میں ممتاز مقام رکھتے ہیں ان سے دو واقعات ان کے خلیفہ مجاز خواجہ عزیز الحسن صاحب اشرف السوانح میں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ، جناب مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جو اہلحدیث کے بہت سر برآوردہ علماء میں سے تھے، دوبار ملے۔ ایک بار دہلی میں طالب علمی کے زمانے میں اور ایک بار آرہ (بہار) میں۔اس زمانہ میں ایک غیر مقلد طالب علم مدرسہ دیوبند میں پڑھتا تھا، اس نے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کچھ گستاخانہ کلمات استعمال کیے۔ اس پر دوسرے طالب علموں نے اسے پیٹ دیا۔اس واقعہ کی (مولانا نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے) شکایت بھی کی، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے تھے، اس پر طلباء کو غصہ آ گیا۔ یہ سن کر مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ واقعی یہ اس کی بڑی بے جا حرکت تھی۔

بڑے لوگوں کے خلاف بات کرنا ہماری اوقات نہیں:

دوسرا واقعہ آرہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس وقت ایک غالی غیر مقلد نے جوان کے پاس بیٹھے تھے، دوران گفتگو حضرت ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ تنقیص کی، مولوی صاحب یعنی مولانا نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا کہ یہ بڑے لوگ تھے۔ ہمارا منہ نہیں کہ ہم ان کی شان میں کچھ کہہ سکیں۔ یہ دونوں

facebook.com/Salfi.tasawuf

www.UBQARI.org

Privacy

واقعات اہل حدیث علماء کی روایت سے نہیں بلکہ اکابر علماء دیو بند کے واسطہ سے ہیں۔ ان سے کس قدر وضاحت سے ثابت ہوتا ہے کہ اکابر علماء اہل حدیث امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ' امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بہت بعد کے علماء جیسا کہ علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کیلئے بھی کس درجہ ادب واحترام رکھتے تھے۔ (بحوالہ کتاب: مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۵۸ بحوالہ اشرف السوانح حصہ اول ص ۱۲۳، ۱۲۴)

گستاخی اور بے ادبی اہل حدیث کا شیوہ نہیں:

اگر ہم ان تمام عبارات کو نقل کریں جو علماء اہل حدیث اور اکابر اہل حدیث نے اپنی تصنیفات میں تحریر فرمائی ہیں تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے۔ یہ سب کی سب اس پر شاہد ہیں کہ انہوں نے ائمہ دین رحمہم اللہ کے ادب واحترام کے اظہار میں کبھی کوتاہی نہیں کی اور اپنے تلامذہ اور وابستگان دامن کے دلوں میں ائمہ کرام رحمہم اللہ کی تعظیم وتکریم کے نیک جذبات پیدا کرنے میں ہمیشہ کوشش کی۔ لیکن اگر کوئی شخص اہل حدیث کہلا کر کسی امام کے حق میں سوءظن رکھتا ہے، یا ادب واحترام سے ذکر نہیں کرتا ہے، تو اس کا طرز عمل جماعت اہل حدیث کا مسلک نہیں بن جائے گا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی حنفی کہلا کر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کے کلمات کہے (بحوالہ کتاب: سوانح مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۵۷، ۵۹)

خاتمہ خراب ہونے کا آنکھوں دیکھا واقعہ:

ایک دفعہ حضرت والد امام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے درس بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تو صرف پندرہ حدیثیں یاد تھیں، مجھے ان سے زیادہ یاد ہیں۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اس طالب علم کو حلقہ درس سے نکال دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا اور اس حدیث "اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله" کے مصداق فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالب علم مرتد ہو گیا ہے۔"اعاذنا اللہ من سوء الخاتمہ" یہ ہے جو آپ سے کہہ رہا ہوں کہ جس طرح ایک حنفی عالم یا حنفی درس گاہ اگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرے تو اس کو احناف کا من حیث الجماعت مسلک نہیں قرار دیا جا سکتا اسی طرح اگر کوئی اہل حدیث امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں کوئی ناشائستہ لفظ استعمال کرتا ہے، یا دل میں برا گمان رکھتا ہے تو یہ اہل حدیث کا مسلک نہیں کہلائے گا (بحوالہ کتاب: مولانا محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۶۱، ۶۲)

آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن پر رعب:

شیخ الکل مولانا نذیر حسین رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ صحیحہ کے حامل ہونے کے ساتھ بے خوف ولی کامل بھی تھے۔ کیونکہ ولی وہ ہوتا ہے جس کو خوف وحزن دامن گیر نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" ایک رات حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی نماز ادا کرنے کیلئے گھر سے نکلے تو راستہ میں ایک تلوار سے مسلح شخص ملا، جو قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرا تعلق بنی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، تو مجھے قتل نہیں کر سکتا۔ جب یہ الفاظ اس کے کانوں میں پڑے تو اس پر اس قدر لرزہ طاری ہوا کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی حتیٰ، کہ وہ شخص پیٹ درد میں مبتلا ہو گیا۔ گھر پہنچا تو سارا واقعہ گھر والوں کو سنایا اور اسی رات شدت درد سے انتقال کر گیا۔ اس واقعہ نے بھی یہ ثابت کیا کہ رب کائنات کس طرح خدام حدیث کی حفاظت فرماتا ہے۔ (بحوالہ کتاب: اہلحدیث منزل بہ منزل ص ۶۶)

مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں آدب کی اہمیت

خدا کے تمام رسول علیہم السلام سچے اور برحق تھے۔ خدا نے ان کو بڑے بڑے درجے اور مرتبے دیئے تھے لیکن ان میں ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب رسولوں سے بڑے مرتبے کے ہیں۔ قرآن کی روشنی میں اللہ تعالیٰ

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 171/273

نے اپنے پیغمبروں میں سے بعض کو بعض پر بزرگی اور فضیلت دی ہے لیکن پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب انبیاء پر بزرگی دی۔ چنانچہ ہادی عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "وعن ابی هريرة قال قال رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلّم انا سيّد ولد ادم يوم القيمة و اوّل من ينشقّ عنه القبر واوّل شافعٍ وّ اوّل مشفعٍ" (صحیح مسلم) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں سردار ہوں اولاد آدم کا قیامت کے دن اور سب سے پہلے میں قبر سے اٹھایا جاؤں گا اور میں ہوں اول شفاعت کرنے والا اور اول شفاعت قبول کیا گیا۔

شفاعت کبریٰ کا مقام صرف آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سب سے پہلے شافع ہیں۔ تمام اہل ایمان میدان محشر میں کھڑے ہوں گے۔ آفتاب محشر سر پر ہوگا اور زمین تانبے کی۔ سب چاہیں گے کہ جلد ترازو لگے اور حساب شروع ہو، تاکہ جو نتیجہ نکلنا ہے نکل آئے۔ پھر کون کہے کہ اے اللہ! حساب شروع کر کہ سب بے حال و بے چین ہیں۔ تمام مسلمان حضرت آدم علیہ السلام کو کہیں گے: اے ہمارے باپ! اللہ کو کہہ کہ وہ حساب شروع کرے تاکہ حشر کے میدان کی دشواری سے چھوٹیں۔ حضرت آدم علیہ السلام درخت کے پھل کھانے کا واقعہ یاد کر کے کہیں گے کہ میرا یہ مقام و مرتبہ نہیں ہے، تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ خلقت حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جا کر وہی عرض کرے گی لیکن حضرت نوح علیہ السلام بھی اپنے بیٹے کو غرق ہونے سے بچانے کے لئے خدا سے سوال کرنے کے واقعہ کو یاد کر کے کہیں گے، میں اس مقام و مرتبہ میں نہیں ہوں۔ غرض خلقت دیگر انبیاء علیہم السلام کے پاس جا کر اور سب سے جواب پا کر بالآخر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوگی۔ حضرت انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے مقام محمود میں حاضر ہونے کا اذن مانگیں گے

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

۔اللہ آپ کو اذن دے گا۔ پھر حضور مقام محمود میں پہنچ کر اللہ کے آگے سجدہ میں گر جائیں گے اور اللہ کی تعریف کریں گے جو اس وقت اللہ آپ کو سکھائے گا۔ آپ دیر تک سجدہ میں رہیں گے اور اذن شفاعت چاہیں گے۔ پھر اللہ فرمائے گا" ارفع راسك يا محمد و قل تسمع واشفع تشفع وسل تعطه" سر اٹھا اے محمد ﷺ! اور کہہ جو چاہے، قبول کی جائے گی عرض تیری اور شفاعت کر، قبول کی جائے گی۔ اور مانگ جو چاہے، دیا جائے گا۔ پھر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی مرضی سے شفاعت کریں گے، ان گناہگاروں کی جنہوں نے شرک اور بدعت کا جرم نہیں کیا ہوگا۔

جنت کا دروازہ کھولنے کا حکم صرف آقا ﷺ دیں گے:

"وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اكثر الانبياء تبعاً يوم القيمة وانا اوّل من يقرع باب الجنّة "(صحيح مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں زیادہ ہونگا پیغمبروں میں از روئے تابعوں کے قیامت کے دن اور پہلا شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا یعنی کھلواؤں گا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی امت تمام انبیاء علیہم السلام کی امتوں سے بہت زیادہ ہوگی۔ حدیث میں آیا ہے کہ اہل جنت کی دو ثلث ہوگی۔ پھر کتنی خیر کثیر ملی ہے خواجۂ محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سب سے پہلے حضور ﷺ ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور کھلوائیں گے۔ بہشت کے دربان کو خدا نے حکم دے رکھا ہے کہ سب سے پہلے سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہشت کا دروازہ کسی کے لئے نہ کھولنا چنانچہ اس حکم کے مطابق ہمارے پیشوائے اعظم، امت کے رؤف رحیم رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھلوائیں گے۔

يارب صل وسلّم دائماً ابدًا على حبيبك من زانت به العصر

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM | Vebuka.com | با ادب اہل حدیث

پانچ نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں ملیں:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ ایسی خصلتیں عطا کی ہیں جو پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہیں ملیں (۱) ''**نصرت بالرّعب مسیرة شهر**'' میں فتح دیا گیا ہوں ایک مہینے کی مسافت سے۔ یعنی ایک مہینے کی راہ سے خدا تعالیٰ میرا رعب دشمن کے دل میں ڈال دیتا ہے کہ وہ گھبراتے اور بھاگتے ہیں مجھ سے۔ (۲) ''**جعلت لی الارض مسجدا وّطهورا**'' بنادی گئی ہے میرے لئے روئے زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی۔ پہلی امتوں کی نماز صرف ان کے عبادت خانوں میں ہی درست ہوتی تھی لیکن حضرت انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے روئے زمین پر جہاں وقت آ جائے، نماز پڑھ لینی درست ہے (سوائے حمام اور قبرستان کے) گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے ساری زمین سجدہ گاہ ہے۔ اور زمین پاک کرنے والی ہے یعنی پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں مٹی پانی کے قائم مقام طہارت ہے پہلی امتوں میں طہارت صرف پانی پر موقوف تھی۔ (۳) ''**واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی**'' اور میرے لئے (جہاد کی) غنیمتیں حلال کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ کی گئیں (۴) ''**واعطیت الشفاعة**'' اور دیا گیا ہے مجھ کو مرتبہ شفاعت عظمیٰ عامہ کا۔ آپ پیچھے پڑھ آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کی اجازت دے گا اور آپ خدا کی مرضی سے شفاعت کریں گے ایسی شفاعت کبریٰ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا درجہ ہے۔ (۵) ''**وکان النبی یبعث الی قومه وبعثت الی الناس عامّة**'' اور ہر نبی علیہ السلام اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں (سارے جہان) کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ ہر نبی علیہ السلام قبیلے قبیلے اور بستی بستی کی طرف بھیجا جاتا تھا لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے زمین کے لئے نبی ہیں اور قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت

facebook.com/Salfi.tasawuf

جاری ہے، کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور نبوت کا معجزہ قرآن دونوں خیر کثیر ین قیامت تک نور افشاں رہیں گی۔

تمام انبیاء حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے تلے ہونگے:

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی بخشی ہوئی نعمتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں قیامت کے روز اور فخر سے نہیں کہتا اور میرے ہاتھ میں ہوگا لواء الحمد (تعریف کا جھنڈا) اور میں فخر سے نہیں کہتا۔" **وما من نبی یومئذ أدم فمن سواہ الا تحت لوائی** "اور نہیں کوئی پیغمبر قیامت کے دن، کیا آدم علیہ السلام اور کیا ان کے سوا مگر میرے جھنڈے کے نیچے آئیں گے (اور میرے تابع ہونگے) اور سب سے پہلے میں ہی قبر سے نکلوں گا اور نہیں فخر مجھ کو اس پر۔ (ترمذی) قیامت کے روز حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالیٰ لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) عطا فرمائے گا۔ جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے تلے آئے گا اس کو گھبراہٹ، کرب، خوف اور ہول محشر سے امن ہوگا۔ پس تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی صالح امتیں اور امت محمد یہ خواجہ محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لواء الحمد کے نیچے سکون پائیں گے۔ کیسی خیر کثیر ملی ہے حضرت انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو! (بحوالہ کتاب: ساقی کوثر ص ۳۵ تالیف: مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس مقام

کوئی کج بین، مظفر، منصور اور مبشر جماعت اہل حدیث (کثر اللہ سوادھم) کے متعلق یہ کہہ کر عوام کو بدظن نہ کرے کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات یا شخصیت کو (معاذ اللہ) بزرگ نہیں سمجھتے، یا ان کی ذات یا شخصیت کو وسیلہ قرب نہیں مانتے۔ ہم اس مردود پر لعنت بھیجتے ہیں، اسے ابوجہل کا ساتھی جہنمی مانتے ہیں، جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات یا شخصیت کی بزرگی پر شک کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

اطہر پر آدمؑ کی تمام اولاد، ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبروں علیہم السلام ،تمام بزرگوں، شہیدوں، ولیوں اور تمام فرشتوں کی بزرگی قربان، حورانِ خلد کی عصمت نچھاور، آپ ﷺ کے جسم اقدس کے ایک قطرۂ خون کی قیمت میں دونوں جہان ہیچ، ہماری جانیں اور ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ بڑے مرتبے ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے، حضور ﷺ کا سارا سراپا طیب و طاہر، رواں رواں اور بال بال پاک، آپ ﷺ اُمت کے غمخوار، رسولوں علیہم اسلام کے سردار، حشر میں انبیاء علیہم اسلام کے قائد، شافع محشر، ساقی کوثر پہلے شافع اور پہلے مشفع ہیں ﷺ (بحوالہ کتاب: قرآنی شمعیں ص ۱۵۱ تالیف: مولانا صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ)

ننگے سر رہنے پر مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کی تحقیق

سر پہ سفید اور سیاہ عمامہ باندھنا سنت ہے:

حضور ﷺ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو سفید عمامہ بندھوایا (صحیح جامع صغیر) اور وہ عمامہ جو اللہ کے رسول ﷺ خود باندھا کرتے تھے، اس کا رنگ حدیث میں سیاہ مذکور ہوا ہے۔ جیسا کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: (دخل النبی ﷺ یوم الفتح وعلیہ عمامۃ سوداء) نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ پر سیاہ پگڑی تھی (مسلم' ابوداؤد ۴۰۷۶' ابن ماجہ ۸۵۸۵' ترمذی ۱۷۳۵' احمد ۳/ ۳۶۳۔ ۳۸۷' دارمی ۲/ ۸۴)(عن عمرو بن حریث ان النبی ﷺ خطب الناس وعلیہ عمامۃ سوداء) حضرت عمر بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، نبی ﷺ نے خطبہ دیا اور آپ ﷺ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی۔

ابوداؤد میں اس طرح ہے: (رایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المنبر وعلیہ عمامۃ سوداء قد ارخی طرفھا بین کتفیہ) ''عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو منبر پر دیکھا آپ ﷺ نے خطبہ دیا

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

اور آپ ﷺ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے شملہ کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔

(عن ابن عمر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اعتم سدل عمامته بین کتفیه قال نافع وکان ابن عمر یفعل ذلك قال عبید اللہ رایت القاسم بن محمد وسالماً یفعلان ذلك) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب پگڑی باندھتے تو اس کے شملہ کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکا دیتے۔ نافع نے کہا: ابن عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح کرتے تھے۔ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے قاسم بن محمد بن ابی بکر اور سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو اسی طرح کرتے دیکھا (شمائل ترمذی ۹۴، جامع ترمذی ۱۷۳۶) مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ سیاہ عمامہ باندھنا سنت نبوی ﷺ ہے (بحوالہ کتاب: آپ کے مسائل اور ان کا حل بقرآن وسنت کی روشنی میں۔ ص ۴۹۶ ناشر: محمد ابوبکر قدوسی، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، لاہور)

ٹوپی و پگڑی پر امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی گواہی:

کئی روایتیں امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "اخلاق النبی ﷺ وآدابہ" میں نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ "ٹوپی" عمامہ کے بغیر بھی پہنتے تھے۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ "زاد المعاد" ۱/۱۳۵ پر رقم طراز ہیں:

كانت له عمامة تسمى السحاب كساها عليا وكان يلبسها ويلبس تحتها القلنسوة وكان يلبس القلنسوة بغير عمامة ويلبس العمامة بغير قلنسوة۔

نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک پگڑی تھی جس کا نام سحاب تھا۔ آپ ﷺ نے وہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنائی۔ اسے آپ ﷺ خود پہنتے تو کبھی اس کے نیچے ٹوپی ہوتی اور کبھی ٹوپی بغیر پگڑی کے اور پگڑی بغیر ٹوپی کے پہن لیتے۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف پگڑی باندھنا یا صرف ٹوپی لینا یا

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ٹوپی پر پگڑی باندھ لینا، تینوں طرح جائز وصواب ہے۔(بحوالہ کتاب: آپ کے مسائل اوران کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں۔ص ۴۹۸)

قارئین! مفتی مبشر احمد ربانی صاحب کی بیان کردہ ان احادیث کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں کہ ننگے سر رہنے کو معمول بنالینا کہاں ثابت ہے؟(از: مرتب)

مولانا یزدانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں ادب کی نصیحت

آج سے چند سال قبل راقم آثم (مولوی عزیز الرحمن یزدانی رحمۃ اللہ علیہ) کو خواب میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ میں نے محسوس کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نماز تہجد کے بعد نماز فجر ادا کی ہے۔ فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک وظائف میں مشغول رہے ہیں اور اب نماز اشراق سے فارغ ہو کر تھکاوٹ محسوس کر رہے ہیں اور اونگھ رہے ہیں۔ میں نے سلام کہا اور پاؤں دبانے شروع کر دیئے۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں' میری طرف بغور دیکھا اور سلام کا جواب دیا۔ میں نے عرض کی ''حضرت مجھے کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں'' تو انہوں نے فرمایا: ''بیٹا ہمارا سب سے بڑا وظیفہ "ادب" ہے' بڑوں کا ادب کریں اور چھوٹوں کا بھی۔ میں نے عرض کی ''حضرت چھوٹوں کے ادب کا مفہوم میں نہیں سمجھ سکا'' تو فرمایا: ''اس کا مفہوم یہ ہے کہ حقوق ادا کریں، یہ ادب کا نہایت ارفع واعلیٰ مفہوم ہے۔ ادب کا مطلب یہ ہے کہ جس کا ادب کیا جائے اگر وہ بزرگ ہے تو اس کی فرمانبرداری کی جائے' کہا مانا جائے، اس کے نقش قدم پر چلا جائے اور اس کی تعلیمات کو اپنایا جائے۔ محض چوما چاٹی کا نام ادب نہیں اور اہل حدیث تو ماشاء اللہ سب سے زیادہ اور صحیح ادب کرنے والے ہیں۔ محدثِ مدینہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ طلباء کو حدیث کا درس دے رہے تھے، طلباء نے دیکھا کہ ان کا رنگ بار بار بدلتا ہے، سبق کے بعد انہوں نے عرض کی ''حضرت دوران سبق آپ کا رنگ بدلتا تھا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میری پشت پر بچھو نے سترہ ڈنگ

facebook.com/Salfi.tasawuf

مارے ہیں، مگر میں نے حرکت نہیں کی، کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا رہا تھا، اگر حرکت کرتا تو ادب کے خلاف ہوتا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

ادب کی تشریح کرنے کے بعد کچھ دیر بیٹھے رہے اور پھر اٹھ کر ایک ایسی جگہ چلے گئے، جہاں بکائن کے درختوں کا گھنا اور ٹھنڈا سایہ تھا اور وہاں پانی کی ایک صراحی بھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس وہاں لوگوں نے آنا شروع کر دیا۔ اتنے میں فجر کی اذان شروع ہو گئی اور راقم الحروف جاگ اٹھا (بحوالہ کتاب: سرِ دلبراں ص 40 تا 42 ناشر: مدینہ کتاب گھر گوجرانوالہ)

محدث مدینہ کا انوکھا ادب:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ لوگ دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ جیسا کہ ان کے شاگرد عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ حدیث پڑھا رہے تھے تو ایک بچھو نے آپ کو نیش زنی شروع کر دی۔ شاید اس نے دس مرتبہ آپ کو کاٹا ہوگا۔ جس کی وجہ سے آپ کا چہرہ متغیر اور سرخی مائل ہوتا جاتا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کا احترام اور اسکی عظمت سمجھتے ہوئے حرکت کی اور نہ ہی حدیث کو قطع کیا۔ جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ آج آپ کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا؟ تو فرمایا کہ میرا اس قدر صبر کرنا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا (بحوالہ کتاب: بخشش کی راہیں ص ۴۴۶، ۴۴۷ تالیف: مولانا محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ)

محدثِ دوراں مولانا ارشاد الحق اثری اور ادب کی تعلیم

محدثِ دوراں علامہ حافظ ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:
ہم ہر ایک کو اسی کے مرتبہ پر رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم ولی کو ولی اور واجب التعظیم سمجھتے ہیں

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

اور کیسے نہ سمجھیں؟ حدیث قدسی میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔ "من عادی لی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب" جو میرے کسی ولی کیساتھ عداوت کرے اس کے ساتھ میں لڑائی کا اعلان کرتا ہو (صحیح بخاری) (بحوالہ کتاب: الارشاد الی سبیل الرشاد ص30)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان تراشی کا دفاع:

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی نسبت کئی ناپسندیدہ باتیں لوگوں نے جوڑ دی تھیں اور خود امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت تہمت لگائی گئی تھی کہ وہ کرامات اولیاء رحمہم اللہ کے قائل نہیں اور یہ بھی مشہور تھا کہ مبتدع اور نئی نئی باتیں نکالنے والے ہیں اور یہ بھی مشہور تھا کہ قیاس کی بناء پر دانستہ حدیث کا رد کرتے ہیں، حالانکہ یہ سب غلط تھا' کوئی ربانی عالم ایسا نہیں کرسکتا (بحوالہ کتاب: الارشاد الی سبیل الرشاد ص34)

گستاخی کا وبال ہر شخص کے اپنے ہی سر پہ ہوگا:

پھر بھلا ہم کس طرح ایسا کرسکتے ہیں کہ ائمہ کو برا کہیں۔ قرآن وحدیث میں ایک طرح سے نہیں بلکہ مختلف طور پر اس کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے۔ اول تو عموماً کسی مومن کو گالی دینا فسق بتایا' ادنیٰ مومن کو برا کہنا فسق ہے۔ دوسرے عموماً اموات کو برا کہنا صریح منع ہے۔ تیسرے عام مومن پر بہتان باندھنا حرام ہے۔ چوتھے عموماً محسن کی شکرگزاری واجب ہے۔ پھر بھلا کس کا منہ ہے کہ وہ ان ائمہ رحمہم اللہ کو، جو پیشوایان مؤمنین اور مسلمانوں کے افراد کاملین سے ہیں، کوئی گالی دے یا برا کہے، یا ان کی برائی کرکے ان پر بہتان باندھے۔ اس لیے کہ وہ بڑے پاکیزہ نفوس تھے۔ ہم جو عیب گیری کریں، وہ اس سے پاک تھے۔ برا کہنا تو درکنار، ہم ان کے شکریہ ہی سے سبک دوش نہیں ہوسکتے۔ انہی کی خدمتوں کا نتیجہ ہے جو ہم دین کو کیسا آسانی کے ساتھ موجود اور مرتب پا رہے ہیں۔ اس سب کے بعد بڑا مردود ہوگا جو ان کو برا کہے۔ اہل حدیث کا ہرگز یہ کام نہیں اور اگر بالفرض کوئی ایسا ہو بھی تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے، جس کا

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

وہ خود ذمہ دار ہے اور اسی کے نفس پر اس کا وبال ہے (بحوالہ کتاب: الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۴۳ مصنف: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ۔ ناشر: اہل حدیث اکیڈمی، کشمیری بازار لاہور)

دعا مانگنے کے آداب (تحفۃ السائلین)

تالیف: مولانا محمد ارشد کمال

نظر ثانی: بقیۃ السلف پروفیسر مزمل احسن شیخ حفظہ اللہ

دعا کرتے وقت دونوں ہتھیلیوں کا رخ اپنے منہ کی جانب کریں۔ سیدنا سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كان اذا سال الله جعل باطن كفيه اليه" (صحیح الجامع) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تو ہتھیلیوں کا اندرونی حصہ اپنی طرف کر لیتے تھے۔ سیدنا مالک بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذا سالتم الله فاسئلوه ببطون اكفكم ولا تسالوه بظهورها (ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، حسنہ الالبانی رحمہ اللہ علیہ) ترجمہ: جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو (دعا مانگو) تو اس سے ہتھیلیاں سامنے کر کے مانگو اور ہاتھوں کی پشت اوپر کر کے دعا نہ مانگو (بحوالہ کتاب: تحفۃ السائلین ص 22)

دعا میں ابتہال کرنے کا حکم:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: المسالة ان ترفع يديك حذو منكبيك اونحوهما، والاستغفار ان تشير باصبع واحدة والابتهال ان تمد يديك جميعا۔ (ابو داؤد، باب الدعاء، صححه الالبانی رحمة الله عليه) دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا ان کے قریب تک اٹھائے اور استغفار کا طریقہ اس طرح ہے کہ تو ایک انگلی سے اشارہ کرے اور ابتہال اس طرح ہے کہ تو اپنے دونوں ہاتھوں کو خوب پھیلا دے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

وضاحت: استغفار کرتے وقت شہادت کی انگلی اپنے نفس کی طرف کر کے عرض کرے ''اے اللہ! یہ نفس امارہ مجرم ہے، میں تیرا گنہگار بندہ حاضر ہوں، مجھے معاف کر دے، ابتہال دعا میں مبالغہ کرنے کو کہا جاتا ہے۔ یعنی انتہائی عاجزی اور انکساری سے مانگتے وقت دونوں ہاتھوں کو خوب پھیلا دے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: والابتهال هكذا، ورفع يديه وجعل ظهور هما مما يلي وجهه۔ اور ابتہال (مبالغہ آرائی سے دعا کرنا) اس طرح ہے اور آپ (ابن عباس رضی اللہ عنہ) نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور دونوں ہتھیلیوں کے اندرونی حصے کو اپنے چہرے کی جانب کیا (ابوداؤد، باب الدعاء، صححہ الالبانی رحمۃ اللہ علیہ)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: كان يجعل اصبعيه حذاء منكبيه ويدعو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے وقت اپنی انگلیاں کندھوں کے برابر بلند کرتے تھے (مشکوۃ المصابیح) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: انه رفع يديه حتىٰ رأيت بياض ابطيه۔ (صحیح بخاری) بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں اس قدر ہاتھوں کو اٹھایا حتیٰ کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ عموماً دعا کے بعد اگر کوئی چہرے پر ہاتھ پھیر لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اسلاف سے یہ ثابت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سید عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دعا کے بعد اپنی ہتھیلیاں منہ پر مل لیا کرتے تھے (الادب المفرد للبخاری، رقم صححہ الحافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ کتاب: تحفۃ السالکین ص 25,24)

نماز کے بعد دعا مانگنے کے دلائل:

ایک حدیث میں ہے کہ "جب بندہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات پر شرم آتی ہے کہ اپنے بندے کے ہاتھ خالی لوٹائے۔ یہ حدیث اپنے عموم پر دلالت کرتی ہے، جس کی تخصیص بلا دلیل جائز نہیں اور پھر یہ کہ فرض نمازوں کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے کی ممانعت بھی کسی صحیح اور صریح حدیث سے ثابت نہیں بلکہ کئی ایک

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

روایات سے تو اس کے ثبوت پر صریحاً جواز ملتا ہے، گو وہ روایات ضعیف ہی ہیں۔
علامہ عبدالرحمٰن محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: قلت: الراجح عندی ان رفع الیدین فی الدعاء بعد الصلاۃ جائز. لو فعله احد لا بأس علیه ان شاء الله والله اعلم: میں (عبدالرحمٰن) کہتا ہوں کہ میرے نزدیک راجح بات یہی ہے کہ بلاشبہ نماز (فرضی ہو یا نفلی) کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے جائز ہیں۔ اگر کوئی یہ کام (دعا میں ہاتھ اٹھانا) کر لیتا ہے تو اس پر کوئی حرج نہیں' ان شاء اللہ (باقی) اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے (بحوالہ تحفۃ الاحوذی' شرح ترمذی ج ا ص 445) (بحوالہ: القول المقبول ص 499 بحوالہ کتاب: تحفۃ السائلین ص 128)

نماز کے بعد دعا۔۔۔تمام اسلاف کا معمول:

قارئین! درج بالا فتویٰ صرف علامہ عبدالرحمان محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ ہی کا نہیں، بلکہ بیشتر محدثین کرام اور اسلاف اہل حدیث رحمہم اللہ کے حالات میں ثبوت ملتا ہے کہ وہ ہر فرض نماز کے بعد دعا مانگنے کے قائل اور فاعل تھے۔ صرف ایک مثال پیش کر کے موضوع کی طرف واپس آتے ہیں: شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات میں یہ بات ملتی ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد اجتماعی دعا مانگا کرتے تھے۔ ایک دن عصر کے وقت ان کے ہاں کوئی ایسے عالمِ دین تشریف لائے، جن کی تحقیق اس مسئلے میں نہایت کمزور تھی اور وہ نماز کے بعد دعا مانگنے سے حد درجہ گریز کرتے تھے۔ بقول مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کہ یہ بات نہایت افسوس ناک ہے کہ اب دعا کی روایت جماعتِ اہل حدیث میں ختم ہوگئی ہے، بلکہ بعض برخود غلط لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بات یہ ہے کہ ہمارے پرانے عالموں کی حالت ایسی تھی کہ انہیں ہر وقت اللہ کی ضرورت رہتی تھی۔ وہ اسی کے محتاج تھے، ہر شے اسی سے مانگتے تھے اور ہر وقت مانگتے تھے۔ نماز کے بعد بھی مانگتے تھے اور دیگر اوقات میں بھی مانگتے تھے۔ ہاتھ اٹھا کر بھی مانگتے اور ہاتھ اٹھائے بھی مانگتے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

دورِ حاضر کے علماء کے پاس سب کچھ موجود ہے۔ زمینیں بھی، کاروبار بھی، کوٹھیاں بھی، گاڑیاں بھی اور بڑی بڑی ملازمت بھی۔ ان کے بچے سمندر پار یونیورسٹیوں میں پڑھتے بھی ہیں اور کماتے بھی ہیں۔ رہی سہی کسر جہادوں نے پوری کردی ہے۔ اب یہ کروڑوں میں کھیلتے اور اربوں کے خواب دیکھتے ہیں۔ انہیں کیا ضرورت ہے، اللہ سے دعا مانگنے کی؟ یہی وجہ ہے کہ ادھر سلام پھیرا اور ادھر گھوڑے کی طرح اچھل کر کھڑے ہو گئے (بحوالہ کتاب: نقوش عظمت رفتہ۔ ص 23 ناشر مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور)

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر دماغی:

شیخ الحدیث مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان مولانا کو امامت کیلئے آگے کردیا۔ مگر سب نمازی آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ یہ تو نماز کے بعد دعا ہی نہیں کروائیں گے۔ مولانا سلفی رحمۃ اللہ علیہ بھی جہاں دیدہ اور زیرک انسان تھے۔ انہوں نے سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: ہمارے ایک نمازی کئی دن سے بیمار ہیں، ان کی صحت کیلئے دعا کروادیجئے۔ پس مولانا نے اسی وقت اجتماعی دعا کروادی۔ قارئین! آپ یہ تو غور کریں کہ احادیث میں جو بار بار یہ فرمایا گیا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے، تو فضیلت بیان کرنے کا یہ مقصد ہے کہ ہم دعا کے عمومی اوقات کے ساتھ ساتھ فرض نماز کے بعد والے وقت کو بھی کیش کریں۔ یعنی اس وقت میں قبولیت کے کھلے ہوئے دروازوں سے اپنی دعائیں عرش پر بھیجیں۔ بھلا حدیث میں بیان کی ہوئی دعا کی اس فضیلت کو سامنے رکھتے ہوئے کس پر بدعت کا فتویٰ لگ سکتا ہے؟

حدیث میں بھی امام کو دعا مانگنے کا حکم ہے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں کی امامت کرائے، وہ دعا کے وقت دوسروں کے بغیر صرف اپنے لیے دعا نہ کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا، تو اس نے لوگوں سے خیانت کی (سنن ابن ماجہ، ترمذی)

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

آپ ﷺ نے اس شخص کو ڈانٹ پلائی تھی جس نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! صرف مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی کو اس رحمت میں شریک نہ فرما۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا (صحیح البخاری حدیث:6010) ترجمہ: یقیناً تو نے اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو محدود کر دیا ہے۔ تو یہ دیکھیں کہ اوپر بیان کردہ حدیث میں جو فرمایا کہ امام صرف اپنے لیے نہ مانگے تو اس میں بھی اجتماعی دعا کا ثبوت ملتا ہے۔

غیر اللہ کے ساتھ ساتھ اللہ سے بھی نہ مانگو:

معروف عالم دین فضیلۃ الشیخ قاری خلیل الرحمان جاوید حفظہ اللہ (ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث کراچی) یکم دسمبر 2017ء کو گوجرانوالہ کے نواحی گاؤں لدھے والہ وڑائچ میں تشریف لائے اور سارا خطبہ جمعہ اسی عنوان پر ارشاد فرمایا کہ بدعت تو وہ ہوتی ہے، جس کی دین میں اصل نہ ہو، مگر ہماری جماعت میں اتنی شدت پسندی آچکی ہے کہ بعض مسنون اعمال کو بھی بدعت کہنا شروع ہو گئے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ کراچی کی ایک مسجد میں نماز ادا کی۔ سلام پھیرتے ہی مسجد کی تیسری صف میں ایک ضعیف شخص کھڑے ہو کر بولے: مولوی صاحب! براہ کرم دعا کروا دیں، کل میرا آپریشن ہے، اللہ عافیت والا معاملہ فرمائے۔ امام صاحب نے بابا جی کی بات پر کان ہی نہ دھرے۔ بابا جی سمجھے، شاید امام صاحب تک میری آواز نہیں پہنچی۔ انہوں نے دوبارہ وہی الفاظ دہرائے تو امام صاحب اس ضعیف بزرگ پر برس پڑے اور شدید غصے سے کہا: میں نے سن لیا ہے، لیکن دعا نہیں کروا سکتا، یہ بدعت ہے۔ بابا جی بے چارے سر جھکائے باہر کو چل دیے اور دبے لہجے میں بولے: آج تک تو یہی سنا تھا کہ اہل حدیث غیر اللہ سے نہیں مانگتے، مگر اب تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ سے بھی نہیں مانگنا چاہئے۔ بابا جی کے ان الفاظ نے میرا سینہ چیر دیا۔ حالانکہ میں خود پچھلے تقریباً بارہ برس سے امامت کروا رہا ہوں، میں تو نماز کے بعد دعا ضرور مانگتا ہوں۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کیاادب صرف حنفیوں کی میراث ہے؟

اسی طرح مجھے ایک مرتبہ پروفیسر حافظ عبداللہ صاحب بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ہماری مسجد میں ایک بزرگ آدمی اپنی عینک اپنے سامنے صف پر رکھ کے بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک نوجوان نمازی وہاں سے گزرنے لگا تو اسکے پاؤں کی ٹھوکر سے عینک دور جا گری۔ وہ نوجوان پریشانی سے عینک پکڑ کر واپس لایا اور بولا، بابا جی معذرت چاہتا ہوں، مجھے پتہ نہیں چلا تھا، مگر خدا کا شکر ہے کہ عینک ٹوٹنے سے بچ گئی ہے۔ یہ کہہ کر چل پڑا۔ بوڑھے آدمی نے پیچھے سے آواز دی: اوئے تُو حنفی ہے؟ نوجوان چونک کر بولا: نہیں بابا جی! الحمدللہ میں تو اہل حدیث ہوں۔ کہنے لگے: پھر ضرور تیرے بڑے حنفی ہوں گے۔ وہ بولا، ہاں پہلے ہمارے بڑے حنفی تھے، پھر الحمدللہ سب کے سب اہل حدیث ہو گئے۔ بوڑھا آدمی کہنے لگا: ہاں۔۔۔ اسی لیے تو میں حیران ہوا ہوں کہ اگر یہ پکا اہل حدیث ہوتا تو یوں واپس آ کر معذرت نہ کرتا۔ اُلٹا میرے بڑھاپے کا خیال کیے بغیر مجھے ڈانٹ کر کہتا کہ بزرگو! یہ کوئی عینک رکھنے کی جگہ ہے؟ تو میرے دوستو! پروفیسر حافظ عبداللہ صاحب بہاولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعے میں ہمارے لیے عبرت کا سامان ہے کہ ہمارے اسلاف تو ادب کا مجسمہ ہوا کرتے تھے، آج ہم کس راہ پہ چل پڑے ہیں۔ خدارا واپس پلٹ آئیں (از: مرتب)

نوٹ: قاری خلیل الرحمان صاحب حفظہ اللہ کے یہ دونوں واقعات قاری محمد طاہر محمود حفظہ اللہ (فاضل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ۔ امام وخطیب جامع مسجد رحمانیہ قلعہ میہاں سنگھ) نے سنائے، جوان کے سامنے اس خطبۂ جمعہ میں خود موجود تھے۔

علامہ یزدانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(علامہ حبیب الرحمان یزدانی شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) حضرت آمنہ علیہا السلام کے لال، پیکر حسن وجمال اور ساری کائنات کے سردار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

پیغمبر جو معصوم عن الخطاء ہیں، میرا عقیدہ پیغمبر ﷺ کے متعلق یہ ہے کہ میرے آقا ﷺ بخشے بخشائے تھے۔ اگر ساری زندگی کوئی عبادت اور نیکی نہ بھی کرتے تو بھی میرے آقا ﷺ کی شان میں کوئی فرق نہیں آسکتا تھا' مرتبت اتنی ہے' عظمت اتنی ہے' شرافت اتنی ہے۔ علوِ مقام اتنا ہے، اس کے باوجود میرے اور تمہارے پیرومرشد جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے نفلی عبادت پر بڑا زور دیا ہے۔

چاروں عالم کا دولہا ہمارا نبی ﷺ:

کائنات میں چار عالم ہیں۔ ایک عالم ارواح' ایک عالم دنیا' ایک عالم قبر' ایک عالم حشر' میں صدقے جاؤں میرے آقا ﷺ کے، جب عالم ارواح میں تھے تو سب نبیوں کی ارواح سے افضل تھے۔ عالم دنیا پر آئے تو میں بتاؤں کہ کیا شانیں لے کر آئے۔ کیا شرافتیں لے کر آئے اور کیا رفعتیں لے کر آئے؟؟؟ ''والضحٰی'' کا چہرہ لے کر آئے، ''واللیل'' کی زلفیں لے کر آئے۔ ''الم نشرح'' کا سینہ لے کر آئے۔ ''ومارمیت اذرمیت'' کے ہاتھ لے کر آئے'' قدنری تقلب وجھک فی السماء'' کی پیشانی لے کر آئے۔ ''مازاغ البصر وماطغی'' کی آنکھیں لے کر آئے۔ ''یاایھا المزمل'' کی کملی لے کر آئے۔ آدم علیہ السلام کی انابت لے کر آئے۔ نوح علیہ السلام کی استقامت لے کر آئے۔ ہود علیہ السلام کی ہدایت لے کر آئے۔ صالح علیہ السلام کی صالحیت لے کر آئے۔ ابراہیم علیہ السلام کی خلیلی لے کر آئے۔ اسماعیل علیہ السلام کی حلیمی لے کر آئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی کلیمی لے کر آئے۔ ایوب علیہ السلام کا صبر لے کر آئے۔ یونس علیہ السلام کی دعا لے کر آئے۔ زکریا علیہ السلام کا ذکر لے کر آئے۔ یحییٰ علیہ السلام کا زہد لے کر آئے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت لے کر آئے۔ یوسف علیہ السلام کا حسن لے کر آئے اور یعقوب علیہ السلام کا حزن لے کر آئے اور آمنہ علیہا السلام کے لال بن کر آئے۔ فاطمۃ الزہراء،

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

زینب اور کلثوم رضی اللہ عنہن کے باپ بن کر آئے۔ رب ذوالجلال کے غلام بن کر آئے، ساری کائنات امام بن کر آئے (بحوالہ: خطبات یزدانی ج ۲ ص 301،302)

چودہ طبق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تلے تھے:

یا اللہ! تو نے خلیل اللہ علیہ السلام کو معراج کروائی ہے تو آگ میں کروائی ہے۔ یا اللہ تو نے معراج کروائی ہے اسماعیل علیہ السلام کو تو چھری کے نیچے کروائی ہے۔ یوسف علیہ السلام کو معراج کروائی ہے تو کنویں میں گرا کر کروائی ہے۔ اللہ اپنے موسیٰ علیہ السلام کو کروائی ہے تو کوہ طور پر کروائی ہے اور جب میرے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو زمین سے کیوں اٹھالیا ساتویں آسمانوں پر کیوں پہنچا دیا؟ فرمایا: یزدانی بات یہ ہے کہ میں نے کائنات کو بتانا تھا کہ ساتوں زمینیں' ساتوں آسمان اور چودہ طبق میرے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے اور میرا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چودہ طبقوں کے اوپر۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر اگر کوئی ہے تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہے۔

خدا سے تو کم ہیں مگر سب سے زیادہ دو عالم سے اعلیٰ ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام:

میرے پیرو مرشد صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ دنیا سے عالم قبر میں گئے، پھر بھی سب سے اونچی شانیں لے کر گئے۔ اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک "روضۃ من ریاض الجنۃ" ہے۔ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو قبر اور برزخ کی زندگی ہے، وہ بھی سب سے اعلیٰ ہے۔

قیامت میں سب سے اونچی شان

عالم قبر سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم حشر میں جانا ہے اور دوستو! میرا عقیدہ یہ ہے کہ پھر بھی سب سے اونچی شانیں لے کر جانا ہے۔ حمد کا جھنڈا ہوگا تو میرے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا (بحوالہ کتاب: خطبات یزدانی ج ۲ ص 305،306)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

لوگو! میرا عقیدہ نوٹ کرلو۔ آمنہ کے لال ﷺ نسل اور جنس کے لحاظ سے انسان ہیں لیکن شان کے لحاظ سے سارے جہان سے افضل ہیں۔

بشر ان سا جہاں میں پھر نہیں آیا نہ آئے گا
نبیؐ ان سا جہاں میں پھر نہیں آیا نہ آئے گا

بہت آئے ہدایت کیلئے دنیا میں پیغمبرؑ
محمد ﷺ جیسا پیغمبرؑ نہیں آیا نہ آئے گا

خلیل اللہ بھی آئے کلیم اللہ بھی لیکن
محمد ﷺ پاک سا مظہر نہیں آیا نہ آئے گا

بہت آئے جہاں میں ساقیان دلربا لیکن
مثال ساقی کوثر ﷺ نہیں آیا نہ آئے گا

یوں تو حسن یوسفؑ کا چرچا ہے زمانے میں
محمد ﷺ سا حسین پیکر نہیں آیا نہ آئے گا

میرا اعلان ہے لوگو، میرا پیغام ہے لوگو
محمد ﷺ سے نبیؐ بہتر نہیں آیا نہ آئے گا

قبروں پر حاضری کا ادب

سنت عمل یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی قبر کی زیارت کی جائے' خواہ وہ کسی نبیؑ کی ہو یا کسی ولیؒ کی ہو تو سلام کیا جائے اور اللہ سے صاحب قبر کیلئے دعا مانگی جائے۔ یہ دعا بمنزلہ جنازہ کے ہے (بحوالہ کتاب: تصوف کی حقیقت ص 81)

میت کا اکرام کرنے کی صورتیں:

حارث ابن ابی اسامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اچھا کفن دو، اپنے مردوں کو۔ پس تحقیق وہ فخر کرتے ہیں آپس میں اور ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہیں اپنی قبروں میں۔

(بحوالہ کتاب: تہذیب نسواں ص 383 ناشر: نعمانی کتب خانہ، اردو بازار لاہور)

مردے کا ادب زندوں کی طرح کیا جائے:

زائر کو یہ بھی چاہیے کہ میت کا ویسا ہی ادب ولحاظ کرے، جیسا کہ اس کی زندگی میں کرتا تھا۔ یعنی اگر دنیا میں بسبب اس کی بزرگی کے ادب کی راہ سے اس سے دور بیٹھتا تھا تو زیارت کے وقت بھی اس کی قبر سے دور کھڑا رہے یا بیٹھ جاوے اور جو زندگی میں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اس کے پاس بیٹھتا تھا تو اب بھی قریب بیٹھے۔ اور مراد بزرگی سے یہ ہے کہ متوفی رشتے میں بڑا ہو، جیسے والدین وغیرہ۔ یا دین کی جہت سے بزرگ ہو، جیسے استاذ، پیر، عالم، درویش وغیرہ۔ اور سلام پڑھتے وقت اس لیے ادب کرنا چاہیے کہ میت سلام کرنے والے کو پہچانتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے، جیسا کہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے "استذکار والتمہید" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

قال رسول اللہ ما من احد یمر بقبر اخیه المؤمن کان یعرفه فی الدنیا فسلم علیه الا عرفه ورد علیه السلام۔

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: "نہیں ہے کوئی شخص کہ گزرے اپنے مومن بھائی کی قبر پر اور وہ اس کو دنیا میں پہچانتا تھا پھر اس پر سلام پڑھے مگر وہ اس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے"۔ اور قبروں پر بیٹھنا یا ان پر تکیہ کرنا اور ان کی طرف نماز پڑھنا ان کے نزدیک سونا منع ہے۔ اسی طرح ان کو روندنا اور ان پر پیشاب اور پاخانہ کرنا بھی منع ہے۔

زیارت قبور کرنے میں وقت کا خاص تعین:

قبرستان میں ننگے پاؤں جانا مستحب ہے اور والدین کی زیارت کے لیے جمعے کے دن یا ہر ہفتے میں ایک بار جانا بہتر ہے جیسا کہ "امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ" نے "شعب الایمان" میں مرسلاً روایت کیا ہے: عن محمد بن النعمان یرفع الحدیث الی النبی ﷺ قال من زار قبر ابویه او احدهما فی کل جمعةٍ غفر له وکتب برًا۔ یعنی روایت ہے محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ سے: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی زیارت کرے، اپنے ماں باپ کی قبر کی یا ایک کی ان میں سے ہر جمعہ کو تو بخشش کی جاتی ہے واسطے اس کے اور لکھا جاتا ہے یعنی دیوان اعمال میں نیکی کرنے والا ساتھ ماں باپ کے (بحوالہ کتاب: تہذیب نسواں ص 439 مصنف: نواب شاہ جہاں بیگم۔ زوجہ نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ ادب کس نے کیا؟

عام طور پر ہمارے حنفی بریلوی حضرات، اہل حدیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ سید الرسل سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے ادب ہیں اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام نہیں کرتے۔ حالانکہ اہل حدیث کا مسلک یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیا کرتے تھے کیونکہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ کوئی ہوا تھا اور نہ ہوسکتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست فیض یافتہ تھے اور اللہ نے ان کو ازل سے ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت اور متابعت کیلئے منتخب کرلیا تھا' اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب امت سے زیادہ مقام پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاننے اور ماننے والے تھے اور سب سے زیادہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کرنے والے تھے۔ اسی لیے انہوں نے اپنے رشتے داروں اور دوستوں کو بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر اپنا دشمن بنالیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر اپنا ملک، گھر بار سب کچھ قربان کردیا۔ یہاں تک کہ اپنی قیمتی جانیں بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر نچھاور کر کے دکھا دیں اور دنیا کی سب مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کیں مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن نہ چھوڑا۔ اس وجہ سے جماعت اہل حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آداب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتب احادیث میں موجود ہیں۔ ہم ذیل میں اپنے حنفی بھائیوں کی ہدایت کی خاطر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آداب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند واقعات پیش کرتے ہیں، ورنہ یہ ادب واحترام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مضمون نہایت طویل اور روح پرور ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آداب کے متعلق یہ الفاظ بیان فرمائے ہیں کہ جب حضور اکرم

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ حال ہوتا کہ: گویا کہ ان کے سروں پر کوئی پرندہ بیٹھا ہوا ہے، اس لیے وہ حرکت نہیں کرتے (بحوالہ کتاب: صراط مستقیم ص196 تا 199 مصنف: مولانا عبدالرحمان رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر)

مولانا قاری محمد شریف الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا خطبۂ ادب

جو شخص درود شریف نہیں پڑھتا، وہ اپنی سزا سن لے۔ ایک دفعہ اللہ کے نبی ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کیلئے منبر پر تشریف لے گئے۔ مسجد نبوی ﷺ ہے اور آپ کا شہر مدینہ طیبہ ہے، جب حضرت ﷺ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو آپ ﷺ زبان نبوت سے فرماتے ہیں۔ اللھم آمین۔ پھر آپ نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا۔ آمین! پھر آپ نے منبر کی تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا۔ آمین! حضرت محمد ﷺ خطبہ ارشاد فرما کر فارغ ہوئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بیٹھے ہوئے ہیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہتے ہیں سرکار ﷺ آج ہم نے ایک بڑی عجیب ہی بات دیکھی ہے۔ جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو زبان نبوت سے آمین فرمایا۔ پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو پھر آمین فرمایا۔ پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو پھر آمین فرمایا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں اے میرے صحابہ! سنو میں نے کیوں آمین کہی ہے؟ جب میں نے منبر پر قدم رکھا تو جبرائیل علیہ السلام آ گئے، آ کر کہتے ہیں سوہنیا! جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام مبارک لیا جائے اور وہ سن کر آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے اس پر اللہ کی لعنت ہو، وہ تباہ و برباد اور ذلیل ہو جائے۔ میں نے فرمایا۔ آمین! میرے بھائیو! جبرائیل علیہ السلام بددعا کر رہے ہیں اور میرے محمد ﷺ آمین کہہ رہے ہیں، ذرا دیکھو تو سہی کہ بددعا کی تائید کون سی ہستی کر رہی ہے۔ کتنا بدبخت ہے وہ انسان جس کے حق میں جبرائیل علیہ السلام اور اللہ کے رسول ﷺ بددعا کریں۔ اللہ ہمیں نبی پاک ﷺ کی دعائیں لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ میرے بھائیو! نبی

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا لیا کرو بددعا سے بچو۔ آج بھی اگر کوئی آدمی چاہے تو وہ درود شریف کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا لے سکتا ہے۔(بحوالہ کتاب: خطبات الٰہ آبادی ص 247 تا 250 ناشر: مکتبہ ربانیہ منڈی عثمانوالہ قصور)

ائمہ کرام رحمہم اللہ میں ایک دوسرے کا ادب

کسی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا۔ فرمایا سنو! لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کی اولاد ہیں۔ کسی نے امام سفیان بن عینیہ وامام مالک رحمہما اللہ کے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو حجاز سے علم حدیث ناپید ہوجاتا۔ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی قول نقل کرتے تو فرماتے "ہذا قول استاذنا الامام مالک" یہ ہمارے استاد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ کسی نے پوچھا آپ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جیسا آدمی بھی دیکھا ہے۔ فرمایا: ہماری کیا حقیقت ہے جو علم اور عمل میں ہم سے زیادہ ہیں، وہ یہی کہتے رہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جیسا آدمی ہم نے نہیں دیکھا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق فرماتے تھے: والصحابۃ فوقنا فی کل علم واجتھاد و ورع وعقل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہم سے علم اجتہاد تقویٰ اور عقل میں بڑھے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر کسی شخص نے کعبہ تک پیدل جانے کی نذر مانی اور پھر اس نذر کو پورا نہ کرسکا تو کیا کرے؟ فرمایا: قسم کا کفارہ ادا کرے اور ہم سے بہتر شخص حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی کیا ہے(بحوالہ کتاب: سیرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ ص 58، 59 مصنف: مولانا محمد خالد انصاری رحمۃ اللہ علیہ ناشر: دارالفرقان اردو بازار لاہور)

مفسر قرآن حافظ عبدالستار حامد حفظہ اللہ کی مجلس ادب

پاک کاغذات کا ادب واحترام:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ادب، احترام، تعظیم اور توقیر کرنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہے۔ بلکہ کاغذ کے جس ٹکڑے پر بسم اللہ تحریر ہو، اس کاغذ کا احترام کرنا بھی لازمی اور ضروری ہے۔ صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ من رفع قرطاسا من الارض فیه بسم الله الرحمٰن الرحیم اجلالله ان یداس کتب عنده من الصدیقین و خفف من والدیه (تفسیر کبیر ص 88 ج 1 غنیۃ الطالبین عربی اردو ص 201 فصل فی فضل بسم اللہ) (ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کاغذ کے بسم اللہ، لکھے ہوئے ٹکڑے کو اس خیال سے اٹھاتا ہے کہ کسی کے پاؤں تلے نہ آجائے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا نام صدیقین میں لکھ دیا جاتا ہے اور اگر اس کے والدین فوت ہو چکے ہوں اور عذاب میں مبتلا ہوں تو بیٹے کے اس عمل کی وجہ سے اس کے ماں باپ کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ سبحان اللہ۔ اللہ کریم ہم سب کو بسم اللہ قرآن حکیم کے لکھے ہوئے کاغذات کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ کا ادب نہ کرنے والا ملعون ہے:

اگر کوئی شخص بسم اللہ لکھے ہوئے کاغذ کا احترام نہ کرے۔ اسے پاؤں تلے روندے یا جان بوجھ کر زمین پر پھینک دے تو ایسے شخص کو امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ملعون قرار دیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ایک مرسل حدیث میں بیان فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ زمین پر گرے ہوئے ایک کاغذ کے قریب سے گزرے تو اپنے خادم سے فرمایا۔ ''ماھذا؟'' دیکھو یہ کاغذ کیسا ہے۔ اس نوجوان نے کاغذ اٹھایا۔ اسے کھولا تو اس میں بسم اللہ لکھی ہوئی تھی، خادم نے عرض کیا۔ حضور! اس کاغذ پر تو بسم اللہ لکھی ہوئی ہے۔ فرمایا ''لعن اللہ من فعل ھذا'' جس شخص نے بسم اللہ لکھا ہوا کاغذ زمین پر پھینکا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے۔ نیز فرمایا ''لاتضعوا اسم اللہ الا فی موضعه'' تم اللہ تعالیٰ کا نام لکھے ہوئے کاغذ کو احترام کی جگہ رکھا کرو (مراسیل ابی داؤد صفحہ 20 باب الکتاب یلقی فی الطریق)

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

برادران محترم! بسم اللہ کا احترام کرنے کے فوائد کے ضمن میں صرف ایک واقعہ عرض کر کے بات کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہوں اور اس واقعہ عجیبہ کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ بسم اللہ کے احترام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بڑے بڑے گناہ گاروں کو معاف فرمادیتا ہے۔

بسم اللہ کے ادب سے مقام ولایت:

اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندے حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جنہیں لوگ ''داتا صاحب'' کہتے ہیں حالانکہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کیلئے مناسب اور روا نہیں کیونکہ داتا کا معنی ہے دینے والا یعنی رزق دینے والا' اولاد دینے والا' کاروبار میں برکت دینے والا' شفاء دینے والا وغیرہ اور ان تمام اختیارات کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا داتا صرف اللہ تعالیٰ کو ہی جاننا اور ماننا چاہیے ۔بہرحال حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''کشف المحجوب'' میں ایک ولی کامل حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ بشر نامی ایک نوجوان شراب کا دلدادہ تھا اور ہر عیب' گناہ اور نقص اس میں پایا جاتا تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بشر شراب خانہ سے مستی کی حالت میں کہیں جارہا تھا کہ اسے زمین پر گرد وغبار میں لتا ہوا کاغذ کا ایک ٹکڑا نظر آیا۔ اس نے اسے اٹھا کر دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' وہ نوجوان اس گرد وغبار والے کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا نام دیکھ کر از حد پریشان ہوا اور دل میں خیال کیا کہ میرے اللہ کے مبارک نام کی کس قدر توہین ہورہی ہے۔ اس کاغذ کو پاک کیا۔ بڑی تعظیم کے ساتھ اسے اٹھایا۔ عطر لگایا اور انتہائی ادب واحترام کے ساتھ ایک بلند اور پاکیزہ جگہ پر رکھ دیا۔ اسی رات جب یہ نوجوان نیند کی آغوش میں گیا تو خواب کی حالت میں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ملی۔ یا بشر طیبت اسمی فبعزتی لاطیبن اسمك فی الدنیا والاخرہ۔ ترجمہ: اے بشر! تو نے

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 195/273

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

میرے نام کو خوشبو لگا کر معطر کیا۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں تیرے نام کو دنیا اور آخرت میں معطر کردوں گا۔ (نیند سے بیدار ہو' توبہ کر اور خوشخبری سن کہ میرے نام کے احترام کی وجہ سے میں نے تیرے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا ہے اور میں نے تیرے نام کو ایسا باعزت بنادیا ہے کہ جو بھی تیرا نام سنے گا اپنے دل میں راحت محسوس کرے گا (کشف المحجوب مترجم صفحہ نمبر 159، تفسیر قرطبی 91 جلد 1) آپ نے غور فرمایا کہ بسم اللہ کے احترام' ادب' عزت' توقیر' تکریم اور تعظیم کی وجہ سے رب تعالیٰ نے ایک شرابی اور گناہ گار کے تمام گناہوں کو معاف کرکے اسے اپنا دوست اور ولی بنالیا اور اس کے نام کو عزت واحترام عطا فرمایا۔ سبحان اللہ۔ شاید انہی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ

تُوں اَج اَدبوں گرد اُتاری اِسم اساڈے پاروں پاک کیتے اَساں دفتر تیرے حکم ہویا سرکاروں

(بحوالہ کتاب: خطبات سورہ فاتحہ ص 63 ناشر: حامد اکیڈمی، وزیر آباد)

لکھوی خاندان میں ادب کا رواج

وقضٰی ربك الا تعبدوا الا ایاه وبالوالدین احسانا

کے مطابق حقوق اللہ کے بعد والدین کی خدمت واطاعت مولانا حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا شعار تھا۔ جب ان کے والد حافظ بارک اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوئی بات فرماتے تو حافظ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بلا تامل اس پر عمل پیرا ہوتے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اپنے والد ماجد کو صاحب کشف والہام سمجھتے تھے۔ ان کا ارشاد اگر بظاہر ناقابل فہم بھی ہوتا تو حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کو کشف والہام پر محمول کرکے عملی جامہ پہنا دیتے (بحوالہ کتاب: الفیوض المحمدیہ ص ۵۷ تالیف: مولانا ابراہیم خلیل فیروز پوری رحمۃ اللہ علیہ)

کشف کی بدولت نقصان سے حفاظت:

مولانا عبدالرحمٰن لکھوی رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ پنجاب مولانا عطاء اللہ لکھوی رحمۃ اللہ علیہ ایسا ہی

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں: ایک دفعہ حافظ محمد صاحب لکھوی رحمۃ اللہ علیہ نے حصول غلہ کیلئے کچھ جوار کاشت کی۔ جب وہ پکنے کے قریب ہوئی اور اس کے پکنے میں ابھی مزید چند یوم کی ضرورت تھی، لیکن حافظ بارک اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بلا کر حافظ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ جا کر جوار کی فصل کاٹ دو۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جا کر کاٹ دیا۔ فرماتے تھے کہ میں اس کو کاٹتا تھا اور ساتھ ہی ساتھ یہ سوچتا تھا کہ واللہ اعلم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کاٹنے کا حکم کیوں دیا ہے؟ حالانکہ ابھی تک اس کی پختگی میں چند یوم کی تاخیر کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس میں بھی کوئی حکمت ہوگی۔ اس کے صرف تین دن بعد ایسا شدید طوفان آیا جس سے تمام لوگوں کی فصلیں تباہ ہوگئیں، صرف ہماری جوار محفوظ رہی۔ باقی تمام لوگ اپنی فصل سے محروم ہوگئے، تب مجھے ان کے ارشاد کی حکمت معلوم ہوئی۔ (بحوالہ کتاب: الفیوض المحمدیہ ص ۷۶ ناشر: مکتبہ عزیزیہ حجرہ شاہ مقیم)

"فتاویٰ علمائے حدیث" میں ادب کا پیغام

مصنف: شیخ الحدیث مولانا علی محمد سعیدی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر: مکتبہ سعیدیہ۔ خانیوال

روضۂ اطہر کی زیارت کا ادب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر اور تمام بنی نوع انسان کے سردار ہیں اور روئے زمین پر کوئی دوسری ایسی قبر نہیں جس کی بابت یقینی طور پر کہا جا سکے کہ یہ نبیؑ کی قبر ہے اور اس کی نسبت صحیح ہو، حتیٰ کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر میں بھی اختلاف موجود ہے۔ ائمہ کرام رحمہم اللہ کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے پاس جا کر صرف یہ کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں خلفاء رضی اللہ عنہما پر درود وسلام بھیجے، کیونکہ "سنن اربعہ" میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو شخص مجھ پر سلام کہتا

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں" یہ ایک جید الاسناد حدیث ہے۔

درود شریف پڑھنے کا ادب:

نیز ابن ابی شیبہ اور دار قطنی کی روایت میں ہے کہ: جو شخص میری قبر کے پاس آ کر سلام کرتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔اس کی اسناد کسی قدر کمزور ہے لیکن دوسرے شواہد سے اس کی تقویت ہوتی ہے کیونکہ اہل سنن نے مختلف اسناد سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے"۔صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہوا ہے۔
نسائی وغیرہ میں آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو مجھ کو میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔(بحوالہ کتاب: فتاویٰ علمائے حدیث ج5 ص ۳۰۶)

اہل مدینہ کا طرز عمل:

ابن القاسم کہتے ہیں میں نے اہل مدینہ کو دیکھا کہ جب وہ مدینہ سے نکلتے یا اس میں داخل ہوتے ہیں تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر سلام کرتے ہیں اور میرا اپنا بھی یہی عمل ہے (بحوالہ کتاب: فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج ۵ ص ۳۰۷)

صالحین کی مشابہت اختیار کرنے کا حکم:

سوال: کیا نبی ﷺ ننگے سر پھرتے تھے؟ اس مسئلہ کی وضاحت قرآن وحدیث سے فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔(سائل: عبدالمنان اسحاق، منڈی کاموکی)

www.UBQARI.org

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

جواب: ننگے سر پھرنا اسلام میں جرم نہیں ہے۔ لیکن آج کل بے دین لوگوں نے اپنا خاص حلیہ اور خاص لباس بنایا ہوا ہے۔ دینداروں کو ان جیسا حلیہ نہیں بنانا چاہیے۔ ''سنن ابی داؤد'' کی حدیث میں 'من تشبه بقوم فهو منهم' شارحین اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جو شخص اپنے ظاہر میں غیر مسلم کا لباس ان کی سیرت و طریقہ اور بعض اعمال میں ان کی نقل اتارتا ہے، وہ انہی میں سے ہے۔ حضرت امام علقمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو نیک انسانوں کا لباس اپناتے ہیں اور ان کے طریقہ و چال وچلن کو اپناتے ہیں ان کی عزت کی جائے گی اور جو فاسق اور بدکردار لوگوں کے طریقہ و لباس کو اپنائے گا، ان کی عزت نہیں کی جائے گی۔

لباس پہننے کا ادب:

سنن ابی داؤد کتاب اللباس میں ابن الحنظلہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ: ''اصلحوا لباسکم حتی تکونوا کانکم شامة في الناس'' اپنے لباس کو درست کرو یہاں تک کہ تم لوگوں میں ممتاز نظر آؤ۔ الراقم: (شیخ الحدیث) مولانا ابوالبرکات احمد رحمۃ اللہ علیہ (فتاوٰی برکاتیہ ص ۳۰۵)

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ادب کا نمونہ

یوں تو مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ''لیس منا من لم یوقر کبیرنا'' کے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت تمام بزرگان ملت کا، چاہے وہ کسی خیال اور کسی عقیدہ کے ہوں، بڑا ادب کرتے تھے۔ لیکن اپنے استادوں کا خاص طور پر احترام فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی کسی استاد کی نافرمانی نہیں کی۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ دنیا میں ہر شخص کے تین باپ ہوتے ہیں، جن کا ادب واحترام کرنا اس پر واجب ہے۔ ایک وہ جس کے نطفے سے انسان پیدا ہوا، یعنی حقیقی باپ۔ دوسرا وہ جس کی لڑکی اس کے نکاح میں آئی، یعنی خسر اور تیسرا وہ جس سے اس نے کچھ پڑھا یا کوئی کام سیکھا یعنی استاد۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

اسی لئے معلم عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید سے فرمایا "تواضعوا لمن تعلمون منه" جس سے علم حاصل کرو، اس کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بے ادبی والے زمانے سے پناہ مانگی:

یہی وجہ ہے کہ مولانا مرحوم اپنے اساتذۂ کرام سے بے حد ادب و احترام کے ساتھ پیش آتے اور ان کی خدمت کو فخر سمجھتے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ان حالات میں ان طلباء کیلئے ایک سبق مضمر ہے۔ جو اپنے استاد کی نافرمانی پر اتراتے اور اپنی گستاخیوں کو بڑائی تصور کرتے ہیں۔ جناب ہادیٔ دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس زمانے سے پناہ مانگی اور اس عہد سے بیزاری ظاہر فرمائی ہے جس میں علماء و معلمین کی اطاعت نہ کی جائے۔ ان کے سامنے گستاخیاں کی جائیں اور ان کے ادب و لحاظ خدمت و تواضع سے منہ موڑا جائے۔ حضور علیہ السلام نے تو یہاں تک فرمایا کہ مسلمانوں کو غیر مذاہب کے بزرگوں اور لیڈروں کا بھی احترام کرنا چاہیے۔ اسی بناء پر ایک پنجابی شاعر نے بھی کہا ہے (بحوالہ کتاب: سیرت ثنائی ص ۱۰۱۔ ناشر: محمد ابوبکر قدوسی، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور)

؎ بے ادباں مقصود نہ حاصل تے درگاہ نہ ڈھوئی   تے منزل مقصود نہ پہنچا باجھ ادب دے کوئی

اولیاء اللہ کے متعلق بدگمانی:

نواب سید محمد صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کو یہ گمان ہے کہ میں اولیاء اللہ تعالیٰ کا معتقد نہیں ہوں، حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ ولایتِ خدا کا وجود کتاب وسنت دونوں سے ثابت ہے اور کرامات کے وقوع پر بھی قرآن وحدیث دلیل ہیں (بحوالہ کتاب: اہل حدیث اور سیاست ص ۱۴۷ مصنف: مولانا نذیر احمد رحمانی رحمۃ اللہ علیہ)

گنبد خضریٰ کے سامنے تو جانور بھی گردن جھکاتے ہیں:

اہلحدیثوں کے متعلق خدا جانے یہ بدگمانی کن لوگوں نے پیدا کر دی ہے کہ وہ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ جانا ضروری نہیں سمجھتے ہیں اور وہ مکہ معظمہ ہی سے حج کر

facebook.com/Salfi.tasawuf

کے واپس چلے آتے ہیں، اسی موتمر عالم اسلامی کے اجلاس کے دوران سید سلیمان ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا مفہوم یہ تھا کہ جو اہلحدیث حج کی ادائیگی کے بعد یا اس سے پہلے مدینہ منورہ نہ آئے، روضۂ اقدس کی زیارت نہ کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام نہ پڑھے، اس کا دل محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہے۔ وہ خود مناسک حج سے فراغت کے بعد مکہ سے عازم مدینہ ہوئے تو ان کا خود بیان ہے کہ وہ اونٹنی پر مدینہ کا سفر کر رہے تھے، جونہی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مینارے اور گنبد خضراء نظر آیا تو میں نے دیکھا کہ اونٹنی کی گردن فرطِ احترام ومحبت میں اچانک جھک گئی اور میرے دل کی تو وہ کیفیت ہوئی کہ میں اس کا اظہار لفظوں میں نہیں کر سکتا (بحوالہ کتاب: چند رجال اہل حدیث ص ۵۰ مصنف: مولانا ابو علی اثری حفظہ اللہ۔ ناشر: ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ)

حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ادب کا نور:

حضرت عارف باللہ مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اہل اللہ پر طعن اور جرح کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے مردود اور محروم ہونے کا سبب سمجھتے اور اہل اللہ کے اقوال و افعال کو نصوص کے تابع کرتے (بحوالہ کتاب: سوانح عمری ص ۵۱، مصنف: مولانا احمد دین حنیف رحمۃ اللہ علیہ)

سرکش جن اور سلفی عالمِ دین کا ادب:

ولایت احمد قصاب کی ہمشیرہ کو جن تھا، جو کسی سے نہ نکلتا تھا۔ بڑے بڑے عامل آئے مگر جن کسی سے نہ نکلا۔ ولایت احمد، قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلیں شاید آپ کا کہا مان جائے۔ آپ نے فرمایا کہ میں جنات کا عامل نہیں ہوں، مگر خیر تم جاؤ اور اسے میرا اسلام کہہ کر یہ پیغام پہنچا دو کہ وہ کہتے ہیں اب تم چلے جاؤ۔ چنانچہ ولایت احمد نے ایسا ہی کیا۔ کہا قاضی محمد سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمہیں اسلام علیکم کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اب تم چلے جاؤ۔ جن نے کہا: قسم کھاؤ کہ واقعی انہوں نے یہ کہا ہے۔ اس نے کہا بخدا

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

انہوں نے یہی کہا ہے۔ جن بولا، بہت اچھا! لیجئے اب میں جاتا ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد اس کی ہمشیرہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آرام ہو گیا۔ (بحوالہ کتاب: بسوانح عمری ص ۸۸)

مجذوب صرف اولیاء کا ادب کرتے ہیں:

قاضی عبدالرحمن صاحب پٹیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ نابھہ میں ایک مستانہ فقیر تھا جو بالکل ننگ دھڑنگ رہتا تھا اور مجذوب تھا۔ کسی نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا، آپ نے اُسے ملنے کا ارادہ کیا اور فرمایا کہ کل چلیں گے اور اس کیلئے کچھ کھانا بھی لے جائیں گے۔ چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ گئے اور ابھی اسٹیشن سے اترے ہی تھے کہ اس نے کہنا شروع کیا: کپڑے لاؤ، کپڑے لاؤ، ایک بزرگ آ رہا ہے اور مجھے اس سے حیا آتی ہے۔ چنانچہ قاضی جی رحمۃ اللہ علیہ کے پہنچنے سے پہلے ہی اس نے کپڑا اوڑھ لیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پہنچے تو نہایت تکریم سے پیش آیا اور دیر تک آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علمِ سلوک کی باتیں کرتا رہا۔ کھانا بھی کھایا اور کہا کہ جو آج کھانے کا مزہ آیا ہے، عمر بھر کبھی نہیں آیا۔ پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تو اس نے کپڑے اتار پھینکے اور اسی طرح دیوانہ ہو گیا (بحوالہ کتاب: بسوانح عمری ص 90 ناشر: محمدی اکیڈمی، توحید گنج، منڈی بہاؤالدین)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا احترام:

جب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حج کو جا رہے تھے تو فرمایا کہ عبدالعزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا (یعنی میرا پوتا) اس کا نام معزالدین حسن رکھنا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حج پر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچے تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش امام آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت مدارات کرنے لگے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ جوتیاں سیدھی کرنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ کیا؟ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''محمد سلیمان ہمارا مہمان ہے، اس کی مدارات میں فرق نہ کرنا (بحوالہ کتاب: بسوانح عمری ص ۹۲)

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 202/273

اسلاف کو خراج تحسین پیش کرنا، زندہ قوموں کی علامت

اکابر کی خدمات کا تذکرہ کرنا اور ان کو خراج تحسین پیش کرنا اور اسلاف کی نہج کو اپنانا، ان جیسا ذوق وشوق اور جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا زندہ قوموں کی علامت ووطیرہ ہے۔نوجوان نسل اور آئندہ نسلوں کیلئے ایک راہ عمل ہے۔اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے کلام مقدس میں اس راہ عمل کے لئے انبیاء واولیاء اور اپنے نیک بندوں کا کئی مقامات پر تذکرہ فرمایا:واذ کر فی الکتاب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیاً"۔"واذ کر فی الکتب مریم اذا انتبذت من اھلھا مکانا شرقیا"واذ کر فی الکتاب موسٰی انہ کان مخلصاً وکان رسولا نبیاً۔دوسرے نمبر پر کسی کے فوت ہوجانے کے بعد اس کی اچھی عادات اور خصلتوں کا باہم تذکرہ کرنا، اس کیلئے باعث رحمت ونجات اور تحدیث نعمت ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک جنازہ اٹھا تو لوگوں نے اس کی اچھائیاں بیان کرنا شروع کردیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(وجبت) پھر ایک جنازہ اٹھا تو لوگوں نے اس کی برائیاں بیان کرنا شروع کردیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:(وجبت) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا:اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (وجبت) کا کیا مطلب ہے؟تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:جس کا جنازہ اٹھنے کے بعد تم نے اس کی خوبیاں بیان کیں، اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جنت واجب کر دی ہے(بحوالہ:ماہنامہ تنویر الھدیٰ سیالکوٹ۔جون 2009ص ۱۹ ایڈیٹر:حافظ محمد طیب محمدی)

قابل رشک انسانوں کا حلیہ:

موت کے قانون سے نہ کوئی نبی مستثنٰی ہے، نہ ولی، نہ عالم، نہ جاہل، نہ نیک، نہ بد، نہ مومن، نہ کافر، نہ شاہ، نہ گدا، اپنے اپنے وقت پر سبھی گئے اور سبھی کو جانا ہے۔لیکن جانے والوں میں کچھ ایسے خوش بخت بھی ہوتے ہیں کہ زندگی ان کے نقش پا سے راستے ڈھونڈتی ہے۔قومیں ان کے نور سے روشنی پاتی ہیں۔انسانیت ان سے غازہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

حسن مستعار لیتی ہے۔ شرافت ان پر ناز کرتی ہے۔ محبوبیت انہیں دیکھ دیکھ کر اپنے گیسو سنوارتی ہے۔ ایوانِ علم ان کے بہار آفریں وجود سے گل ولالہ بن جاتا ہے۔ مجروح قلب ان کے نفوس سے مرہم شفا پاتے ہیں۔ بے کس و درماندہ افراد ان کے سایۂ عاطفت میں پناہ لیتے ہیں۔ وہ شمع کی مانند خود پگھلتے ہیں، مگر مخلوق خدا پر ضوفشانی کرتے ہیں۔ خود جلتے ہیں، مگر دوسروں کو جلا بخشتے ہیں۔ خود بے چین و بے قرار رہ کر دوسروں کو راحت وسکون عطا کرتے ہیں۔ ان کے آئینہ رخ زیبا میں یادخدا کی تصویر جھلکتی نظر آتی ہے (اذا رؤوا ذکر اللہ) ان کی دید، دل کو سرور اور آنکھوں کو نور عطا کرتی ہے۔ ان کی محفل سکینت کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ بات کریں تو موتی رولتے ہیں، مسکرائیں تو پھول برساتے ہیں، ناز کریں تو آسمان سے صدائے لبیک آتی ہے، گڑگڑائیں تو عرش الٰہی کانپ جاتا ہے، دنیا سے بھی جاتے ہیں تو اس شان سے جاتے ہیں کہ چہار سو افسردگی چھا جاتی ہے۔ آسمان و زمین روتے ہیں، انسانیت کا پرچم سرنگوں ہو جاتا ہے، زمانہ تاریخ کی کروٹ بدل دیتا اور قصر ملت پر زلزلہ آ جاتا ہے۔ افسوس! کہ ہماری جماعت کی عظیم علمی، تحقیقی، سماجی اور دینی شخصیت کے حامل شیخ الحدیث مولانا محمد یحییٰ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ چلے گئے۔ (بحوالہ: ماہنامہ تنویر الھدیٰ ص ۴۳)

ارمغانِ تصوف مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ

مرکزِ روحانیت وامن کی طرف سے مورخِ اہلِ حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم کی 24 کتب کا نچوڑ، جس میں حضرت بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ایمان کو گرما دینے والے تقریباً 700 اسلاف اولیاء کرام رحمہم اللہ کی زندگی کے متصوفانہ واقعات، کرامات، وظائف اور باہمی رواداری کا مستند اور باحوالہ بیان ہے۔ یہ کتاب نہیں، بلکہ برصغیر پاک وہند کے تمام اہلِ حدیث علماء کی روحانی زندگی کا ایک مکمل اور بہترین انسائیکلو پیڈیا ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں (صفحات 1452 قیمت 1400 روپے)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

سراجاً منیرًا

مصنف: شمس العلماء مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: جمعیت اہل حدیث سیالکوٹ

مختصر تعارف:

قارئین! مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ وہ عظیم ہستی ہیں، جنہوں نے دہلی جا کر استاذ المحدثین حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازتِ روایت حاصل کی۔ ان کے متعلق مولانا نور حسین گھرجاکھی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ ایک جلسے کے دوران مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میری طبیعت ناساز ہے، تقریر نہیں کی جا رہی۔ اسی وقت مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا منہ کھلوا کر پھونک ماری تو ان کی طبیعت بھی بحال ہوگئی اور تقریر کے دوران مضامین کی آمد بھی ایسی ہوئی کہ خود مولانا صدیق رحمۃ اللہ علیہ بھی حیران رہ گئے (بحوالہ کتاب: قافلہ حدیث، ص 86 ناشر: مکتبہ قدوسیہ لاہور) مکتبہ دارالسلام کے سینئر ریسرچ اسکالر مولانا محمد عثمان منیب حفظہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کو پاؤں پہ پھوڑا نکل آیا، جس کا علاج ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا۔ جب بے ہوش کرنے لگے تو انہوں نے فرمایا: مجھے بے ہوش کرنے کیلئے نشہ آور دوائی نہ پلاؤ، بلکہ میں نماز میں کھڑا ہو جاتا ہوں، تم تسلی سے آپریشن کر لینا۔ لہٰذا انہوں نے نماز شروع کر دی اور ڈاکٹروں نے چیرا لگا کر زہریلا مواد نکال دیا اور مرہم پٹی کر کے فارغ ہوگئے، جبکہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو درد کا احساس تک نہ ہوا، کیونکہ وہ نماز کے خشوع و خضوع میں مگن تھے (نوٹ: مولانا عثمان منیب صاحب نے یہ بات جامع مسجد مینار والی اہل حدیث کے خطبہ جمعہ میں 30 مئی 2014 کو بیان فرمائی) آیئے اب چند لمحات مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے ادب سیکھنے میں گزارتے ہیں (از: مرتب)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

روحانی جنم دینے والے مرشد سے عقیدت:

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: جس طرح جسمانی جنم کے بعد جسمانی پرورش کی نگہداشت اور کفالت مہربان ماں باپ کرتے ہیں اسی طرح روحانی جنم یعنی بیعت کے بعد روحانی پرورش و اصلاح کی نگہداشت مرشد مشفق کرتا ہے۔ پس جس طرح بچہ جسمانی پرورش کے زمانہ میں ماں باپ پر اعتماد کر کے جوانی کی عمر کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح مرید کو بھی چاہیے کہ وہ روحانی تربیت کے زمانہ میں یعنی جبکہ وہ مرشد کی زیر نگرانی روحانی عملیات مسنونہ کی مشق کرتا ہو، اپنے مرشد سے خلوص و عقیدت رکھے۔ اور اس کی تعلیم کردہ ہدایتوں پر عمل کرتا رہے۔ تاکہ اپنی قسمت و کوشش کی مقدر منزلت کو حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص اور ہر شے کے لئے اپنے علم ازلی میں ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ وہی اس کی قسمت وہی اس کی تقدیر ہے۔ (بحوالہ کتاب: سراجا منیرا ص ۱۴ ناشر: جمعیت اہل حدیث سیالکوٹ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے کے آداب:

درود شریف کے برکات و فضائل جو احادیث میں وارد ہیں، ان پر نظر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات سے روحانی قرب حاصل کرنے کیلئے درود شریف سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ پس لازم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے کا خواہش مند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و محبت اپنے دل میں سب مخلوق سے زیادہ بٹھا دے اور اس میں شوق زیارت کا چراغ ہمیشہ جلائے رکھے۔ یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرح عشق و محبت کا درجہ حاصل ہو جائے اور ایسی حالت ہو جائے کہ ماہی بے آب کی طرح سعادت دیدار کی طلب میں تڑپتا رہے اور بغیر دیدار و زیارت کے یا کم از کم بغیر درود شریف اور ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے چین و آرام نہ پائے کیونکہ کثرت ذکر سے بھی دل و دماغ میں تسلی و اطمینان کی ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں بے قراری:

مولیٰ ثوبان رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہایت درجہ کی محبت تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے بغیر ان کو قرار نہیں آتا تھا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور ان کا چہرہ متغیر تھا اور غم کے آثار چہرے پر نمایاں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہ شفقت دریافت فرمایا کہ تمہارا رنگ کیوں متغیر ہے؟ انہوں نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان جائیں، مجھے کوئی بیماری یا آزار نہیں ہے مگر یہ کہ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھتا تو بے قرار ہو جاتا ہوں اور مجھے چین نہیں آتا۔ حتیٰ کے آپ سے ملاقات کر لوں۔ پھر جب میں آخرت کو یاد کرتا ہوں تو خوف کھاتا ہوں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں نہیں دیکھ سکوں گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء علیہم السلام کے ساتھ علیین کی بلندی پر ہونگے اور میں اگر داخل جنت ہو بھی گیا تو (بہر حال) میرا رتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رتبے سے ادنیٰ ہوگا۔ اور اگر میں (خدانخواستہ) داخل جنت نہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا، یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جن پر خدا نے انعام کیا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور صالحین اور یہ لوگ رفیق ہونے میں بہت اچھے ہیں۔ (سورۃ النساء) پس طالبِ زیارت، عاشق صادق کی طرح اپنے دل کو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے پُر رکھے اور اپنے فانوس سر میں زیارت کے شوق کا چراغ ہر دم روشن رکھے (بحوالہ کتاب: سراجاً منیراً ص ۲۱، ۲۲)

زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دیگر ہدایات:

خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق رکھنے والے کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنی جسمانی پرورش کے لئے کامل طور پر حلال کی خوراک کھائے۔ حرام تو کجا

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

مشتبہ سے بھی پرہیز کرے۔ ظاہری شریعت میں مالِ مشتبہ کی دعوت کھانی جائز ہے، لیکن اہل طریقت و اہل محبت کے نزدیک درست نہیں۔ مال حرام کی نسبت تو حدیث شریف میں صاف طور پر وارد ہے اور اسی حدیث میں مشتبہات کا بھی ذکر ہے کہ جس نے مشتبہات سے پرہیز کیا، اس نے اپنے دین کو نقصان سے اور اپنی عزت کو طعن سے بری رکھا (بخاری کتاب الایمان) یہ مقامِ ورع ہے۔ جو بعض محققین کے نزدیک مقام تقویٰ سے بلند تر ہے۔

صدقہ کے مال سے بچنے کی فکر:

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ مشتبہات سے بچنے سے ایمان کامل ہوتا ہے اور عزت محفوظ رہتی ہے۔ اسی مقام کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب اللقطہ" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بطریق ہمام بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں بعض اوقات اپنے گھر جاتا ہوں تو کوئی کھجور اپنے بستر پر گری ہوئی پاتا ہوں، اسے اٹھاتا ہوں کہ اسے کھاؤں پھر ڈر جاتا ہوں کہ مبادا یہ صدقہ (کی) ہو۔ پس میں اسے رکھ دیتا ہوں۔

لباس اور جسم بھی ہمیشہ پاک ہونا چاہئے:

اسی طرح شکم کی پاکیزگی کے بعد بدن اور لباس ہمیشہ پاک صاف رکھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو جو پیشاب کی نجاست سے پاک نہیں رہتا تھا، قبر کے عذاب میں مبتلاء دیکھا۔ پس جو شخص عالم برزخ میں عذاب میں گرفتار ہوگا۔ وہ حکماً اس دارِ دنیا میں بھی خدا کے غضب کے نیچے ہے۔ پس اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا لطف و کرم نہیں ہوسکتا۔ بالخصوص لباس کے متعلق اسی طرح کی پرہیز ضروری ہے۔ جیسا کہ شکم کی خوراک کے متعلق ہے کہ وہ حرام یا مشتبہ وجہ سے حاصل نہ کیا گیا ہو کیونکہ جس کا کھانا پینا اور لباس حرام وجہ سے ہو، اس کی تو عام

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

دعا بھی قبولیت کے قابل نہیں ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے (بلوغ المرام) چہ جائیکہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے شرف سے نوازا جائے۔

بُرے اخلاق سے بھی ہجرت کر جائیں:

پھر یہ کہ برے اعمال اور برے اخلاق سے کلی طور پر الگ رہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق عظیم پر تھے (سورۃ القلم) (بحوالہ کتاب: سراجاً منیراً ص ۲۳، ۲۴)

نبیؐ اور امتی کی آہ میں فرق:

اگر خدانخواستہ مراد حاصل نہ ہو۔ تو سمجھو کہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو گناہوں کی نجاست سے پاکیزگی نہیں ہوئی تو حضوری میں بازیابی نہیں ہوسکی۔ پس گناہوں کو یاد کر کے جناب باری میں تضرع وزاری کرے اور توبہ و استغفار کرے اور عمل جاری رکھے۔ یا یہ سمجھے کہ میرے ضعف کی وجہ سے عمل میں ضعف ہے پس ہر شب جمعہ کو ایسا کرے حتیٰ کہ عمل میں قوت حاصل ہو کر مقصود حاصل ہو سکے۔ دیکھتے نہیں کہ آیت کریمہ یعنی "لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین"۔ حضرت یونس علیہ السلام نے صرف ایک دفعہ پڑھی تھی اور خدا نے رحم کر دیا تھا لیکن اب اس کا عمل سوا لاکھ مرتبہ کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی درد بھری ایک آہ ہماری سوا لاکھ آہوں سے بھی زیادہ مؤثر تھی۔ کیونکہ وہ نبی اللہ تھے اور ہم امتی ہیں۔ نبی اور امتی میں جو فرق مرتبہ کا ہے وہ ظاہر ہے محتاج بیان نہیں پس کئے جاؤ کوشش میرے دوستو! (بحوالہ کتاب: سراجاً منیراً ص ۳۰)

حقے کی وجہ سے زیارت نہ ہوسکی:

گناہوں کی نجاست تو بہت بری بلا ہے۔ پرانے اہل دہلی میں تو یہ بھی مشہور تھا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری کا مرتبہ حاصل تھا۔ ایک دفعہ آپ کے ہاں کوئی مہمان آیا اور وہ حقہ پیتا تھا۔ خادم اس کیلئے

WWW.UBGARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

کہیں سے حقہ لے آئے، لیکن خادموں کو اس حقہ کا مکان سے نکال دینا یاد نہ رہا۔ پس حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زیارت ہونا رُک گئی۔ کئی روز کے بعد حضرت شاہ صاحب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مکان میں حقہ ہے، اس لئے ہم اس جگہ تشریف فرما نہیں ہوسکتے (بحوالہ کتاب: سراجاً منیراً ص ۳۰)

قرآن وسنت کی روشنی میں اولیاء کا احترام واجب ہے

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون- الذین امنوا وکانوا یتقون- (یونس ۶۲-۶۳)

سنو! اللہ تعالیٰ کے اولیاء کو کوئی خوف وڈر نہ ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ولی وہ ہوتے ہیں جو ایمان لانے کے بعد ہر برائی سے بچتے ہیں۔ شریعت محمدیہ میں ولی وہ ہے جو کتاب وسنت کا پابند ہو۔ اس کا عقیدہ خالص توحید کا ہو اور شریعت اسلامیہ پر مکمل عمل کرے۔ اس تعریف کی روشنی میں سب سے افضل اولیاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ صحابہ کرام کی ولایت وتقویٰ کی شہادتیں قرآن دیتا ہے۔ اولیاء اللہ کا احترام قرآن واحادیث کی روشنی میں واجب ہے (بحوالہ کتاب: تصوف وشریعت ص ۲ مصنف: شیخ الحدیث مولانا عباس انجم گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ناشر: جامع مسجد صدیقیہ اہلحدیث گوجرانوالہ)

مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب پر خطاب

بحوالہ: ہفت روزہ الاسلام، جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

اشاعتِ خاص 1976ء

قارئین! مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے ناظم بنے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پہلے

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں شعبہ اسلامیات کے صدر تھے، بعد ازاں اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور کے وائس چانسلر بنا دیے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ شیش محل روڈ لاہور پر واقع اپنے آبائی مدرسہ تقویۃ الاسلام میں جمعے کا خطبہ ارشاد فرماتے اور ہر جمعرات کو مغرب کے بعد محفل ذکر منعقد کرتے، جس کا تذکرہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے بھی ہفت روزہ الاعتصام میں کیا ہے۔ مؤرخہ 3 اپریل 2015ء کی شام مولانا اسحاق بھٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دوران ملاقات راقم کو بتایا تھا کہ مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعرات حلقۂ ذکر لگایا کرتے تھے اور مجھے بھی اس میں شامل ہونے کا کہتے۔ میں مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پروگرام بناتا رہتا کہ اس ہفتے جائیں گے، اگلے ہفتے جائیں گے، مگر نہ جاسکے اور پھر ان کی وفات ہوگئی ایک اور بات مولانا ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے کہا کرتے کہ بھٹی صاحب! کتاب صرف اتنی موٹی ہونی چاہیے، جو بندہ لاہور سے پڑھنا شروع کرے تو فیصل آباد پہنچنے تک ختم ہو جائے۔ میں کہتا کہ آپ کی بات بجا ہے، مگر اس طرح کتاب محفوظ نہیں ہوتی۔ ان کی محفل ذکر میں پاکستان کی معروف اہل حدیث شخصیات شامل ہوا کرتی تھیں، جن میں مولانا حمید اللہ سدید آف قلعہ میہاں سنگھ، ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک اور ڈاکٹر راشد رندھاوا صاحب سر فہرست ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت میں توحید اور ادب اتنے نمایاں پہلو تھے کہ جہاں بھی خطاب فرماتے، ان دو موضوعات پر ضرور بات کرتے اور لوگوں کو انہی دو چیزوں پر محنت کرنے کی بار بار تلقین کرتے۔ اپریل 1976ء کو لندن میں ہونے والی اسلامی کانفرنس میں خطاب کیلئے تشریف لے گئے، مگر وہاں سڑک کراس کرتے ہوئے کار سے ٹکرانے کے باعث شدید زخمی حالت میں ہسپتال داخل کر لیے گئے۔ ان کے کولیگ پروفیسر خالد علوی علالت کیلئے گئے تو فرمایا: آج تک اللہ پاک سے جو بھی دعا کی، قبول ہوئی۔ اب بس خاتمہ بالایمان ہونے کی آخری خواہش باقی ہے، شاید وہ بھی پوری ہو جائے۔ پس 24 اپریل کو اللہ جل شانہٗ

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

کا ذکر کرتے ہوئے اس کی رحمت میں چلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مختلف اخبارات ورسائل میں مضامین شائع ہوئے۔ ہفت روزہ الاسلام جو اس وقت جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ چوک نیائیں سے نکلتا تھا، کا بھی ایک خاص شمارہ مولانا ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وواقعات پر شائع ہوا۔ وفات سے چھ ماہ پہلے انہوں نے جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کی سالانہ اہل حدیث کانفرنس میں ادب کے موضوع پر خطاب فرمایا تھا، جو ہفت روزہ الاسلام نے من وعن ریکارڈ کرلیا۔ آیئے اسی میگزین میں سے ہم بھی ادب کے کچھ موتی چنتے ہیں (از: مرتب)

اہل اللہ کا گستاخ مؤحد نہیں ہوتا:

پروفیسر مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: موحد ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی بے مہار ہوجائے' رسیاں تڑا بیٹھے' بے ادب اور گستاخ ہوجائے' اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے' محسنوں کا گریبان پھاڑے اور سمجھے کہ میں توحید کے تقاضے پورے کررہا ہوں۔ دوستو! میرا کام مرض کی تشخیص اور اس کا علاج ہے۔ گو مریض چیخے' چلائے' ناک بھوں چڑھائے۔ مشفق ڈاکٹر وہ ہے جو حلق میں دوا انڈیل دے۔ آج تم کسمساؤ گے' مضطرب ہو ہو کے زانو بدلو گے' مگر کچھ عرصے کے بعد تم مجھے دعا دو گے اور کہو گے کہ بات ٹھیک کہہ گیا تھا۔ جب مریض شفایاب ہوتا ہے تو کڑوی دوا کھلانے والے کو بھی دعا دیتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجسمۂ ادب تھے:

دوستو! احادیث میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ: اذا تکلم اطرق جلساءہ کانما علی رؤوسھم الطیر۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھنے والے گردنوں کو جھکا لیتے تھے اور حرکت نہ کرتے تھے، یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں یعنی حرکات

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

Privacy

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 212/273

فاضلہ نہ کرتے تھے۔ فالتو حرکت سے بھی اجتناب کرتے تھے۔ فالتو حرکت کو بھی خلاف ادب جانتے تھے۔ دوستو! یہ بھی تو صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ عروہ بن مسعود صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ساتھیوں سے کہنے لگا کہ میں نے عجیب منظر دیکھا ہے وہاں "انہ لایتوضاء الا ابتدروا وضوءہ" وہ جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرتا۔ لوگ تبرکاً اور تیمناً اسے جسم پر ملتے ہیں۔ ولا یبصق بصاقاً الا تلقوہ باکفھم اور ان کا لعاب دہن بھی گرتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر گرتا ہے۔ ولا تسقط منہ شعرۃ الا ابتدروھا۔ ان کا کوئی بال بھی گرتا ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر لپکتے ہیں۔

قرآنی تعلیمات میں ادب کا بیان:

قرآن مجید پڑھ کر دیکھیں کہ وہ شخصیتیں جو اللہ کی ربوبیت کی مظہر ہیں اور انسان کی تربیت کرتی ہیں، ان کا ادب ملحوظ رکھنے کی کس شدت سے تلقین کی گئی ہے۔ والدین جسمانی تربیت کرتے ہیں، ان کے متعلق فرمایا: ولا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما۔ دیکھو! انہیں کبھی یہ بھی نہ کہنا کہ تُف ہے تم پر۔ یہ میری ربوبیت کے مظہر ہیں۔ ان کے ذریعے سے میں تمہاری تربیت کر رہا ہوں، ان کو کبھی نہ جھڑکنا۔ ان سے جب بات کرو تو بات کو جانچ لیا کرو۔ اسی طرح روحانی تربیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی کے ذریعے سے کی گئی۔ ان کے بارے سورۃ الحجرات میں حکم ہوا۔ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اُونچا مت ہونے دو اور ان کے ساتھ یوں بے تکلفی سے بلند آواز سے بات مت کیا کرو جیسا کہ تم آپس میں کرتے ہو ورنہ میں تمہارا پورا اعمالنامہ غارت کر دوں گا۔ یعنی میں تمہاری عبادتوں اور ریاضتوں کو لے کر کیا کروں اگر میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہیں بات کرنے کا سلیقہ ہی نہیں۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:10 PM | Vebuka.com | با ادب اہل حدیث

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ میں ادب کی انتہاء:

دوستو! ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔ شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ''ارواح ثلاثہ'' میں دیکھ رہا تھا، وہ اپنے شیخ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں حج کرنے کے بعد جب واپس آئے تو لکھنؤ میں اطلاع ملی کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ' سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ تھے اور سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق مرید تھے۔ یہ خبر سن کر سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سخت بے قرار ہوئے اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: فوراً دہلی جاؤ اور معلوم کرکے آؤ کہ سچ مچ میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں؟ اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ذاتی گھوڑا دیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام راستہ گھوڑے کی باگیں تھامے ہوئے پیدل چلتے رہے لیکن گھوڑے کی اس زین پر بیٹھنے کی ہمت نہ ہوئی جس پر ان کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھتے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کس قدر باادب آدمی تھے کہ اس زین پر بیٹھنا بھی سوئے ادب سمجھا، جس پر ان کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھتے تھے۔ "ارواح ثلاثہ" میں ہی لکھا ہے کہ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ تقریر نہ کرتے تھے۔ خاموش بیٹھے رہتے کہ میرے شیخ بیٹھے ہیں، ان کی موجودگی میں کیا کہوں (بحوالہ کتاب: ہفت روزہ الاسلام۔ ص25)

قارئین! لکھنؤ سے دہلی تک تقریباً سوا پانچ سو کلومیٹر کا سفر بنتا ہے۔ ایک عام آدمی تصور بھی نہیں کرسکتا کہ انہوں نے اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل میں کتنی قربانی اور مجاھدے سے کام لیا ہوگا۔ پس یہی وجہ ہے کہ ان سے دین کی اتنی بڑی خدمت لی گئی اور بالاکوٹ میں جہاد کرتے ہوئے انہیں شربتِ شہادت پلایا گیا (از: مرتب)

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ادب سیکھیں:

بعض لوگوں نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' ہی پڑھی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 214/273

ہے' کبھی ''صراط مستقیم'' بھی دیکھو' کبھی ''عبقات'' بھی پڑھو' وہ تو بہت لطیف آدمی تھے۔ وہ تجلیات سے آگاہ' وہ انوار سے آگاہ' سلوک کے مقامات سے آگاہ' خدا کی محبت اور معرفت کے تمام رموز سے واقف' ان کی شخصیت میں توحید اور ادب یکجا ہو گئے تھے۔ توحید و ادب کا یکجا ہونا ہی تکمیل کی علامت ہے (نوٹ: حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "عبقات" بھی مرکز روحانیت و امن سے شائع ہو چکی ہے، جس میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی کائنات کے انوکھے رازوں سے پردہ کشائی فرمائی ہے۔ کتاب کا ایک ایک ورق روح کی دنیا کے ادب کا شاہکار ہے۔ صرف معرفت کے متلاشی حضرات طلب فرمائیں۔ قیمت 300 روپے علاوہ ڈاک خرچ) (از: مرتب)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مودبانہ ادائیں:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات دیکھ رہا تھا۔ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کو خط لکھتے ہیں: ایں فقیر از سرتاپا محرق احسان ہائے والدشما است'' یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہے۔ ایک خط میں خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کو لکھتے ہیں: ''اگر مدت العمر سرخود را پائمال اقدام خدمه عتبه علیه شمار کرده باشم هیچ نکروه باشم'' آپ کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ اگر آپ کے آستانے کے خادموں کی بھی عمر بھر خدمت کرتا رہوں تو بھی آپ کا حق ادا نہ ہو سکے گا۔

محسن کشی کرنا یہودیوں کا شیوہ ہے:

دوستو! بھاگ تو ایسے لوگوں کو ہی لگتے ہیں' اور جو اپنے محسنوں کو ذبح کریں' وہ سرسبز کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ یہودی بھی یہی کیا کرتے تھے۔ جو لوگ ان کے محسن تھے، ان کے مربی تھے، جنہوں نے زندگیاں اپنی تربیت کیلئے وقف کر رکھی تھیں، ان ہی کو اپنا دشمن جانتے تھے۔ ان ہی کے گریبان پھاڑتے تھے اور ان ہی کے قتل کے درپے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

تھے۔یقتلون النبیین بغیر الحق: ناحق پیغمبروں کو قتل کیا کرتے تھے۔اس جرم کی پاداش میں ان پر اللہ کی لعنتیں برسیں، اور وہ مغضوب ہو گئے۔

ضربت علیھم الذلة والمسکنة وباؤوا بغضب من اللہ

اللہ سے ادب کی بھیک مانگا کریں:

دوستو! یہ فقرہ غور سے سنیں، موحد ہوتے ہوئے مؤدب ہونا اور مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا بہت بڑی سعادت ہے۔کچھ لوگوں کو توحید کی شد بد ہوتی ہے، تو ادب کی لطافتوں اور باریکیوں سے محروم ہوتے ہیں اور کچھ لوگوں کو ادب کی شد بد ہوتی ہے، تو توحید کے معارف سے محروم ہوتے ہیں، مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا اور موحد ہوتے ہوئے مؤدب ہونا بہت بڑی سعادت ہے دوستو! اور میں اللہ سے اس سعادت کی بھیک مانگتا ہوں۔

اہل حدیث درس گاہیں بانجھ ہو گئی ہیں:

دوستو! ہمارے بزرگوں کی تصنیفات کو دیمک چاٹ رہی ہے، ہم میں کوئی نہیں، جو ان بزرگوں کے حالات زندگی کو ضبط تحریر میں لائے۔عظیم شخصیتیں تمہارے ہاں گزری ہیں۔لوگوں نے اپنے بزرگوں کے خادموں کے حالات زندگی بھی لکھ ڈالے۔تم کو کیا ہوا کہ جن لوگوں نے ساٹھ ساٹھ برس تک تمہاری بے لوث خدمت کی، ان پر قلم اٹھانے کے لیے تمہارے پاس وقت نہیں ہے۔تمہیں الیکشن جیتنے اور ہارنے کا ایسا لپکا پڑ گیا ہے کہ اور کسی بات کا تمہیں ہوش باقی نہیں رہا۔تمہاری درسگاہیں بنجر ہو گئیں، بانجھ ہو گئیں۔ان درسگاہوں سے اب کوئی مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ پیدا نہیں ہوتے۔کوئی مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ پیدا نہیں ہوتے۔کوئی مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ پیدا نہیں ہوتے۔نہ اہل قلم پیدا ہوتے ہیں، نہ مبلغ پیدا ہوتے ہیں، نہ مقرر پیدا ہوتے ہیں، نہ محقق پیدا ہوتے ہیں اور یہ باتیں تھیں غور کی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 216/273

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

دوستو! تم دن رات اکھاڑ پچھاڑ میں لگے رہتے ہو۔ یہ کیا زندگی ہے جو تم نے اختیار کر رکھی ہے؟ آہ! کس قدر درد ہے میرے سینے میں، جس کا اظہار کر رہا ہوں اور اس تلخ نوائی کیلئے آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ مرکزیت نہ ہو تو خلفشار ہے' انتشار ہے۔

تنقید کرنے کی بجائے اپنی اصلاح پر زور دیں:

میں نے دیکھا کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی کھلی اڑا رہا تھا اور اس پر پھبتی کس رہا تھا کہ تمہارا درود غیر مسنون ہے اور تم بدعتی ہو۔ میں نے اسے کہا کہ بھائی آج جمعہ تھا، خود تم نے کتنا درود پڑھا۔ یہ تو تم نے کہا کہ اس نے غلط درود پڑھا، مگر تمہاری اپنی زبان بھی تو ساکت وصامت تھی۔ مسنون درود پڑھنے کی آج ایک بار بھی توفیق نہیں ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اکثروا علی الصلوٰۃ یوم الجمعۃ۔ ترجمہ: جمعہ کے دن مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کرو۔ ہم پر کیسی غفلت طاری ہوئی' جمعہ کے دن، ہم نے درود پڑھنا بھی چھوڑ دیا۔

جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے کا ادب:

مولانا عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی جمعہ کے دن عجیب کیفیت ہوتی تھی۔ ان کی زبان درود سے رُکتی نہ تھی۔ ان کی ایک عزیزہ، جو ابھی زندہ ہیں اور معمر خاتون ہیں، نے مجھ سے ذکر کیا کہ ایک جمعہ کو عصر کے وقت میں مولانا عبدالواحد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ بیٹھی کہ آپ نے میری فلاں چیز بازار سے منگوالی ہے؟ ان کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ کہنے لگے تم کو کیا ہو گیا ہے؟ دیکھو ساری کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کے درود فرشتے مدینہ لئے جا رہے ہیں، تم دنیا کی باتیں کر رہی ہو؟ درود پڑھو خدا کے لیے۔ یہ ہمارے اسلاف تھے، دوستو ہم کو کیا ہو گیا۔ صرف تخریب' صرف خاک اڑانا ہمارا کام رہ گیا۔

سر جوڑ کر بیٹھیں اور فکر کریں:

پس اس کے آستانے پر جم کر بیٹھنا' اس کی غلامی پہ ناز کرنا' توحید وادب کو یکجا کرنا'

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 217/273

مرکزیت کو قائم کرنا' اپنے بزرگوں کی تصنیفات کو زندہ کرنا اور اپنی ان درسگاہوں سے نکاسی کا سامان کرنا جو بانجھ اور بنجر ہو گئی ہیں۔ یہ ہیں کام کرنے کے دوستو! اس بات کیلئے سر جوڑ کر بیٹھنا کہ نکاسی کیسے ہوگی؟ درسگاہوں سے اہل قلم کیسے نکل سکتے ہیں؟ مبلغ کیسے پیدا ہو سکتے ہیں؟ مقرر کیوں کر پیدا کیے جائیں؟ ورنہ قحط ہوتا چلا جائے گا دوستو! اگر تم الیکشنوں میں لگے رہے تو نہ کوئی اہل قلم ملے گا، نہ مقرر ملے گا' نہ قاری ملے گا' نہ محدث ملے گا' بانجھ ہوتی چلی جائے گی یہ زمین۔

اللہ کے ذکر میں فنا ہو کر معزز ہونا:

یہ درسگاہ حضرت صوفی عبداللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی یادگار ہے۔ وہ کس قدر اللہ، اللہ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کیسی عزت بخشی۔ تم الیکشن لڑ لڑ کر ذلیل ہوئے' وہ اللہ کے ذکر میں فنا ہو کر معزز ہوئے۔ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے دل پر عجب کیفیت طاری ہے۔ مجھے یاد ہے کہ پچھلی مرتبہ جب میں یہاں تقریر کرنے لگا تو اس وقت کوئی اور صاحب جلسے کی صدارت کر رہے تھے۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حال میں بھاگتے ہوئے آئے اور صاحب صدر سے منت کی کہ اب میں صدارت کروں گا۔ کرسی صدارت پر بیٹھ گئے اور ان پر جذب کی حالت طاری تھی۔ میں گفتگو کر رہا تھا اور ان کا چہرہ تمتما رہا تھا۔ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو ان کی عیادت کیلئے میں لاہور سے لائلپور آیا۔ انہوں نے میرے ساتھ مل کر دعا کی اور بہت دیر تک دعا کرتے رہے۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ حضرت سید مولا بخش کوموی رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے۔ ان کے ساتھ الگ بیٹھ کر دعا مانگنے کا شرف بھی مجھے حاصل ہوا۔ یہ آخری دعا تھی جو حضرت کوموی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے ساتھ مانگی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ان کے ساتھ یہ میری آخری دعا ہے تو میں دعا کو اور لمبا کرتا۔ جب حرمین سے واپسی ہوئی تو جدہ میں حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دو منٹ کیلئے ملاقات ہوئی۔ خیریت پوچھی اور پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ یہ آخری دعا تھی جو حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ میں نے مانگی اور مجھے علم نہیں تھا کہ وہ میرے ساتھ آخری دعا مانگ رہے ہیں۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

ناظمِ اعلیٰ بننے کی ہوس:

دیکھئے! یہ قافلہ کس تیزی سے رخصت ہو رہا ہے۔ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رخصت ہوئے، حضرت کوموی رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرما گئے۔ مولانا عبداللہ منڈی جہانیاں والے رحمۃ اللہ علیہ بھی وفات پا گئے۔ یہ وہ لوگ تھے، جنہیں کسی عہدے کی ہوس نہ تھی اور اسکے باوجود عہدوں کی ہوس کرنے والوں سے زیادہ معزز تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو مثبت انداز میں دین کا کام کرتے رہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنے مشن میں فنا ہوئے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے: تلك الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولافسادا۔ ترجمہ: آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کیلئے مختص کر دیا ہے، جو روئے زمین پر منصب کی بلندی اور فساد نہیں چاہتے۔ آپ نے غور فرمایا کہ اس آیت میں لفظ علو استعمال کیا اور اب تو ہر شخص کو یہ لت پڑی ہے کہ وہ ناظمِ اعلیٰ ہو اور اعلیٰ کا لفظ بھی علو سے ہے اور یہ وہی بیماری ہے، جس کا قرآن ذکر کر رہا ہے۔ جن لوگوں کو ناظم اعلیٰ بننے کی ہوس ہے۔ وہ "یریدون علوا" کے زمرے میں شامل ہیں۔ اور جو اڑنگا پچھنی اور دھینگا مشتی میں لگے ہیں، وہ "فساداً" کے زمرے میں شامل ہیں۔ یاد رکھو! جو اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں فنا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بقا بخشتے ہیں۔ اس کو سچی اور دائمی عزت عطا فرماتے ہیں۔ آیئے! اَب ہم سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی قبروں کو نور سے بھر دے اور جو باتیں ہم نے کہی ہیں، ان پر مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرما دے (بحوالہ: ہفت روزہ الاسلام لاہور ص 25 تا 34)

دین اور توحید سراسر ادب ہے:

پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ صاحب (رئیس شعبہ علوم اسلامیہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور) لکھتے ہیں کہ: جناب سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سراپائے ادب تھے۔ اولیاء اللہ کا نام نہایت ادب واحترام سے لیتے تھے۔ علماء کی حد درجہ تعظیم بجالاتے

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

تھے۔دنیاداری کے برعکس اہل دل' اہل علم اور اہل اللہ حضرات ان کے ہاں زیادہ عزت پاتے تھے۔جب یہ علم ہوتا کہ یہ آدمی محض اللہ کی خاطر آیا ہے،توسب کام چھوڑ کراس کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے۔ائمہ کرام اورفقہائے عظام رحمہم اللہ کا نام ہمیشہ عزت سے لیتے تھے''رحمۃ اللہ علیہ'' کے بغیرکبھی نام نہ لیتے تھے۔وہ فرمایا کرتے تھے:دین سراسرادب ہے،توحید سراسرادب ہے۔ادب میں یہی ان کانظریہ تھا۔

ادب کی باریکیاں:

میں نے ان سے ادب کی لطافتیں سیکھی ہیں۔مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ کوئی خط لکھوانے لگے تو میں نے حدیث کی ایک کتاب جو سامنے پڑی تھی ،پکڑ کر کاغذ کے نیچے رکھنے کی کوشش کی تو میرے ہاتھ سے فوراً کتاب چھین لی اور ایک کاپی اٹھا کر دے دی۔ایک دفعہ قرآن مجید پر تفسیر کی کوئی کتاب رکھی تو فوراً اوپر سے اٹھانے کا حکم دیااور فرمایا کہ حفظِ مراتب کا ہمیشہ خیال رکھو۔ قرآن مجید کے اوپر تفسیر اور حدیث کی کتاب مت رکھو۔ہاں قرآن کے نیچے رکھ سکتے ہو۔جس کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی ہوتی اسے پھاڑ کر کبھی ردی کی ٹوکری میں نہ پھینکتے۔فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب سیکھنا ہوتو حضرت ابوبکررضی اللہ عنہ، سے سیکھو(بحوالہ کتاب:ہفت روزہ الاسلام لاہور ص53)

ہم سبق مرشد سے عقیدت کی انتہا:

حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ(قلعہ میہاں سنگھ)کے وہ خطوط جوانہوں نے حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال فرمائے ،فارسی ادب میں بلند مقام کے حامل ہیں۔گو دونوں بزرگ ہم سبق ہیں۔دونوں نے حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اکٹھے بخاری شریف پڑھی،لیکن خطوط میں اسی عقیدت ،ادب واحترام اور محبت کا اظہار ہے جوایک مرید کوشیخ سے اورایک سچے طالب علم کواستاد سے ہوتا ہے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

مسلکِ توحید وادب سے محبت:

مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ شہسوار خطابت تھے۔ کلام میں متانت، سنجیدگی اور وقار کو ٹھیس نہ لگنے دیتے تھے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حب اہل بیت رضی اللہ عنہم کا تذکرہ بڑی ایمانی جرأت سے کیا کرتے تھے۔ تقریر کا آغاز کرتے وقت فرمایا کرتے تھے کہ میں کچھ سیکھنے آیا ہوں اور دعا کرانے آیا ہوں۔ موصوف نے مسلک اہل حدیث میں راہ اعتدال کے طریق پر پوری زندگی بسر کردی۔ چنانچہ ایک مقام پر تحریر کرتے ہیں۔ مجھے اپنے آباواجداد کا مسلک عزیز ہے اور اس کے پرچار کو بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں۔ اسی مسلک میں حسن اعتدال ہے۔ یہاں بے داغ اور بے لچک توحید بھی ہے، ائمہ کرام اور اولیائے عظام رحمہم اللہ کی غایت درجہ تعظیم وتکریم بھی ہے۔ یہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بے پناہ محبت بھی ہے اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے والہانہ عقیدت بھی (بحوالہ کتاب: ہفت روزہ الاسلام ص ۷۵)

توحید کے پرستار یا بے ادبی کے ٹھیکے دار:

بقیۃ السلف مولانا پروفیسر مزمل احسن شیخ حفظہ اللہ لکھتے ہیں: آج کی محفل میں مولانا ابوبکر غزنوی علیہ الرحمہ کے مختلف تاثرات کو حیطہ تحریر میں لانے کی کوشش کرنے لگا ہوں۔ اللہ کرے کہ ان سے ہی ہم کوئی درس عبرت حاصل کریں۔ موحد ہونے کے ساتھ ساتھ مؤدب نہ ہونا سید صاحب رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک ناقابل تلافی جرم تھا کہ جیسے ہم توحید کے پرستار نہ ہوئے، بے ادبی کے ٹھیکے دار بن گئے۔ یبوست اور خشکی کے مارے ہوئے، جیسے دنیا جہاں کی سختی ہمارے اندر نشیمن بنا چکی ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے والے اتنے باادب اور بااخلاق ہونے چاہئیں کہ دنیا جہاں ان پر رشک کرے اور انہیں راہنما مانے۔ اس خشکی کو دور کرنے کیلئے سید صاحب رحمہ اللہ علیہ ذکر کا نسخہ تجویز فرمایا کرتے تھے کہ یہی وہ کیمیا ہے، جس سے یبوست کا مارا انسان حد

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

درجہ شائستہ اور مہذب بن جاتا ہے۔ دوسری بات جس کا اکثر انہیں دکھ ہوتا تھا وہ جاہل قسم کے نام نہاد حضرات کا وجود تھا۔ جو دین متین کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ الحق کی بجائے آپس میں دست وگریباں تھے۔ سب سے زیادہ دین کو نقصان پہنچانے والے یہی دیندار ہیں اور اس میں انہوں نے کبھی کسی گروہ، فرقہ، طبقہ یا فرد پر کیچڑ نہیں اچھالا تھا۔ (بحوالہ: ہفت روزہ الاسلام ص ۷۷)

خود مؤدب بن کر دوسروں کو بھی ادب سکھاتے:

جناب ابوسلمان راغب شیخوپوری لکھتے ہیں کہ: مولانا سید ابوبکر غزنوی علیہ الرحمہ پکے موحد تھے اور بہت بڑے روپ شناس بھی۔ اہل اللہ کا ادب بجالاتے اور اپنے مربی اور محسنوں کے شکر گزار بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ توحید و ادب کی لطیف امتیازی حدود کے عرفان میں صحیح شعور وادراک کے حامل تھے اور ادب کی لطافتوں اور باریکیوں سے بہرہ ور تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ امر معیوب تھا کہ آدمی موحد ہو مگر ادب کی شدبد سے محروم ہو۔ ''موحد ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی بے مہار ہو جائے۔ رسیاں تڑا بیٹھے۔ بے ادب و گستاخ ہو جائے اور اہل اللہ کی شان میں گستاخیاں کرے اور محسنوں کا گریبان پھاڑے۔'' ایک موحد کے لیے باادب ہونا ضروری سمجھتے۔ بزرگوں کی مجالس میں حرکات فاضلہ کو بھی خلاف ادب سمجھتے تھے۔ جو شخصیتیں انسان کی تربیت کرتی ہیں جسمانی یا روحانی، ان کا خود بھی ادب کرتے اور دوسروں کو بھی ان کا ادب ملحوظ رکھنے کی شدت سے تلقین کرتے تھے۔

ادب اور احسان مندی آپ کی سیرت کا جزو:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث سے ادب چنا۔ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل اللہ کے تذکروں سے ادب پارے آپ کی تادیب کا سبب بنے اور نتیجۃً ادب واحسان مندی آپ کی سیرت کے لازمی جزو بن گئے۔ آپ موحد ہوتے ہوئے مؤدب ہونا اور مؤدب ہوتے ہوئے موحد ہونا بہت بڑی سعادت سمجھتے تھے

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

اور اللہ تعالیٰ سے اس سعادت کی ہمیشہ بھیک مانگتے رہتے تھے (بحوالہ: ہفت روزہ الاسلام لاہور اشاعت خاص 1976ء ص ۱۰۱)

علماء کے اندر روحانی امراض زیادہ ہیں:

مولانا حافظ عبدالرشید اظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: سید ابوبکر مرحوم نے راقم الحروف سے ایک ملاقات کے دوران فرمایا: کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے اہل علم و فضل علماء و طلباء جنہیں قوم کی راہنمائی کے لئے منتخب کیا گیا، جوں جوں ان کا علم وسیع ہوتا چلا جاتا ہے، ان میں روحانی امراض زیادہ ہوتی چلی جاتی ہیں اور اخلاقی پستی کا شکار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ انہیں بلند اخلاق کا مینارہ ہونا چاہئے۔ میرا بارہا کا تجربہ ہے کہ علماء میں حسد، بغض، کینہ اور غیبت جیسی مہلک امراض بکثرت پائی جاتی ہیں۔ راقم نے عرض کیا آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمانے لگے: اس کی وجہ واضح ہے۔ قرون اولیٰ میں یہی علماء و طلباء اخلاق و کردار کا بہترین نمونہ ہوا کرتے تھے' دراصل قرون اولیٰ میں تعلیم کے ساتھ ساتھ باقاعدہ تربیت اور اصلاح نفس کے مدارس ہوا کرتے تھے، جہاں لوگ حدیث و تفسیر اور فقہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان مدارس میں انہی امراض کی ''اصلاح قلب'' کی طرف سے مجرمانہ غفلت برتی جاتی ہے، جو سبب ہے ہمارے اخلاق کی پستی کا (بحوالہ: ہفت روزہ الاسلام لاہور ص ۱۳۹)

اخلاق کی دولت کہاں سے ملتی ہے؟

قارئین! مولانا عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ جب تک اہل حدیث مدارس میں تربیتِ روحانی یعنی تزکیہ و تصوف کا اہتمام تھا، یہ تمام باطنی امراض بہت کم پائے جاتے تھے، بلکہ علمائے کرام میں تو ان امراض کا تصور بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن جب مدارس سے تصوف کو غیر اہم سمجھ کر نکال دیا گیا، وہی

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 223/273

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

مدارس ویران ہو گئے۔ طلباء کی رونق تو پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی، مگر اسلامی روحانی انقلاب برپا کرنے والے پیدا ہونا ختم ہو گئے۔ کیونکہ بقول مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ، کہ مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: لوگ نہ جانے تصوف وروحانیت سے اپنا دامن کیوں بچاتے ہیں، حالانکہ اسی سے اعلیٰ اخلاق کی دولت حاصل ہوتی ہے، دل میں نورِ ایمان پیدا ہوتا ہے، اور تبلیغ میں جان پیدا ہوتی ہے۔ برصغیر پاک وہند میں جس ہستی سے بھی بڑے لیول پر دین کا کام لیا گیا، ان سب کا تعلق تصوف سے تھا۔ (بحوالہ کتاب: ارمغان تصوف مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمۃ اللہ علیہ، باب "صد سالکان سلف") قارئین! اگر ہمیں اپنے اسلاف کے متعلق مختصر معلومات بھی ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ شیخ احمد سرہندی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، مولانا سید احمد شہید، مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید، سید میاں نذیر حسین دہلوی، مولانا عبداللہ غزنوی، مولانا غلام رسول قلعوی، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، حافظ محمد لکھوی وغیرھم رحمھم اللہ اجمعین، اپنے اپنے وقت کے عظیم مصلح اور مجدد مانے جاتے تھے، اور ان سب کی زندگی میں ادب اور تصوف کا گہرا رنگ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ حضرات توحید وسنت کی اشاعت کا جو کام اکیلے کر گئے، آج ہماری بڑی بڑی تنظیمیں اور تحریکیں بھی ان کے مقابلے میں بالکل صِفر ہیں۔ (از: مرتب)

ننگے سر نماز پڑھنا ایک ناپسندیدہ فعل:

مولانا اسحاق بھٹی مرحوم، مولانا سید محمد داؤد غزنوی علیہ الرحمہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ: اہل علم کی بہت قدر کرتے تھے اور تمام مکاتب فقہ کے علماء کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ننگے سر نماز پڑھنا اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنا ان کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ فعل تھا۔ رات کو اگرچہ کتنی ہی دیر سے سوتے، مگر نماز تہجد بالالتزام پڑھتے۔۔ تہجد کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کیلئے نیچے ہال میں تشریف لاتے وقت سیڑھیوں پر ان کے جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ کی آواز آتی

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy
https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___

اور جب اترتے ہوئے طلباء کو آواز دیتے ''لڑکو! اٹھ جاؤ'' تو سب طلباء آواز سنتے ہی چارپائیوں سے جلدی سے اٹھ جاتے (بحوالہ کتاب: نقوش عظمت رفتہ ص ۲۳)

کھرک فی الصلوٰۃ:

آگے چل کر مولانا اسحاق بھٹی مرحوم اہل حدیث کی موجودہ صورت حال کا ان الفاظ میں تذکرہ کرتے ہیں کہ: ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا تو رہا ایک طرف، گونا گوں مصروفیتوں کی بناء پر ان بیچاروں کے لیے نماز پڑھنا بھی مشکل ہے۔ یہ تو ان کی بہت بڑی قربانی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنی بے پناہ مصروفیات سے تھوڑا سا وقت نکال کر دو چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور نماز ہی میں ان کو کھرکنے اور جسم کے مختلف حصوں پر ہاتھ پھیرنے کو وقت ملتا ہے اور یاد آتا ہے کہ ''کھرک فی الصلوٰۃ'' بھی ایک مسئلہ ہے، جس پر عمل ہونا چاہئے۔ پھر یہ بات بھی ان کے نزدیک متحقق ہو گئی ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی روایات کے راوی ضعیف ہیں۔ اس تحقیق کے بارے میں اس فقیر پر تقصیر کی مؤدبانہ گزارش ہے کہ کیا وہ راوی ہم سے بھی ضعیف ہیں، جو بات بات میں غلط بیانی کرتے، قدم قدم پر جھوٹ بولتے اور ہر معاملے میں دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں (بحوالہ کتاب: نقوش عظمت رفتہ ص ۲۴۔۲۳)

مرشد کے خاندان سے مؤدبانہ روابط:

فیروز وٹواں میں ہمارے اصل میزبان ملک احمد خاں نمبردار تھے جو وٹو برادری سے تعلق رکھتے تھے اور وہاں کے اچھے خاصے زمیندار تھے۔ وہ خود تو بہت سال ہوئے وفات پا گئے ہیں، لیکن ان کے خاندان کے لوگ مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے انہی کی طرح عقیدت و احترام کے جذبات رکھتے ہیں۔ ملک احمد خاں بوڑھے آدمی تھے۔ بہت متقی بزرگ تھے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مند تھے۔ چند لمحوں

facebook.com/Salfi.tasawuf

میں مجھ سے مانوس ہو گئے تھے۔ میں نے باتوں باتوں میں ان سے پوچھا کہ آپ غزنوی خاندان کے حلقہ ارادت میں کیسے شامل ہوئے اور ان کی کون سی ادا آپ کو پسند آئی؟ اس کا انہوں نے جو جواب دیا، وہ انہی کے الفاظ میں عرض کرتا ہوں، فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے یہ باتیں پنجابی میں بیان کی تھیں، میں اردو میں ان کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ بولے: میں اٹھارہ سال کی عمر کا تھا کہ گنٹھیا کے موذی مرض میں مبتلاء ہو گیا۔ والد نے بہت علاج کرائے، مگر آرام نہ آیا۔ وہ حضرت مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ان کی دعا کو اللہ شرف قبولیت سے نوازتا ہے اور وہ بیمار کے لیے دعا کریں تو اللہ اسے صحت عطا فرماتا ہے۔ اس زمانے میں گھوڑے کے سوا ہمارے گاؤں سے امرتسر جانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ شام کے وقت میرے والد نے گٹھڑی کی شکل میں مجھے گھوڑی پر رکھا اور امرتسر کو چل پڑے۔ ہم امرتسر مسجد غزنویہ میں پہنچے تو فجر کی جماعت ہو رہی تھی۔ والد نے مجھے گھوڑی کی پیٹھ سے اٹھایا اور مسجد کے صحن میں رکھ دیا۔ گھوڑی باہر باندھی اور خود وضو کر کے جماعت میں شریک ہو گئے۔ جو بزرگ جماعت کرا رہے تھے، وہ اس قدر درد و سوز سے قرآن مجید پڑھتے تھے کہ دل ان کی طرف کھنچا جاتا تھا۔ نماز کے بعد اس بزرگ نے میری طرف دیکھا تو پوچھا یہ کون شخص ہے؟ والد نے کھڑے ہو کر تمام صورتحال بیان کی اور نہایت ادب سے دعا کے لیے درخواست کی۔ پاک باز بزرگ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ جیسے جیسے وہ دعا مانگ رہے تھے، مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جوڑوں کی بندش کھل رہی ہے۔ تین دن اور تین راتیں ہم وہاں رہے۔ ہمارا کھانا ان کے گھر سے آتا تھا۔ گھوڑی کے لیے چارے کا انتظام بھی وہی کرتے تھے۔ تین دن کے بعد میں اللہ کے فضل سے بالکل تندرست تھا۔ گھوڑی پر سوار ہو کر امرتسر سے اپنے گاؤں فیروز وٹواں آیا۔ دعا کرنے والے بزرگ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

تقویٰ والد مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جنہیں لوگ امام صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔ اس کے بعد اللہ کے بے پایاں فضل اور امام صاحب رحمہ اللہ کی دعا سے جسمانی حالت کے ساتھ ساتھ ہماری روحانی دنیا بھی بدل چکی تھی۔ اس وقت سے ہم ان کے مرید ہیں اور یہ ہمارے مرشد! (بحوالہ کتاب: نقوش عظمت رفتہ ص ۲۹،۲۸)

غزنوی خاندان سے عقیدت کی وجہ:

عزیز اللہ صاحب (گھڑی ساز) ۱۹۵۸ء میں اپنے عزیزوں سے ملاقات کے لیے ہندوستان کے شہر مدراس سے کراچی آئے۔ کراچی سے عازم لاہور ہوئے۔ اس سفر کا مقصد مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور علمائے اہل حدیث سے ملاقات تھا۔ وہ ہفت روزہ ''الاعتصام'' کے خریدار تھے اور میں اس وقت اس اخبار کا ایڈیٹر تھا۔ وہ ''الاعتصام'' کے دفتر آئے اور اپنا نام اور پتہ بتایا۔ میں ان کے نام سے واقف تھا۔ بحیثیت ایڈیٹر الاعتصام کے وہ بھی میرے نام سے آشنا تھے۔ میں نے ان کو اعزاز سے بٹھایا اور مدراسی ہونے کی وجہ سے ان کی خدمت میں مچھلی پیش کی۔ مولانا غزنوی رحمہ اللہ اس دن لاہور سے باہر تشریف لے گئے تھے۔ میں نے مولانا رحمہ اللہ کے ساتھ ان کی عقیدت کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ۱۹۱۰ء کے پس وپیش مدراس سے دو آدمی چمڑے کی تجارت کے سلسلے میں امرتسر آئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک مدراسی ملازم تھا، جس کا نام اسماعیل تھا۔ اسماعیل فجر کی نماز روزانہ مسجد غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کی اقتداء میں پڑھتا تھا۔ ایک روز انہوں نے اس سے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟ کہاں کے رہنے والے ہیں اور یہاں کیا کام کرتے ہیں؟ اس نے جواب دیا، ''میرا نام اسماعیل ہے، مدراس کا رہنے والا ہوں اور دو مدراسی سیٹھوں کے ساتھ ان کے ملازم کی حیثیت سے یہاں آیا ہوں۔'' اس کی بات سن کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

دعا کے دوران قبولیت کے آثار:

اگر دعا خلوص قلب سے کی جائے اور گڑگڑا کر اللہ کے حضور کسی چیز کی التجاء کی جائے تو لازماً اپنا رنگ دکھاتی ہے اور خارج میں اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اس دعا کا نتیجہ بھی یہی نکلا اور اللہ نے اسے شرف قبول سے نوازا۔ عزیز اللہ گھڑی ساز اور اس کے بعد مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ اسماعیل کہا کرتا تھا: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ دعا مانگ رہے تھے اور مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ گویا دولت میری جھولی میں گر رہی ہے۔ نماز اور دعا کے فوراً بعد وہ واپس گھر گیا تو سیٹھوں نے کہا، اسماعیل! تم بہت عرصے سے ہمارے ساتھ ہو، ہم نے تم کو دیانت دار اور محنتی شخص پایا ہے، لہٰذا آج سے ہم نے تمہیں اپنے کاروبار میں شریک کر لیا ہے۔ تمہارا ایک خاص حصہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ اپنے حصے کی رقم تم نقد ادا نہیں کرو گے، وہ رقم تمہارے حصے کے منافع سے وضع ہوتی رہے گی۔ اس سے چند مہینے بعد وہ اس درجے امیر ہو گیا کہ اسماعیل سے ''کاکا اسماعیل'' بن گیا۔ مدراس کی بولی میں ''کاکا'' سیٹھ کو کہا جاتا ہے۔ کاکا اسماعیل مسلکاً اہل حدیث تھے اور نہایت نیک آدمی تھے۔ صوبہ مدراس کے ضلع ارکاٹ میں انہوں نے کئی ایکڑ زمین خریدی، اسے آباد کیا اور اپنے والد محمد عمر کے نام سے اس کا نام ''عمر آباد'' رکھا۔ ''جامعہ دارالسلام'' کے نام سے وہاں ایک بہت بڑا دارالعلوم قائم کیا جو اب تک کامیابی سے چل رہا ہے اور اس کا شمار ہندوستان کے مشہور اسلامی مدارس میں ہوتا ہے۔ مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بتایا کہ آزادی سے پہلے جامعہ دارالسلام کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد میں انہیں باقاعدہ دعوت شرکت دی جاتی تھی، وہ وہاں جاتے تو کاکا اسماعیل اور ان کے خاندان کے لوگ انتہائی احترام سے پیش آتے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا واقعہ ضرور بیان کرتے۔ (بحوالہ کتاب: نقوش عظمت رفتہ ص ۳۰، ۳۱)

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf

دیگر مسالک کے علماء کا احترام:

مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ علماء کے بے حد قدردان تھے۔ ہر مسلک کے عالم کا احترام کرتے تھے، وہ بھی انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مولانا عبدالعظیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ (سابق ناظم دفتر جمعیت اہل حدیث) کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ وہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تانگے پر بیٹھے کہیں جا رہے تھے۔ مولانا نے اچانک تانگے والے سے کہنا شروع کیا، تانگہ روکو، تانگہ روکو۔ تانگہ رکا تو مولانا جلدی سے نیچے اترے اور ہاتھ پھیلاتے ہوئے ایک طرف کو بڑھے، دیکھا تو ادھر شیعہ عالم مفتی کفایت حسین تانگے سے اتر کر اسی طرح ہاتھ پھیلائے مولانا کی طرف بڑھ رہے تھے۔ دونوں بزرگوں نے مصافحہ کیا اور کچھ دیر کھڑے آپس میں باتیں کرتے رہے۔

(بحوالہ: نقوش عظمت رفتہ ص ۵۲)

علماء کی بے اکرامی کرنے پر دلی صدمہ:

مولانا رحمۃ اللہ علیہ علمائے دین کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص کسی عالم کا ناقدانہ یا مخالفانہ انداز میں ذکر کرتا تو انہیں بڑی تکلیف ہوتی۔ ایک مرتبہ وہ بیمار تھے اور جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ کمیٹی کی میٹنگ ان کے کمرے میں ہو رہی تھی۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس میں شامل تھے۔ ایک شخص نے جو دراصل گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے ہیں اور فیصل آباد میں کاروبار کرتے ہیں، حضرت حافظ محمد گوندلوی مرحوم و مغفور کا ذکر توہین آمیز الفاظ میں کیا اور کہا کہ وہ ہمارے ملازم ہیں، لیکن ہماری بات نہیں مانتے۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو یہ الفاظ سن کر سخت غصہ آیا۔ فرمایا نہایت افسوس کی بات ہے کہ آپ حضرت حافظ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے متعلق "ملازم" کا لفظ استعمال کرتے ہیں؟ آپ ان کے علم و فضل سے واقف نہیں؟ پھر مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر کہا: آپ نے ان کو جامعہ سلفیہ کمیٹی کا رکن مقرر کیا ہے،

facebook.com/Salfi.tasawuf

جنہیں یہ معلوم نہیں کہ علماء کیلئے کس قسم کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ مجھے ان کے الفاظ اور لہجے سے شدید صدمہ ہوا ہے۔ مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی طرف سے مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت کرنا پڑی۔ اس کے بعد مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے میٹنگ کی کارروائی روک دی اور فرمایا: باقی باتیں کسی دوسرے موقعے پر ہوں گی (بحوالہ کتاب: نقوش عظمت رفتہ ص ۵۸)

شیخ الحدیث کا اپنے سے بڑے عالم دین کا ادب:

ایک مرتبہ مولانا داؤد غزنوی، مولانا اسماعیل صاحب، مولانا عطاء اللہ حنیف رحمہم اللہ اور ان سطور کا راقم (مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم) جماعتی تنظیم کے سلسلے میں ضلع قصور کے ایک قصبے "کھڈیاں خاص" گئے۔ جمعے کا دن تھا، جمعہ ہم نے وہیں پڑھا۔ شام کو قصور پہنچے، مسجد اہل حدیث میں گئے تو مغرب کی جماعت ہو چکی تھی اور نماز پڑھ کر لوگ اپنے اپنے گھروں کو جا چکے تھے۔ ہم چار آدمی تھے، مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت کرائی۔ نماز پڑھ کر مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ تو وظیفہ پڑھنے میں مشغول ہو گئے اور مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عشا کی نماز پڑھنا شروع کر دی۔ پہلے دو فرض پڑھے اور پھر ایک وتر پڑھا۔ مولانا غزنوی رحمۃ اللہ علیہ وظیفے اور دعا سے فارغ ہوئے تو مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: یہ آپ نے کیا پڑھا ہے؟ جواب دیا، عشا کی نماز! فرمایا: عشاء کا وقت ہو گیا؟ بولے، میں مسافر ہوں۔ پھر پوچھا: ایک رکعت کیا پڑھی ہے؟۔ کہا، وتر! فرمایا، جس نماز کا وقت نہیں ہوا، وہ نماز کیوں پڑھی جائے؟ ساتھ ہی فرمایا، ایک رکعت تو کوئی نماز نہیں ہوتی۔ مولانا اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی سب باتوں کا جواب دے سکتے تھے، لیکن تقاضائے ادب سے خاموش رہے، کسی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ تھا ان بزرگانِ عالی قدر کے نزدیک ایک دوسرے کا احترام کہ اختلاف کو نہایت فراخ دلی سے برداشت کرتے اور خندہ پیشانی سے ایک دوسرے کی بات سنتے تھے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

گزشتہ دور کے قابل رشک علماء:

اب یہ دور ہے کہ اس قسم کی بات آپ کسی سے کریں تو وہ فوراً کمر کس کر میدان میں آجاتے ہیں اور نعرہ لگاتے ہیں، کرلو میرے ساتھ مناظرہ۔ میں ثابت کروں گا کہ میں سچا ہوں اور تم جھوٹے ہو۔ نہ دل میں بڑے کی عزت نہ ذہن میں چھوٹے پر شفقت کا جذبہ۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ گزشتہ عہد کے علماء کی تربیت کیسی ہوئی تھی اور اب کیسی ہورہی ہے۔ وہ ماحول کتنا قابل رشک تھا اور یہ ماحول کس درجہ تکلیف دہ ہے (بحوالہ کتاب: نقوش عظمت رفتہ ص ۷۸)

ولی اللہ کی پریشانی سے آفت آسکتی ہے:

ایک مرتبہ مولانا نے اپنے عم محترم حضرت مولانا عبدالواحد صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بتایا کہ وہ لفظ ''اللہ'' بولتے تو سننے والے شدت تاثر سے کانپ اٹھتے۔ اس کی ایک مثال دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ کسی نے پولیس کے ایک اعلیٰ افسر سے شکایت کردی کہ مولانا عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرحد پار کے مجاہدین کی مالی امداد کرتے ہیں۔ افسر نے سی، آئی، ڈی کے ایک انسپکٹر کو جن کا نام شیخ عبدالعزیز تھا، ہدایت کی کہ وہ اس کی تحقیق کریں کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ واقعی مجاہدین کی امداد کرتے ہیں۔ شیخ عبدالعزیز معاملے کی تحقیق کے لیے چینیاں والی مسجد میں مولانا عبدالواحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے (اس وقت وہ اس مسجد کے خطیب تھے) لیکن ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔ وہ کہیں گئے ہوئے تھے۔ دوسرے یا تیسرے دن وہ پھر گئے۔ اس دن بھی مولانا گھر میں موجود نہ تھے۔ اب انہوں نے ان کے گھر اپنا پتا دیا اور کہا کہ جب وہ آئیں، مجھے ضرور ملیں۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ ان کے گھر گئے تو شیخ صاحب موجود تھے۔ وہ نہایت احترام سے پیش آئے اور مجاہدین کی امداد کے متعلق سوال کیا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: شیخ صاحب! اللہ سے

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 231/273

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

ڈر جاؤ۔ یہ لفظ شیخ صاحب کی بیوی کے کان میں پڑے تو فوراً دروازہ کھٹکھٹا کر ان کو اندر بلایا اور کہا خدا کے لیے اس شخص سے کوئی بات نہ پوچھو۔ یہ فرشتہ ہے، جسے انسانی شکل میں اللہ نے دنیا میں بھیجا ہے۔ اس سے اپنے لیے بہتری کی دعا کراؤ۔ تحقیق کا سلسلہ بند کر دو، ایسا نہ ہو کہ یہ پریشان ہو جائے اور ہم پر کوئی آفت آ پڑے۔ (بحوالہ کتاب: نقوش عظمت رفتہ ص ۹۹)

رہبر کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت کا کمال

مصنف کراماتِ اہل حدیث مولانا حکیم عبدالمجید سوہدروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: آپ متعجب ہوں گے کہ وہ مقدس ہستی جو ایک وقت میں فوجی جرنیل ہو اور دوسرے وقت میں جوڈیشنل قاضی کے فرائض بجا لا رہی ہو۔ ایک وقت میں سیاسی لیڈر ہو اور دوسرے وقت میں طبی خدمات بجا لا رہی ہے۔ ایک وقت میں عابد و زاہد کی زندگی بسر کر رہی ہو اور دوسرے وقت میں بین الاقوامی نظام جمہوریت کے صدر کے حیثیت میں دنیا کے سامنے ہو۔ ایک وقت میں معلم اور پروفیسر ہو اور دوسرے وقت میں تجارتی کاروبار میں مصروف نظر آتی ہو۔ کس طرح دنیا کے سامنے ایک پیر و مرشد کی حیثیت سے پیش ہو سکتی ہے؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب حیثیتوں کو چھوڑ کر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک پیر کی حیثیت سے دیکھا جائے تو یقیناً یہ ماننا پڑے گا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب پیروں کے پیر ہیں۔ دنیا میں جس قدر پیر فقیر ہوئے، سب آپ کی نظر عنایت سے ہوئے، آپ ہی کی خاک پا سے استفادہ کر کے ان مراتب کو پہنچے۔ اگر آج کوئی دنیا کا پیر اپنا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توڑ کر کسی اور طرف منسوب کرتا ہے تو یقیناً وہ پیر نہیں ہے شیطان ہے، مرشد نہیں ہے بلکہ ہمارا دشمن ہے۔

(بحوالہ کتاب: رہبر کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۱۷۱ ناشر: مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور)

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 232/273

ائمہ کی شان میں گستاخی کرنا قابل نفرت ہے:

علامہ احمد بن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: ہم چاروں مسلک کا پہلے بھی احترام کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔ اور ائمہ کرام رحمہم اللہ کی فضیلت وعظمت کے معترف بھی ہیں۔ کیوں نہ ہوں؟ جبکہ انہوں نے شریعت مطہرہ کی زبردست خدمت کی۔ اللہ کے عائد کردہ فرائض بے کم وکاست انجام دیئے۔ وہ لوگ زہد وتقویٰ، علم و عمل، اور ایمان واخلاص میں قابل تقلید نمونہ تھے۔ مسلمانوں کی اکثریت ان کی مداح اور ان کی محبت وعظمت پر متفق ہے۔ ان کے فضائل اور صفات ستودہ کے بیان میں بے شمار روایات وارد ہیں۔ علماء نے ان کے مناقب، فضائل اور علمی مہارت کے متعلق متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ ہم اللہ کو گواہ رکھ کر کہتے ہیں کہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں سے نفرت رکھتے ہیں۔ خدا ہمارے شیخ عبدالعزیز بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کو غریق رحمت کرے انہوں نے کیا خوب کہا:

أَيِمَّةُ حَقٍّ كَالشُّمُوسِ اِشْتِمَارُهُمْ فَمَا انْطَمَسُوْا اِلَّا عَلٰى مَنْ بِهٖ عَمِيٰ

یہ لوگ ائمہ حق ہیں، جو سورج کی طرح روشن ہیں، ان کو وہ شخص نہیں دیکھ سکتا جو بصارت سے محروم ہو (بحوالہ کتاب: سبیل الجنۃ۔ ناشر: مکتبہ ثنائیہ سرگودھا)

جمعہ کے روز زیارتِ قبور کی فضیلت:

علامہ محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔ زیارت قبر کے واسطے کوئی خاص دن یا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے۔ جب اور جس وقت چاہے، دن کو یا رات کو زیارت قبر کیلئے قبرستان جائے۔ ہاں جمعہ کے روز قبروں کی زیارت کرنا بہ نسبت اور دنوں کے افضل ہے۔ محمد بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جمعہ کو اپنے ماں باپ دونوں کی یا ان میں ایک کی قبر کی زیارت

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

کرے تو اس شخص کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور لکھ لیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے "شعب الایمان" میں۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہر جمعہ کو ایک بار اپنے ماں باپ دونوں کی یا ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہوں کو بخشے گا اور لکھے گا کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔ یہ حکیم ترمذی نے روایت کیا (بحوالہ کتاب: تذکرۂ موت ص ۳۷۷ مصنف: سید محمد اکرم گیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

زیارتِ قبور کے آداب:

زیارت قبر کا طریقہ یہ ہے کہ منہ قبر کی طرف اور پشت قبلہ کی طرف کر کے کھڑا ہو اور زیارت قبر کی جو دعائیں مسنون ہیں، ان میں سے کوئی دعا پڑھے اور ان کے علاوہ مردوں کے واسطے اور بھی دعائیں کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مدینہ کی قبروں پر آئے اور اپنے منہ کو قبروں کی طرف کیا۔ اور کہا: السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم۔ اسے ترمذی نے روایت کیا۔ ملا علی قاری "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ زیارت کرنے والا میت پر سلام کرنے کے وقت اپنے منہ کو میت کے منہ کی طرف کئے رکھے۔ اسی پر مسلمانوں کا عمل ہے' اور زیارت قبر کے وقت کھڑے کھڑے دعا کرنا چاہیے۔ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی ثابت ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تشریف لے گئے اور دیر تک کھڑے رہے پھر تین بار دعا کیلئے ہاتھ اٹھایا (بحوالہ کتاب: تذکرہ موت ص ۳۷۸ ناشر: گیلانی دارالکتب، ڈسکہ روڈ، سیالکوٹ)

ربانی علماء تمام لوگوں کے لیے نمونہ ہیں:

پروفیسر میاں محمد یوسف سجاد علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: علماء ربانی کے آثار قابل

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

تعریف اوران کے کام پسندیدہ ہوتے ہیں۔ان کی کوشش باعث تشکر وامتنان اوران کا ذکر بلند ہوتا ہے۔جب مجالس میں ان کا ذکر ہوتا ہے توان کی تعریف اور رحمت کی دعا کی جاتی ہے اور جب اعمال صالحہ اوراچھے آداب کا ذکر کیا جائے تو یہ لوگوں کے لیے مثال اور نمونہ ہوتے ہیں۔(بحوالہ کتاب: تذکرہ علماء اہل حدیث جلد ۲ ص ۷)

والدین کے فرمانبرداروں میں نام لکھوانے کا عمل:

قبر کی زیارت کرنا مَردوں کے واسطے سنت ہے۔جمعہ کے روز قبروں کی زیارت کرنا بہ نسبت اور دنوں کے افضل ہے(کتاب الجنائز ص ۸۷)

محمد بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ دونوں کی قبر کی یاان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے، تواس شخص کی مغفرت کی جاتی ہے اور لکھ لیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔روایت کیا ہے اس کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ہر جمعہ کو ایک بار اپنے ماں باپ دونوں کی قبر کی یا ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخشے گا اور لکھے گا کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔روایت کیا اس کو حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص جمعہ کے دن اپنے ماں باپ دونوں کی قبر کی یا ایک کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس سورہ یٰسین پڑھے تو اس کی مغفرت کی جاتی ہے۔روایت کیا اس کو ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں (بحوالہ کتاب الجنائز ص ۸۸ تالیف: مولانا عبدالرحمان محدث مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ناشر: مکتبہ اثریہ،سانگلہ ہل)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا:

زیارت قبر کے وقت نہایت اخلاص کے ساتھ مردوں کے واسطے دعا کرنا چاہیے اگر اللہ تعالیٰ نے زیارت کرنے والے کی دعا مُردوں کے حق میں قبول کر لی اور مُردوں کی مغفرت ہوگئی، ان کے عذاب میں تخفیف کردی گئی تو یہ کتنی بڑی بات ہے اگر عربی میں دعائیں یاد ہوں تو عربی میں دعا کرے، ورنہ اپنی زبان میں دعا کرے (بحوالہ کتاب: کتاب الجنائز ص:۸۹)

اسلاف کی نظر میں ائمہ اربعہ رحمھم اللہ کی تعظیم

عالم مدینہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت العلاّم حافظ عبداللہ صاحب محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کمالات کا اعلان بطور بشارت جس انداز سے فرمایا ہے، سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نامور مؤرخ نے حیات امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں اسے یوں آشکار کیا ہے: امام ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان ابتداء سے علم کے ساتھ ایک خاص نسبت رکھتا تھا۔ ان کے اضافی اوصاف کے ساتھ خودذاتی جوہر نے وہ پروبال نکالے کہ دنیائے اسلام مشرق سے مغرب تک امام رحمۃ اللہ علیہ کے آوازہ حق سے معمور ہوگئی۔ بلاد وممالک اسلامیہ کی جغرافیائی وسعت براعظم ایشیا، یورپ وافریقہ سے مسافرانِ علم مدینہ کا رخ کرنے لگے اور اس طرح پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشین گوئی (آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی) سے پوری ہوئی جو کہ ابو ہریرہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب وہ زمانہ آئے گا، جب لوگ طلبِ علم کے لئے اونٹ ہنکائیں گے لیکن مدینہ کے عالم سے زیادہ بڑا عالم کوئی نہ پائیں گے۔ تاریخ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی پیشین گوئی کو جس نمایاں حیثیت سے روشن واجاگر کیا ہے اس کا ادنیٰ مظاہرہ یہ ہے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

۱۔فن حدیث کی پہلی کتاب مؤطا (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ) کے نام سے دنیائے اسلام کے سامنے پیش کرنے کی سعادت و شرف صرف آپ کو ہی حاصل ہے۔

۲۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اتباع تابعین میں سے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مخصوص فضل و شرف آپ کو مل گیا۔ اکابر تابعین، مثل امام زہری مدنی، یحییٰ بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، سفیان ثوری اور امام جعفر صادق وغیرہم رضی اللہ عنہم آپ کے تلامذہ کی صف میں بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرمایا کرتے تھے کہ جن ائمہ عظام رحمۃ اللہ علیہم سے ابتداء میں ہم نے تلمذ و علمی استفادہ کیا، بالآخر ان حضرات کی بہت بڑی اکثریت نے خود ہم سے استفادہ کیا۔

۳۔تاریخی حقیقت یہ ہے کہ ائمہ مذاہب و مجتہدین یعنی امام ابوحنیفہ، امام شافعی، قاضی ابویوسف، امام محمد حسن بن زیاد، عبداللہ بن وہب، مفتی مصر ابوعمر اشہب مصری، امام ابن قاسم اور خلفاء بنی عباسیہ، منصور عباسی، مہدی موسیٰ ہادی، ہارون رشید، محمد امین عبداللہ، مامون عباسی رحمہم اللہ اور حبشہ کے فاقہ مست اور عرب کے پھٹے پرانے کپڑوں والے بدو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں دوش بدوش بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نامور فاتح اسلام نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہونے کی غرض سے (موطا کی سماعت کے لیے) اسکندریہ سے قاہرہ تک کا سفر گوارا کیا (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۲۷ تا ۲۹)

فقیہ عراق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تقویٰ کی جو تصویر علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے "سیرۃ النعمان" میں پیش کی ہے۔ اس کی ایک جھلک نمونۃً عرض ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت نہایت وسیع تھی۔ لاکھوں کا لین دین تھا۔ اکثر شہروں میں نمائندے مقرر تھے اور بڑے بڑے سوداگروں سے معاملہ رہتا تھا۔ ایسے بڑے کارخانہ کے ساتھ

facebook.com/Salfi.tasawuf

دیانت اور احتیاط کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ ناجائز طور پر ایک سکہ بھی ان کے خزانے میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

دیانت وسخاوت:

چنانچہ ایک دن اپنے شاگرد حفص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ریشم کے کچھ تھان بھیجے اور کہلا بھیجا کہ فلاں فلاں تھان میں (قدرے) عیب ہے۔ فروخت کرتے وقت خریدار کو عیب (نقص) کا ذکر کر دینا۔ حفص کو ہدایت یاد نہ رہی اور سب تھان برابر کی قیمت پر بیچ ڈالے۔ جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ خریدار کو نقص نہیں بتایا گیا تو تمام تھانوں کی پوری قیمت جو تیس ہزار بنتی تھی، خیرات کر دی۔ سخاوت اور خیرات کا یہ حال تھا کہ شیوخ ومحدثین کیلئے تجارت کا ایک حصہ مختص تھا۔ جو سال بہ سال ان کو پہنچا دیا جاتا (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۳۶ مصنف: حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ)

ساری رات ایک ہی آیت میں گزار دی:

ایک دفعہ عشا کی نماز میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ "اذا زلزلت" پڑھی، لوگ نماز سے فارغ ہو کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر (راوی واقعہ) ٹھہرا رہا۔ دیکھا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ٹھنڈی سانس بھر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت میں خلل نہ ہو، میں بھی چل دیا۔ صبح کے وقت جب میں نے دیکھا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ غمگین بیٹھے ہیں اور ہاتھ میں داڑھی پکڑے ہوئے بڑی رقت سے کہہ رہے ہیں۔ اے اللہ! تو ذرا ذرا نیکی اور بدی کا بدلہ لے گا۔ اپنے غلام نعمان کو دوزخ کی آگ سے بچانا۔

اللہ تعالیٰ کی خشیت کا غلبہ:

ایک دفعہ ایک شخص نے کہا" ابوحنیفہ! خدا سے ڈر کر فتویٰ دیا کرو" یہ سن کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اس کا اس درجہ اثر ہوا کہ چہرہ کی رنگت بدل گئی اور کہا: بھائی! خدا تجھے جزائے خیر دے۔ اگر مجھے کتمان علم کے مواخذہ کا خوف نہ ہوتا تو میں بالکل ہی فتوے نہ دیتا۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

آج کس پر خدا کے خوف سے غشی طاری ہوتی ہے؟

ایک دن بازار جارہے تھے کہ اچانک بے خبری سے ایک لڑکے کے پاؤں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پاؤں پڑ گیا۔ وہ چلا یا اور کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا" یہ سننا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غشی طاری ہونے لگی۔ امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ (کوفہ کے مشہور محدث) ساتھ تھے۔ انہوں نے سنبھالا اور ہوش آنے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ "ایک لڑکے کی اس بات پر اس قدر بے قرار ہونا کچھ معنی نہیں رکھتا"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عجب نہیں کہ لڑکے کی آواز تائید غیبی ہو۔

جہنم سے بچنے کی فکر:

ایک دن حسب معمول آپ رحمۃ اللہ علیہ دکان پر گئے۔ نوکر نے کپڑے کے تھان نکال کر رکھے۔ دکان لگائی اور تفاول کے طور پر کہا: خدا ہم کو جنت دے۔ یہ سن کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر رقت طاری ہوئی اور اس قدر روئے کہ رخسار (آنسوؤں سے تر ہو گئے) نوکر سے کہا: دکان بند کر دو اور خود چہرہ پر رومال ڈال کر باہر نکل گئے۔ دوسرے دن جب دکان پر آئے تو نوکر سے کہا: بھائی! اس قابل کہاں کہ جنت کی آرزو کریں۔ یہی بہت ہے کہ عذاب الٰہی سے نجات مل جائے (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۳۸ ناشر: مکتبہ تنظیم اہل حدیث لاہور)

امام السنہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دنیائے اسلام کی وہ شخصیت ہیں، جن کی نظیر امت میں کمیاب ہے۔ چنانچہ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا تعارف "سیرۃ النعمان" میں ان الفاظ میں پیش کیا ہے: بڑے بڑے علماء کا قول ہے کہ اسلام کو دو شخصیتوں نے نہایت نازک وقت میں محفوظ رکھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرتدین عرب کا استیصال کیا۔ امام احمد بن حنبل

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

رحمۃ اللہ علیہ جو مامون الرشید وغیرہ کے زمانہ میں حدوث قرآن (قرآن کے مخلوق ہونے) کے منکر رہے۔ بلکہ ایک اعتبار سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ترجیح ہے کیونکہ صحابہ کرام ،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے معاون و مددگار تھے۔ لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی مددگار نہ تھا (بحوالہ: سیرۃ النعمان ص ۷۷ بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۴۵)

امام ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت:

علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ یہ روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

لولا احمد بن حنبل قام بھذا الشان لکان عاراً وشناراً علینا الی یوم القیامۃ ان قوماً سئلوا فلم یخرج منھم احد (مغنی جلد ا ص ۵) ترجمہ: اگر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں پورا عزم و استقلال نہ دکھاتے، تو امت کے لئے قیامت تک عار اور شرمندگی کا باعث ہوتا۔ اس وقت پوری قوم میں سوائے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی بھی میدان میں نہ نکلا (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۴۶)

اسم اعظم کے وسیلے سے دعا مانگنا:

حضرت میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب امام ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کوڑے لگائے جارہے تھے تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ازار بند ٹوٹ گیا اور قریب تھا کہ پاجامہ نیچے گر کر آپ رحمۃ اللہ علیہ ننگے ہو جائیں لیکن ہم نے دیکھا کہ آسمان کی طرف منہ کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دعا پڑھی۔ ''اے اللہ! میں تیرے اس باعظمت نام کیساتھ سوال کرتا ہوں کہ جس کی برکت سے عرش بھرا ہوا ہے' اگر میں حق پر ہوں تو مجھے لوگوں کے سامنے ننگا نہ کر''۔ پس ہمارے دیکھتے ہی پاجامہ اپنی جگہ مضبوط ہو گیا (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۵۵)

تمام فرشتوں کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ پر رشک:

جبکہ آپ کی آزمائش ختم ہوگئی تو ایک دن ایسا ہوا کہ ایک غیر معروف آدمی آیا اور

facebook.com/Salfi.tasawuf

السلام علیکم عرض کرنے کے بعد کہنے لگا کہ میں دور دراز کا سفر کر کے صرف اس لئے آیا ہوں کہ بشارت وخوشخبری سناؤں کہ آسمانوں کے تمام فرشتے اور خود حاملین عرش خوش ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے تمام آلام ومصائب کو انتہائی صبر و سکون اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۵۵)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بادشاہ کی عاجزی:

جب خلیفہ واثق مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے خلیفہ متوکل جیسے محب سنت اور حامی دین کو اقتدار دیا تو سب سے پہلے متوکل نے جو کام کیا وہ یہی تھا کہ پیدل جیل خانہ میں پہنچا۔ اور امام السنہ رحمۃ اللہ علیہ سے سلام مسنون عرض کرنے کے بعد اپنے ہاتھ سے بیڑیاں کھولیں اور شاہی لباس امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زیب تن کرا کے آپ کو اپنے گھر میں دعائے برکت فرمانے کے لئے درخواست کی۔ جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہی محل میں تشریف فرما ہوئے تو خلیفہ متوکل نے انتہائی خوشی ومسرت سے اپنی والدہ سے بآواز بلند کہا "اے اماں جان! ہم سے زیادہ خوش قسمت اور کون ہوسکتا ہے کہ امام السنہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی تشریف آوری سے ہمارا گھر بقعۂ نور ہو رہا ہے۔ (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۵۶)

شاہی محل کی مراعات سے بے نیازی:

جب امام السنہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ متوکل کے محل سے باہر نکلے تو وہ شاہانہ لباس اتار کر ایک محتاج کو پہنا دیا' اور خود وہی پرانا لباس زیب تن فرما کر اپنے دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔ خلیفہ متوکل آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اس درجہ شیدائی اور عقیدت مند ہوا کہ دونوں وقت کا کھانا جو دوسو درہم کے خرچ سے تیار ہوتا تھا اور انواع واقسام کے پھل وغیرہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھجواتا لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے سادہ کھانے پر قناعت فرماتے ہوئے وہ کھانا غرباو مساکین کو دے دیتے۔ (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۵۶)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

رزق کے حصول میں احتیاط کی انتہاء:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے نے عہدہ قضا قبول کر لیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بے حد صدمہ ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکانات ماشاء اللہ کافی تھے، جن کے کرایہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گزران تھی۔ وہ چونکہ قابل مرمت تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے نے ان کی مرمت و صفائی کرادی۔ جس کے نتیجے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لئے کرایہ کا حصہ لینا بند کر دیا کہ مکانات کی مرمت قضا کی تنخواہ سے کی گئی (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۵۶)

صحرائی درویش نے بادشاہ کو ادب سکھا دیا:

ہارون الرشید حج کیلئے مکہ شریف آیا۔ جب حرم میں داخل ہوا تو طواف شروع کیا اور دوسرے لوگوں کو طواف سے روک دیا۔ ایک اعرابی آگے بڑھا اور امیر المؤمنین کے ساتھ طواف کرنے لگا۔ امیر المؤمنین کو یہ ناگوار گزرا۔ سپاہی کو غصے سے دیکھا کہ اس کو روکے۔ سپاہی نے روکا تو اعرابی نے کہا: یہ مقام مساوات ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ سواء العاکف فیہ والباد ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم۔ بیت الحرام میں یہاں کا رہنے والا اور جنگل کا رہنے والا دونوں برابر ہیں اور جو اس مقام میں ظلم سے چلنے کا قصد کرلے، اسے ہم دردناک عذاب چکھائیں گے۔ جب امیر المؤمنین نے یہ سنا تو سپاہی کو حکم دیا کہ اعرابی کو اپنی حالت پر چھوڑ دے۔ پھر جب امیر المؤمنین حجر اسود کا بوسہ لینے لگا تو اس میں بھی اعرابی نے پہل کی اسی طرح مقام ابراہیم پر بھی دو رکعت امیر المؤمنین سے پہلے پڑھ لیں، جب امیر المؤمنین طواف اور نماز سے فارغ ہوا۔ تو اعرابی کو بلانے کے لئے سپاہی بھیجا۔ اعرابی نے جواب دیا کہ حاجت مند چل کر آیا کرتا ہے، مجھے تو بادشاہ کی طرف کوئی حاجت نہیں۔ اگر بادشاہ کو حاجت ہے تو آجائے۔ سپاہی بڑا جوش بھرا واپس ہوا، اور بادشاہ کو اشتعال دلاتے ہوئے اس کا جواب سنایا۔ بادشاہ نے کہا کہ بات اس کی معقول ہے،

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

چلو ہم چلتے ہیں۔بادشاہ اعرابی کے پاس آیا اور سلام کہا۔اعرابی نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد بادشاہ اور اعرابی کی جو کچھ گفتگو ہوئی وہ مکالمہ کی شکل میں حسب ذیل ہے۔بادشاہ: کیا مجھے یہاں بیٹھنے کی اجازت ہے؟

اعرابی: یہ میرا گھر یا میرا حرم نہیں بلکہ خدا کا گھر اور خدا کا حرم ہے۔ہم سب اس میں برابر ہیں بیٹھنا ہو بیٹھ جا، واپس ہونا ہو واپس ہو جا۔بادشاہ اس دلیرانہ اور معقول جواب سے بڑا متاثر ہوا اور اعرابی کے ایک طرف بیٹھ گیا۔پھر پوچھا: میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ خدا نے تم پر کیا فرض کیا ہے؟

اعرابی: سوال تعلم کا ہے یا لعنّت کا؟ یعنی کچھ استفادہ کرنا مقصود ہے یا محض پہچاننا یا امتحان لینا؟

بادشاہ: (حیران سا ہو کر) سوال تعلم کا ہے؟ یعنی کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔

اعرابی: پھر شاگردوں کی طرح ادب سے بیٹھو۔

(بادشاہ اعرابی کے سامنے دوزانو ہو کر ادب سے بیٹھ گیا)

اعرابی: اب پوچھو جو پوچھنا ہے۔

بادشاہ: آپ پر خدا نے کیا فرض کیا ہے؟

اعرابی: کون سے فرض سے سوال کرتے ہو؟ فرائض بہت سے ہیں۔ایک، پانچ، سترہ، چونتیس، چورانوے، چالیس سے ایک، ساری عمر میں ایک، دوسوسے پانچ۔

چالیس سے ایک یہ سونے کی زکوۃ ہے۔چالیس دینار سے ایک دینار فرض ہے۔ساری عمر میں ایک فرض حج ہے۔

دوسوسے پانچ، یہ چاندی کی زکوۃ ہے دوسو درہم سے پانچ درہم فرض ہیں۔اعرابی کی یہ تفسیر سن کر بادشاہ بہت محظوظ ہو گیا اور خوشی سے بھر گیا اور سمجھا کہ یہ گودڑی میں چھپا موتی یا علمی خزانہ ہے۔جب اعرابی نے دیکھا کہ بادشاہ میرا عقیدت مند ہو گیا ہے اور میری عظمت و بزرگی اس کے دل میں بیٹھ گئی ہے تو اس کو اپنی طرف زیادہ مائل

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

کرنے کے لئے ایک مسئلہ اور چھیڑ دیا اور اس سے اعرابی کا مقصد کوئی اپنا ذاتی مفاد نہیں تھا بلکہ وہ بادشاہ کو تبلیغ کرنی چاہتا تھا، تا کہ بادشاہ کچھ اپنی آخرت کی فکر کرے۔ مگر بغیر عقیدت مند ہونے کے وعظ کا اثر مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے اعرابی کی کوشش تھی کہ اپنا علمی سکہ اس کے دل پر بٹھائے۔ کیونکہ ہارون الرشید کے دل میں علم دین کی بڑی قدر تھی۔ چنانچہ اعرابی نے یہ مسئلہ عجیب طرح سے چھیڑا۔ بادشاہ کو کہا: میں نے آپ کی آرزو پوری کردی اور آپ کی حسب خواہش مسائل کی تفسیر کردی۔ کیا آپ بھی میرے کسی سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔ میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا: پوچھو" اعرابی: ایک عورت صبح کے وقت ایک شخص پر حرام تھی۔ ظہر کے وقت حلال ہوگئی۔ عصر کے وقت پھر حرام ہوگئی۔ مغرب کے وقت پھر حلال ہوگئی۔ عشاء کے وقت پھر حرام ہوگئی۔ دوسرے روز صبح کے وقت پھر حلال ہوگئی۔ ظہر کے وقت پھر حرام ہوگئی۔ عصر کے وقت پھر حلال ہوگئی۔ مغرب کے وقت پھر حرام ہوگئی۔ عشاء کے وقت پھر حلال ہوگئی۔ یہ کون سی عورت ہے اور اس کی صورت کیا ہے؟ بادشاہ بولا: آپ نے مجھے سمندر میں ڈال دیا ہے۔ اب آپ ہی اس سے نجات دیں۔

اعرابی: آپ امیر المؤمنین ہیں اور آپ کی شخصیت سب سے بڑی ہے۔ آپ کو کسی شے سے عاجز نہ ہونا چاہیے۔ میرا سوال تو ایک معمولی ہے۔ (اعرابی کا مطلب یہ تھا کہ بادشاہ عالی دماغ ہوتے ہیں اور عالی دماغ لوگ ان کے درباروں میں حاضر رہتے ہیں جن کی مدد سے مشکل سے مشکل مسائل حل ہوسکتے ہیں) پھر کیا وجہ ہے کہ آپ میرے ایک معمولی سے سوال سے عاجز آگئے؟

بادشاہ: آپ کو علم نے بڑا کردیا اور آپ کا ذکر بلند کردیا۔ میرے اعزاز کے لئے اور اس مقام (حرم اللہ) کی شان کا لحاظ کرتے ہوئے میری یہی آرزو ہے کہ آپ ہی تفسیر کریں۔

اعرابی: اگر آپ کی خوشی اسی میں ہے تو میرے لئے بھی یہ برکت اور عزت کا

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 244/273

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

باعث ہے۔ یہ عورت کسی کی لونڈی ہے جو صبح کے وقت زید پر حرام تھی۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو زید نے خرید لی۔ اب اس کے لئے حلال ہوگئی۔ پھر عصر کے وقت زید نے آزاد کر دی۔ تو اس پر حرام ہوگئی۔ پھر مغرب کے وقت نکاح کر لیا۔ حلال ہوگئی۔ پھر عشا کے وقت طلاق دے دی۔ حرام ہوگئی۔ پھر دوسرے دن کی صبح کے وقت رجوع کر لیا۔ حلال ہوگئی۔ پھر ظہر کے وقت مرتد ہوگیا۔ حرام ہوگئی۔ پھر عصر کے وقت توبہ کر لی۔ حلال ہوگئی۔ پھر مغرب کے وقت عورت مرتد ہوگئی۔ حرام ہوگئی۔ پھر عشا کے وقت تائب ہوگئی۔ حلال ہوگئی۔ بادشاہ نے یہ تفسیر سنی تو خوش ہو کر دس لاکھ درہم بطور انعام دینا چاہا۔ مگر اعرابی نے قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ مستحقین کو دے دیں (راقم: عبداللہ امرتسری روپڑی۔ حال مقیم: ماڈل ٹاؤن بلاک کوٹھی نمبر ۱۱۹ لاہور) (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۶۴ تا ۷۲)

امام العلم امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی حکومت سے ٹکر نہیں ہوئی مگر چونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ائمہ اربعہ سے ہیں اور ائمہ ثلاثہ کے حالات ذکر ہو چکے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات بھی یہاں درج کر دیئے جائیں تا کہ یہ مختصر رسالہ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے حالات پر مشتمل ہو جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بلحاظ پیدائش تعلیم و تربیت پھر علمی کمالات و اجتہاد وغیرہ کے اللہ تعالیٰ کی آیات بینات سے ایک کھلی آیت بلکہ زندہ معجزہ ہیں۔ چنانچہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے ماہر فن حدیث و رجال اور تاریخ وغیرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ تذکرہ الحفاظ میں شافعی امام العلم حبر الامتہ کے عنوان سے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ابو عبداللہ محمد بن ادریس القرشی المطلبی الشافعی المکی نسیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وناصر سنتہ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو عبداللہ اور اسم گرامی محمد رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ کے والد کا نام ادریس رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ خاندانی لحاظ سے مطلبی اور ہاشمی قریشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار اور سنت کے ناصر و ناشر ہیں۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

آپ کے جد بزرگوار کا نام چونکہ شافع رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ شافعی نام سے شہرہ آفاق ہوئے۔ آپ کی پیدائش ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ بعض اہل علم یہ بھی کہتے ہیں کہ جس دن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی دن پیدا ہوئے (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۷۲)

امام رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے پہلے بشارت:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی شان باقی ائمہ رحمہم اللہ سے نرالی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہیں۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کو حمل کے دنوں میں خواب آیا کہ ان کے اندر سے نور نکلا ہے۔ جس سے بصرہ شہر (جو علاقہ شام میں ہے) کے محل روشن ہو گئے۔ اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو خواب آیا کہ ان کے اندر سے ستارہ مشتری (جو بہت روشن ہے) نکلا اور ٹوٹ کر اس کے ٹکڑے ہر شہر میں پہنچ گئے۔ ایک ماہر فن تعبیر نے اس کی تعبیر یہ کی کہ تجھ سے ایک بہت بڑا امام پیدا ہوگا، جس کا نور ہدایت ہر شہر میں پہنچے گا (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۷۳)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں بطور نمونہ جو کچھ بھی ذکر ہوا، وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کا ادنیٰ سا مظہر ہے، جسے امام ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایۃ والنہایہ (تاریخ ابن کثیر) میں یوں نقل کیا ہے۔

قال ابو داؤد الطيالسی قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم لاتسبوا قريشاً فان عالمها يملأ الارض علماً اللهم انك اذقت اولها وبالاً فاذق اخرها نوالاً وقد رواه الحاكم من طريق ابی هريرة قال الحافظ ابو نعيم الاصبهانی وهو الشافعی۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۲ ص ۲۵۱)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریش کو برائی سے مت ذکر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک ایسا عالم پیدا کرے گا، جو علم اور عمل سے انسانی آبادی کو مالا مال کرے گا۔ اس بشارت کے ساتھ آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی: اے اللہ! جیسا کہ تو نے قریش کے پہلے لوگوں پر وبال کی بلا نازل کی، ان کے اخیر پر نوازش وکرم فرما۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو دوسری سند (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق) سے بھی روایت کیا ہے۔ حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا محل ومصداق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ٹھہرایا ہے (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۷۷)

ائمہ کرام رحمہم اللہ میں ایک دوسرے کا ادب:

امام السنہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کرتے اور فرماتے کہ جیسے لوگوں کو سورج اور صحت کی ضرورت ہے اور ان کا عوض کوئی چیز نہیں ہو سکتی، ایسے ہی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ لوگوں میں ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے چند دن پہلے خواب میں دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور لوگ ان کے جنازے کے لئے نکل رہے ہیں۔ میں نے خواب کا ذکر بعض اہل علم کے پاس کیا کہ یہ زمین کے بہت بڑے امام فی العلم کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ چند دن بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۷۹)

اللہ تعالیٰ کے ہاں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: خدا نے مجھے بخش دیا، تاج پہنایا اور حوروں سے نکاح کر دیا اور فرمایا یہ اس کا عوض ہے کہ تو میری رضا کے ساتھ راضی رہا اور جو کچھ میں نے دیا، اس پر قناعت کرتا رہا (بحوالہ کتاب: حکومت اور علماء ربانی ص ۸۰)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اولیاء کی گستاخی کرنے والا اللہ کا دشمن ہے:

حضرت حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں کہ: معزز ناظرین! حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی ہجری کے وہ مایۂ ناز بزرگ ہیں کہ جن کی ذات اقدس سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی فیض پہنچا۔ ہم شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور بزرگ مانتے ہیں، ان کی محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں اور ان کی تنقیص شان کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا دشمن سمجھتے ہیں (بحوالہ کتاب: عرس اور گیارہویں ص ۵۰ ناشر: مکتبہ تنظیم اہل حدیث لاہور)

ائمہ کا احترام واجب ہے:

خادم السنہ الشیخ احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: بے شک ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا احترام ضروری اور واجب ہے۔ ان کی شان بلند ہے اور ان کی فضیلت بڑی ہے اور وہ وسیع علم کے مالک تھے اور حق ان کے ساتھ تھا۔ وہ استمساک بالکتاب و سنت مطہرہ کو لازم جانتے تھے اور کتاب وسنت کے فہم کو ضروری خیال کرتے تھے (بحوالہ کتاب: تاریخ اہل حدیث ص ۵۵)

صوفی مجاہد کی غیبی حفاظت:

مولانا محمد خالد گھرجاکھی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: حضرت صوفی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مولانا بشیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد حضرت صاحب مولانا فضل الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کیلئے چرکنڈ گیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت فقیر علی نگار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف گئے ہوئے تھے۔ وہاں شہزادہ برکت اللہ نے ایک تنولی کو بھیجا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کر دے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ذکر و اذکار میں بہت مشغول رہتے تھے۔ خصوصاً صبح کی نماز پڑھنے کے بعد بہت دیر تک وظیفہ کرتے رہتے تھے۔ اس دن بھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

مسجد میں وظیفہ کرتے کرتے وہیں لیٹ گئے۔ چنانچہ وہ تنولی کلہاڑی لے کر دو تین دفعہ گیا۔ بالآخر اس نے کلہاڑی اٹھائی تا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سوتے میں مار دے کہ کسی چیز نے اسے اٹھایا اور دُور مسجد سے باہر کسی ڈھلوان جگہ پر پھینک دیا۔ تنولی نے چوٹوں کی تاب نہ لا کر واویلا مچانا شروع کر دیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ جاگ اٹھے اور فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ تو وہ معافی مانگنے لگا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ (بحوالہ کتاب: سوانح امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۹ ناشر: جمعیت مجاہدین پاکستان)

جنات عامل کی بجائے اولیاء کے غلام ہوتے ہیں:

صوفی عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بمبئی کے ایک پیر ہدایت اللہ صاحب تھے، جو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ انہوں نے بمبئی کے کسی سیٹھ کی بیوی کا علاج کیا، اس کو اٹھراء کی بیماری تھی، یعنی اولاد نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ پیر صاحب کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگیا۔ چنانچہ سیٹھ نے اس خوشی میں بہت بڑی دعوت کی، جس پر شاہ صاحب بھی گئے اور فرمانے لگے کہ کاش آج حضرت صاحب بھی ہوتے تو اس دعوت میں شریک ہوتے۔ اس پیر صاحب کے ماتحت جن تھے۔ اس نے جنوں کو کہا کہ جاؤ۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھا کر لے آؤ۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اشراق کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے کندھوں پر بوجھ پڑ گیا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ڈانٹا تو دونوں جن، جو لینے آئے تھے، مصلے کے دونوں طرف لیٹ گئے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ تو انہوں نے ساری بات عرض کر دی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان جنوں کو کہا کہ جاؤ شاہ صاحب کو یہاں لے آؤ۔ چنانچہ وہ شاہ صاحب کو لے آئے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ کرامتیں جنوں کی معرفت حاصل نہیں ہوتیں۔ کرامت تو یہ ہے کہ جن ماتحت تو تمہارے ہوں اور کہا میرا مانیں (کیونکہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پیر صاحب کو انہی کے تابع جنات سے منگوالیا تھا (بحوالہ کتاب: سوانح حیات ص ۱۶۹)

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

عارف باللہ حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ادب کی خوشبو

زیر نظر کتاب بنام ''شیخ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ'' پہلے طرز فکر کی ایک کڑی ہے۔ شیخ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی قد آور شخصیت پورے برصغیر میں مشہور ومعروف تھی اور وہ اہل انصاف کے نزدیک قابل ستائش بلکہ قابل رشک تھے۔ اس طرح کی شخصیت اپنا تشخص رکھنے کیساتھ تاریخ کا ایک باب ہوتی ہے۔ چنانچہ ''معاصرین کے تاثرات'' کے ضمن میں آئے گا کہ علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے صاحب علم وفضل شخص نے میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف ''غایۃ المقصود فی شرح سنن ابی داوٗد'' کے مقدمہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ کرایا ہے۔ یہ ایسا فضل ہے جو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کسی شاگرد کو حاصل نہیں۔ یہی نہیں بلکہ اہل حدیث اور حنفی سارے لوگ آپ کو تسلیم کرتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ادنیٰ انتساب میں فخر محسوس کرتے تھے۔ (بحوالہ کتاب: الشیخ عبداللہ غزنوی ص ۷)

استاذ المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال تواضع:

مولانا محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ سے سنی ہوئی باتیں لکھتے ہیں۔ کہ جس وقت شیخ عبداللہ غزنوی، مولانا غلام رسول قلعوی اور مولانا حافظ محمد لکھوی رحمھم اللہ دہلی میں گاڑیوں کے اڈے پر پہنچے تو ایک بزرگ آدمی کو وہاں موجود پایا، جس نے ان سے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے؟ ان کا اسباب اٹھالیا اور کہا کہ میں آپ لوگوں کو وہاں پہنچادوں گا؟ وہ بزرگ ان تینوں بزرگوں کا سامان اٹھا کر میاں نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں لے گیا، ان کا اسباب وہاں رکھا اور خود غائب ہو گیا۔ یہ حیران ہوئے کہ اس مزدور نے پیسے بھی نہیں لیے اور کہاں چلا گیا ہے۔ جب کافی وقت گزر گیا تو انہوں نے کسی صاحب سے دریافت کیا کہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہاں ہیں اور کب تک آئیں گے؟ تو اس نے جواب دیا کہ: میاں

www.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

5/26/22, 7:10 PM با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہی تو تھے جو آپ کا سامان لائے ہیں، اب وہ غالباً گھر آپ کے کھانے کا کہنے گئے ہیں: یہ تینوں بزرگ دل ہی دل میں بڑے نادم ہوئے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ تحصیل حدیث کے لیے تشریف لائے ہیں تو حدیث کا علم خدمت خلق کے سوا کیا ہے؟ یہی حدیث کا پہلا سبق ہے۔

اہل اللہ پر طعن کرنا مردود بنا دیتا ہے:

مولانا عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد شیخ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بہت سیدھا تھا۔ نہ افراط تھا نہ تفریط تھی۔ یعنی تمام سنی صوفیوں کو اور خصوصاً اویسیوں کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور خطا اور بھول کی وجہ سے ان کو صدیقین کے مرتبہ سے خارج نہیں کرتے تھے۔ اگر کسی صالح صاحب الحال ہستی کو اپنے زمانے میں دیکھ لیتے تو اس کے ساتھ اس قدر محبت کرتے اور اس کی خاطر اس قدر رعایت کرتے کہ دوسروں کو تعجب ہوتا۔ اہل اللہ کی دوستی کو قرب کا سبب، برکات کا موجب، حلاوت ایمانی کا مورث اور درجہ احسان تک پہنچنے کا باعث سمجھتے تھے ۔ اہل اللہ پر طعن اور جرح کرنے کو خدا کی درگاہ سے مردود اور محروم ہونے کا سبب سمجھتے۔ ان کے اقوال و افعال کو نصوص کے تابع کرتے۔ نصوص کے خلاف ان کے جو اقوال و افعال ہوتے، انہیں نصوص پر مقدم نہ کرتے اور فرماتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام لوگ ایسے ہی ہیں کہ ان کی کوئی بات ماننے کے لائق ہوتی ہے اور کوئی ماننے کے لائق نہیں ہوتی (بحوالہ کتاب: الشیخ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۶۳)

ولی اللہ کی اہمیت کا احساس موت کے بعد ہوتا ہے:

مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ "ایک شخص کو میں نے ترغیب دے کر لاہور بھیجا۔ اس شخص کو حضرت عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحبت کے ساتھ مشرف کرنے کا اشارہ کیا، مگر وہ حیلے بہانے بنانے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عبداللہ

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___ 251/273

مرغ است هر راه خواهد پرید، هر کس دست خواهد مالید عبداللہ ایک نایاب پرندے کی طرح ہے، جب اڑ جائے گا تو ہر شخص افسوس کے ساتھ ہاتھ ملتا رہ جائے گا (بحوالہ کتاب: الشیخ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۰۶)

بے ادبی کرنے سے خاتمہ خراب ہو جاتا ہے:

حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ائمہ دین رحمہم اللہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ائمہ دین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کرتا ہے، اس کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا (بحوالہ کتاب: الشیخ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۴۸ مصنف: مولانا محمد شفیع نیپالی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: ندوۃ المحدثین، گوجرانوالہ)

مولانا سید محمد جنید غزنوی حفظہ اللہ کا خطاب

(15 مارچ 2013ء بمقام: جامع مسجد مدرسہ تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور)

مولانا سید محمد جنید غزنوی حفظہ اللہ المعروف بہ "شاہ صاحب" جب مدرسہ غزنویہ (شیش محل روڈ) کے منبر پر خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے ہوتے ہیں، تو یوں لگتا ہے کہ زبان ان کی حرکت کر رہی ہے اور عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے الفاظ ان کے آباؤ اجداد کی طرف سے ادا ہو رہے ہیں۔ نماز یہ پڑھا رہے ہیں اور لہجۂ قرات ان کے والد پروفیسر سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ادب کے بارے تلقین یہ کر رہے ہیں اور رعب و دبدبہ ان کے دادا مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ ذیل میں حضرت شاہ صاحب حفظہ اللہ کا ادب کے موضوع پر خطبۂ جمعہ من وعن حضرت شاہ صاحب کے الفاظ میں تحریر کیا جا رہا ہے (از: مرتب)

انوارِ رسالت کے حامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

اللہ کی بے پایاں رحمتیں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

جسد اطہر پر اور آپ ﷺ کے روضہ انور پر۔ اللہ کی بے پایاں رحمتیں ہوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر، وہ صحابہ کہ جن کے سینوں پر انوارِ رسالت براہِ راست پڑے۔

فیض یافتگانِ رسول ﷺ:

اور اللہ کی بے پایاں رحمتیں ہوں تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کہ جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے فیض یاب ہونے کا شرفِ عظیم حاصل ہوا اور اللہ کی بے پایاں رحمتیں ہوں تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کہ جنہیں فیضِ یافتگان فیض یافتگانِ رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں سیدھی کرنے کی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی اور اللہ کی بے پایاں رحمتیں ہوں ائمہ کرام، فقہائے امت، اولیائے امت اور صلحائے امت پر کہ جنہوں نے اپنا سب کچھ، اپنا وقت، اپنی توانائی، اپنی جان، اپنا مال، اپنا جسم اللہ کے دین میں کھپا دیا۔ **فجزاهم الله عنا وعن جميع المومنين خير الجزاء۔**

ادب کی سمجھ، بہت بڑی سعادت:

بزرگو اور دوستو! دین کے بارے میں ایک جملہ یوں کہا جاتا ہے کہ "الدین کلہ ادب" "لکل وقت ادب، لکل مقام ادب، لکل حال ادب"۔ یہ دین سراسر ادب ہے، ہر وقت کا ادب ہے، ہر مقام اور ہر حال کا ایک ادب ہے۔ اس جملے کا فہم جس انسان کو پیدا ہو جائے، یاد رکھیے! یہ اس کے حق میں بہت بڑی سعادت ہے اور اس جملے کی سمجھ کا پیدا ہو جانا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے۔

ادب ہی دین کا حسن ہے:

ادب کے بغیر دین ناقص رہتا ہے، شخصیت ادھوری رہتی ہے اور "دین کا سراسر ادب ہونا" جب سمجھ میں آ جائے اور اس پر عمل پیدا ہو جائے تو یہ دین کا حسن ہوتا ہے اور اس سے شخصیت میں ایک جاذبیت اور نکھار پیدا ہوتا ہے۔

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اللہ اور اس کے گھر کا ادب:

دین سراسرادب کا نام ہے' یہ جو ہم مسجد میں دن میں پانچ مرتبہ جاتے ہیں، اس مسجد کا بھی ایک ادب ہے' اور جس کے حضور کھڑے ہوتے ہیں یعنی ''اللہ تعالیٰ'' کا بھی ایک ادب ہے۔ بلکہ ادب کی دنیا کا تو آغاز ہی اللہ تعالیٰ کے ادب واحترام سے ہوتا ہے۔

خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ:

ہر نماز کے وقت خوب آراستہ ہو کے جایا کرو' امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نماز میں صرف ''ستر عورۃ'' کا حکم نہیں ہے بلکہ نماز کیلئے زینت کا حکم بھی ہے کہ آراستہ اور تیار ہو کر جایا کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ہے۔ پھر یہ کیا بات ہوئی کہ ہم دنیا کے کاروبار کیلئے تو بہت سج دھج نکال کے جائیں اور جب افسروں سے ملنے کیلئے جائیں تو خوب تیار ہو کے جائیں لیکن جب اس کی بارگاہ میں جائیں جو رب السموات والارض ہے، تو گندے کپڑے پہن کر چلے جائیں اور اس حال میں جائیں کہ جسم سے بدبو آ رہی ہو۔ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا ، یہ تم کو کیا ہوا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا وقار ہی جی سے اٹھا دیا۔

نماز میں اخذِ زینت:

بزرگوں کے حالات میں پڑھا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ بندے کو چاہئے اَنْ يَلْبِسَ اَزْيَنَ ثِيَابِهٖ کہ وہ نماز میں سب سے اچھے اور خوبصورت کپڑوں کو زیب تن کرے اور بزرگوں کی سیرتوں میں یہ دیکھا ہے کہ جو سب سے اچھا لباس ہوتا تھا، اس کو نماز کیلئے پہنتے' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ادب ہے۔ اور جو یہ فرمایا کہ رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت نہ کیا کرو، یہ بھی اللہ کا ادب ہے۔ کیونکہ یہ حالت تذلل ہے ۔جھکنے کی حالت ہے۔ اور اللہ کا کلام اس حالت نہ پڑھا جائے۔ اور یہ جو فرمایا کہ نماز کے دوران آسمان کی طرف مت دیکھا کرو تو یہ بھی بے ادبی میں شامل ہے' بندگی کا تقاضا یہی ہے کہ آقا کے سامنے نگاہیں جھکی ہوں۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

مسجد کے آداب:

لکل مقام ادب" ہر مقام کا ایک ادب ہے۔ مسجد کے آداب کو ملحوظ رکھو اس کو صاف رکھو کیونکہ یہ مسجد کا ادب ہے دوستو! حدیث میں آتا ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مسجدوں کو صاف رکھا جائے' ان میں جھاڑو دیا جائے' ان میں خوشبو سلگائی جائے۔

مسجد کی صفائی کے بدلے جنت:

حدیث میں آتا ہے کہ ایک عورت جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی، اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے جنازے اور اس کی تدفین کے بعد حضور اقدس ﷺ کو بتایا گیا کہ اس عورت کا رات کو انتقال ہو گیا۔ جب یہ سنا تو ارشاد فرمایا کہ جب کوئی انتقال کر جاتا ہے تو مجھے خبر کر دیا کرو۔ وہ جو عورت انتقال کر گئی ہے، میں نے اس کو جنت میں دیکھا ہے اور جنت میں اس لئے دیکھا ہے کہ وہ صفائی جو مسجد کی کیا کرتی تھی اور جو کوڑا مسجد کا اٹھایا کرتی تھی اور وہ جو تنکے چن کے مسجد سے باہر پھینکا کرتی تھی، اس صفائی کے صدقے میں' میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا ہے۔ یہ مسجد کا ادب ہے دوستو!

مسجد میں دنیاوی گفتگو کی ممانعت:

مسجد میں بیٹھ کر دنیاداری کی بات نہ کرنا، یہ بھی مسجد کا ادب ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ زمین پہ بہترین جگہیں مسجدیں ہیں اور بدترین جگہیں بازار ہیں۔ یہ فرق کیوں فرمایا؟ کیونکہ مسجد کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں اللہ کی بات ہو اور اس کا ذکر ہو اور بازار میں بالعموم ایسا ہوتا ہے کہ دنیا کی اور دھاندلی کی بات ہوتی ہے، تو انہوں نے یہ امتیاز اس لئے کیا کہ جو مسجد میں بیٹھ کر دنیاداری کی بات کرتا ہے، وہ تو مسجد کو بازار بنا رہا ہے۔ لہٰذا مسجد میں بیٹھ کر دنیاداری کی بات نہ کرنا مسجد کا ادب ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کے بیٹھنے کی جگہ ہے دوستو! یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونے کی جگہ ہے۔ یہ تو مؤدب ہو کر بیٹھنے کی جگہ ہے۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت:

مسجد میں تھوکنا بھی گناہ کی چیز ہے اور جو اس میں آلائش پیدا کرتا ہے' اس کو گندا اور خراب کرتا ہے، ایسے لوگوں پر آپ ﷺ نے پابندی لگادی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ایسے لوگ نماز کی امامت نہ کروایا کریں۔ جو مسجد میں آلائش پیدا کرتا اور تھوکتا تھا، اس شخص سے فرمایا کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذاء دی ہے اور میں نے پابندی لگادی ہے کہ تم امامت کا کام نہیں کر سکتے۔

بلند آواز میں تلاوت کے آداب:

جس وقت لوگ نماز پڑھ رہے ہوں، اس وقت مسجد میں بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے بھی حضور اقدس ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ فرمایا جو آدمی نماز پڑھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے۔ اتنی اونچی آواز میں تلاوت جس سے نماز پڑھنے والے کو تشویش ہو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ یہ بھی مسجد کا ادب ہے۔

آداب کی سمجھ خوش نصیبی کی علامت:

وہ جملہ جو میں نے آغاز میں عرض کیا تھا کہ دین شروع سے لے کر آخر تک سارے کا سارا ادب ہے۔ جس شخص کو اس بات کی سمجھ نہ آئے، وہ بڑا بدنصیب آدمی ہے کہ کس وقت کا ادب کیا ہے؟ کس مقام کا ادب کیا ہے؟ کس حال کا ادب کیا ہے؟ قرآن مجید نے اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان مقامات' ان احوال اور ان چیزوں کی بڑی تفصیل ہمارے سامنے رکھی ہے' اور بڑے شرح و بسط اور باریکیوں سے آداب کو سمجھایا ہے۔

فرشتوں کا ادب:

فرشتوں کا بھی ایک ادب ہے اور جس مقام پر فرشتے ہوں، اس مقام کا بھی ادب

facebook.com/Salfi.tasawuf

ہے۔ترمذی شریف اور ابن ماجہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک جنازے کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے۔تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، انہیں شرم کرنی چاہئے اور کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ جانوروں پہ سوار ہو کر جارہے ہیں تو آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ حیاء کرو۔فرشتوں کی تو یہ حالت ہے کہ وہ پیدل چلے جارہے ہیں اور یہ لوگ سواریوں پر ہیں۔ان کو زیبا نہیں ہے کہ یہ فرشتوں کی موجودگی میں سواریوں پر بیٹھیں۔حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے کہ ایک جنازے پر حضور اقدس ﷺ تشریف لے جارہے تھے۔آپ ﷺ کو سواری پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے انکار فرمادیا۔پھر واپسی پر جب سواری پیش کی گئی تو آپ ﷺ نے اس کو قبول فرمالیا اور سواری پر بیٹھ کر واپس آئے۔اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ جب میں جارہا تھا تو فرشتے پیدل چل رہے تھے،تو میں نے اپنے لئے مناسب نہ سمجھا اور جب فرشتے چلے گئے تو میں نے سواری کو قبول کرلیا۔لہٰذا جس مقام پر فرشتوں کی موجودگی قرآن و سنت سے ثابت ہو،ان مقامات پر آدمی کو مؤدب رہنا چاہئے۔اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس آدمی کا ادب ملحوظ رکھنا ہو،اگر وہ چل رہا ہو تو دوسرے کو سوار نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ پیدل چلنا چاہئے،یہ ادب کا تقاضا ہے۔

جنازے کا ادب:

جنازے کا بھی ایک ادب ہے۔جب میت کو لے کر جاتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہوجاؤ۔ یہاں تک کہ جنازہ تمہارے پاس سے آگے گزر جائے یا زمین پر رکھ دیا جائے۔اسی طرح ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے تو عرض کیا گیا یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، یہ جو موت ہے، یہ پریشانی اور گھبراہٹ کی چیز ہے پس جب جنازہ دیکھو تو اس کیلئے کھڑے ہو

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

جاؤ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی طرز عمل تھا۔ مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب جنازے کو دیکھتے تھے تو کھڑے ہوجاتے تھے، یہاں تک کہ جنازہ ان کے پاس سے آگے گزر جاتا تھا۔

میت کا ادب:

میت کا بھی ایک ادب ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی حالتِ نزع میں ہو تو اس کے قریب لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو، کہ وہ دنیا سے جاتے ہوئے لا الہ الا اللہ پڑھ لے اور اس کے ایمان کی تجدید ہوجائے اور علماء نے کہا ہے کہ اس سے مراد اتنی آواز میں لا الہ الا اللہ پڑھا جائے کہ وہ اس کو سن لے اور اس کی توجہ اس طرف ہوجائے تاکہ اس کی زبان پر بھی یہ کلمہ جاری ہوجائے۔ علماء نے کہا کہ اسے حکماً نہ کہا جائے بلکہ خود باآواز بلند پڑھا جائے۔ میت کے پاس بے ہودہ باتیں نہ کی جائیں یہ حکم ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی میت یا کسی مریض کے پاس ہوتے ہو تو نیک اور اچھی باتیں کیا کرو کیونکہ تم جو کچھ کہہ رہے ہوتے ہو، اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ میت پر چادریں ڈال دینا بھی میت کا ادب ہے۔ میت کی آنکھیں موند دینا بھی میت کا ادب ہے۔ جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رحلت فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر چادر ڈال دی گئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے چادر اٹھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ یہ سب میت کے آداب میں شامل ہے۔ ان آداب کا فہم پیدا کرنا نہایت ضروری ہے کہ اس کے بغیر آدمی کا دین ادھورا رہتا ہے اور شخصیت ادھوری رہتی ہے۔

رزق کا ادب:

رزق کا ادب یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے شکر میں ڈوب کر اس کے رزق کو کھائے اور رزق میں عیب نہ نکالے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کھانے میں عیب نہیں

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___

نکالتے تھے۔ پسند ہوتا تھا تو تناول فرما لیتے تھے' پسند نہ آتا تو کھانا چھوڑ دیتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کر رہے ہیں کہ کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ لقمہ اگر ہاتھ سے گر جائے تو اس کو اٹھا لیا کرو' صاف کر لیا کرو اور کھا لیا کرو۔ اس کو شیطان کیلئے مت چھوڑا کرو اور جب کھانا کھا چکو تو انگلیوں پر جو کھانے کے ریزے لگے رہ جاتے ہیں، اپنی زبان سے چن لیا کرو۔ یہ بھی کھانے کا ادب ہے۔ لقمے کو کھا لینا، روٹی کو زمین پر مت پھینکنا' برتن کو صاف کرنا بھی سنت ہے۔ زبان سے کھانے کو چن لینا' یہ بھی سنت ہے۔ اس پر بھی ثواب ہوتا ہے۔ جب آدمی برتن کو صاف کرتا ہے اور انگلیوں سے کھانے کے لگے ہوئے ریزوں کو چنتا ہے تو وہ زبان حال سے یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ یا اللہ یہ تیرے رزق کے ایک ایک دانے کا شکر ادا کرتا ہوں اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم؟ برکت کھانے کے کس لقمے میں رکھی ہوئی ہے' کس ریزے میں رکھی ہوئی ہے، کچھ بھی ضائع مت کیا کرو۔

مہمانوں کا ادب:

ان سب آداب کا مقصد کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ کسی کو راحت پہنچے۔ مقصد یہ ہے کہ کسی کو پریشانی نہ ہو' گرانی نہ ہو۔ طبیعت بوجھل نہ ہو' کسی کو شرمندگی نہ ہو۔ اس لئے بتایا کہ کون کون سے آداب ملحوظ رکھنے ہیں۔ علماء اور فقہاء نے باقاعدہ تفصیلات مرتب کی ہیں اور جو چیز پریشانی کا باعث بنتی ہو، اسکی نشاندہی کر دی کہ ایسا مت کرنا۔ مہمان سے کہا کہ دیکھو جب کسی کے گھر جاتے ہو تو اتنی دیر مت بیٹھا کرو کہ وہ پریشان ہونے لگ جائے۔ یہ ادب ہے، جو مہمان کو ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اتنی دیر مت بیٹھو کہ میزبان پریشان ہونے لگ جائے۔ اس کو کوئی کام ہو اور وہ دل میں سوچ رہا ہو کہ یہ کب جائے گا۔ بعض لوگوں کو ایسا کرتے بھی دیکھا ہے کہ بڑے دھڑلے سے 5، 6 آدمیوں کو ساتھ لے کر چلے جاتے ہیں کہ آ جاؤ بھئی

WWW.UBQARI.ORG

facebook.com/Salfi.tasawuf

اکٹھے چلتے ہیں۔ ارے اللہ کے بندو، تمہیں کیا پتہ؟ وہاں کتنے آدمیوں کا انتظام ہے۔ 6،5 آدمیوں کی میزبانی وہ کر بھی سکتا ہے یا نہیں۔ اب اگر انتظام نہ کر سکے گا تو اسے شرمندگی ہوگی اور اگر انتظام میں لگ جائے تو اسے پریشانی ہوگی۔ تو اسے پریشانی اور شرمندگی سے بچانے کیلئے کہا گیا ہے کہ تم بغیر اجازت کے اپنے ساتھ کسی کو لے کر نہ جاؤ۔ بعض مہمانوں کو دیکھا ہے کہ وہ کچھ چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب میزبان سب کچھ بنا کر سامنے رکھ دیتا ہے تو کہتے ہیں کہ جی ہم تو میٹھا نہیں کھاتے، ہم تو نمک والی چیز استعمال نہیں کرتے، کہیں بلڈ پریشر نہ بڑھ جائے۔ خدا کیلئے تم نے پہلے کیوں نہیں کہا میزبان کو؟ کیوں اس کو پریشان کرتے ہو؟ جاتے ہی بتا دیتے کہ میں پرہیز کرتا ہوں، کھانے میں نمک یا میٹھا نہیں کھاؤں گا۔ آپ نے دیکھا کہ کتنی باریکیاں ہیں میرے دوستو!

حلقۂ سوالات

قارئین! حضرت شاہ صاحب (سید محمد جنید غزنوی حفظہ اللہ) کا معمول ہے کہ نماز جمعہ کے بعد مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر چند منٹ کیلئے بیٹھ جاتے ہیں۔ اس دوران کوئی ان سے سوال پوچھنا چاہے تو اسے اجازت عام ہوتی ہے۔ ذیل میں ایسے ہی چند سوال، ان کے جوابات کے ساتھ درج کئے جا رہے ہیں۔

ایک بندے نے سوال پوچھا کہ نماز میں سر پہ ٹوپی رکھنا کیسا ہے؟

جواب: حضرت شاہ صاحب نے فرمایا یہ سنت ہے اور نماز میں سر پہ ٹوپی رکھنا لازم ہے۔ تمام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے سر ڈھکے ہوتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی سر پہ ٹوپی رکھتے، کبھی عمامہ باندھتے۔

سوال: اس شخص نے پوچھا، سر پہ ہر وقت کپڑا رکھنا تو عربی لوگوں کا فیشن نہیں؟

جواب: فرمایا: یہ عربی لوگوں کا کلچر ہو تب بھی جب سنت آگئی تو بات بڑھ گئی۔ جیسے تمام مشرکین کی ڈاڑھی تھی لیکن بعد میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بن گئی۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

سوال: اس نے پوچھا اگر سر ڈھانپنا اتنا ہی ضروری ہے، تو پھر حج میں بھی اس کا حکم ہونا چاہئے تھا؟

جواب: فرمایا: حج میں تو ایک عاشقانہ ہیئت ہوتی ہے۔ اس وقت تو زینت کی ہر چیز اتروا کے مخصوص لباس پہنا کر فقیرانہ ہیئت میں بلایا جاتا ہے۔ ہر بات عقل پر نہیں لی جاتی، اب کئی باتیں ہیں جو ہمارے اہل حدیث حضرات صرف ضد میں کرتے ہیں، جیسے جہری جنازہ پڑھانا۔ افضل یہ ہے کہ سرّی جنازہ پڑھایا جائے۔

سوال: یہ جو اللہ ھو یا الا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، اس کا جواز کیا ہے' کیا اس کا ثبوت حدیث سے ملتا ہے؟

جواب: حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: قرآن وحدیث میں بعض باتیں اصول بیان فرمادیے گئے ہیں، مگر آگے اُمت نے خود طریقے ایجاد کئے اور ان کو بدعت نہیں کہا گیا۔ مثلاً قرآن میں فرمایا: یتلوا علیھم'' تو اس سے آگے تلاوت کیلئے قرآن کے رکوع بن گئے، پھر قرات کا طریقہ سبعہ معرضِ وجود میں آیا۔ اسی طرح حدیث کے تمام علوم۔ تو اس لئے تزکیہ کیلئے جو اصول بیان فرمایا: اس کے آگے طریقے صلحاء رحمۃ اللہ علیہم نے ایجاد کئے۔ پھر وقت کیساتھ ساتھ جن کا فائدہ پایا گیا، ان کو تسلیم کرلیا گیا۔ یہ طریقہ ذکر ان کا ہے، جن کی زندگیاں قرآن وسنت کے مطابق تھیں۔

سوال: کیا مجمع لگا کے ذکر کرنا جائز ہے؟

جواب: فرمایا: کوئی حرج نہیں' اگر تو دکانداری وغیرہ کی نیت سے ہو جو کہ آج کل خرافات ہیں تو پھر جائز نہیں۔ بہرحال ایسی خرافات دیکھ کر اصول پہ فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا۔

سوال: حدیث میں آتا ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لگا ہوا حلقہ ذکر دیکھ کر کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابھی تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کفن بھی میلا نہیں ہوا' یہ کیا بات ہے؟

جواب: فرمایا اس میں ضرور کوئی قرآن وسنت کے خلاف چیز دیکھی گئی ہوگی، اسی لئے منع کیا' ورنہ ذکر کیلئے بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ سائل: اختر رسول صاحب (سسٹم انجینئر)

facebook.com/Salfi.tasawuf

Privacy

قارئین! وہ واقعہ دراصل اس طرح ہے کہ کسی شخص نے مسجد میں چند لوگوں کو دیکھا کہ بیٹھ کر نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص بلند آواز سے بولا، سب مل کر 100 مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھو۔ پھر کہا، سب مل کر 100 مرتبہ سبحان اللہ پڑھو۔ اس طرح وہ اعلان کرتا اور لوگ سوچے سمجھے بغیر مل کر پڑھنا شروع ہو جاتے، حالانکہ یہ عمل سراسر خلاف سنت ہے اور اسی طرف حضرت شاہ صاحب سید محمد جنید غزنوی حفظہ اللہ کا اشارہ ہے۔ کیونکہ اذان اور تکبیر کے درمیان حدیث کی روشنی میں قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ پس اس وقت میں انفرادی طور پہ دعا کرنی چاہیئے یا مسجد میں شور کرنے کی بجائے اپنے انفرادی ذکر میں مشغول رہنا چاہیئے، تاکہ وہ قبولیت کا وقت کہیں ضائع نہ ہو جائے۔ مگر ان لوگوں کا یہ خلاف سنت عمل دیکھ کر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تو ابھی استعمال شدہ برتن بھی نہیں ٹوٹے اور تم نے یہ بدعت شروع کر دی ہے؟ بہتر تھا کہ تم اپنے اپنے گناہ شمار کرتے۔ یعنی اس قیمتی وقت میں بیٹھ کر انفرادی طور پہ استغفار میں مشغول رہنا تمہارے حق میں زیادہ بہتر تھا۔

مجالسِ ذکر کی احادیث میں فضیلت:

میرے محترم دوستو! اس حدیث کو بنیاد بنا کر اجتماعی ذکر پر بدعت کا فتویٰ لگا دیا جاتا ہے، حالانکہ مختلف احادیث میں ذکر کی مجالس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ یہاں صرف ایک حدیث بیان کر کے بات کو آگے بڑھاتے ہیں۔ سید جنید غزنوی صاحب کے والد مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "قربت کی راہیں" میں صحیح مسلم کی ایک حدیث نقل کی ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے سیاحت کرتے رہتے ہیں۔ جب ذکر کے حلقوں کے پاس پہنچتے ہیں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ بیٹھ جاؤ۔ جب یہ لوگ دعا مانگیں گے تو ہم اس پر آمین کہیں گے، اور جب یہ لوگ درود شریف پڑھیں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ مل کر درود شریف پڑھتے رہیں گے، حتیٰ

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

کہ یہ لوگ فارغ ہو جائیں۔ پھر ان میں سے ایک فرشتہ دوسروں کو کہتا ہے کہ کس قدر خوش نصیب ہیں یہ لوگ، جو بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں (صحیح مسلم، بحوالہ کتاب: قربت کی راہیں، ص 175 ملنے کا پتہ: مکتبہ دارالاندلس، مرکز القادسیہ اہل حدیث، چوک چوبرجی، لاہور) تو میرے دوستو! اس جیسی بے شمار احادیث مجلس ذکر کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں، جنہیں مدِنظر رکھتے ہوئے اجتماعی ذکر کی مجالس منعقد کروائی جاتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ تمام سلاسلِ تصوف میں کہیں بھی یہ طریقہ رائج نہیں، جس کو حدیث میں بدعت کہا گیا ہے، یعنی آج تک کسی بھی مرشد نے اپنے مریدین کو اس طرح ذکر نہیں کروایا کہ سب مل کر 100 مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھو۔

تمام صوفیاء صالحین متبع سنت تھے:

اور جیسا کہ حضرت شاہ صاحب سید جنید غزنوی حفظہ اللہ نے فرمایا کہ یہ طریقۂ ذکر ان صالحین کا ہے، جن کی زندگیاں قرآن وسنت کے عین مطابق تھیں۔ پچھلے صفحات پر مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بھی انہی معنوں میں گزرا ہے کہ صوفیاء حضرات یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت جنید بغدادی اور حضرت بایزید بسطامی وغیرہم رحمہم اللہ رحمۃً واسعہ سو فیصد توحید وسنت کی اتباع کرنے والے تھے۔ ان سلف صالحین کو ذکر کا یہ طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور علومِ دین کا سمندر ہونے کے باوجود انہیں یا ان کے ہم عصر فقہاء و محدثین کو اس طریقۂ ذکر میں کوئی قباحت کیوں محسوس نہ ہوئی؟ اس کا تفصیلی جواب پانے کیلئے بندہ کی 2600 صفحات پر مشتمل تالیف "علمائے اہل حدیث کا ذوقِ تصوف" کا مطالعہ فرمائیں، جس میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی بلند پایہ عظیم شخصیت کی اصل کتابوں کے عکس بھی شامل کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعے سے ان شاء اللہ ہر شخص کو تصوف کی اصطلاحات اور اس کے اسباق کی وجوہات سمجھ میں آجائیں گی (از: مرتب)

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

حدیثِ رسول ﷺ بیان کرنے والی زبان کا ادب:

حسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا" اگر میرے سنن سیکھنا ہوں، تو سنن ابی داؤد پڑھو"۔ ابو حاتم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ سنن ابی داؤد کے مصنف امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فقہ و علم اور حفظ و بزرگی میں اپنے زمانے کے امام تھے۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ، جن کا زہد و ورع میں بہت چرچا ہے، بھی انہی کے ہم عصر ہیں۔ ایک دن امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے اور فرمایا: ابوداؤد! میں ایک درخواست لے کر آیا ہوں، اگر مان جاؤ تو۔۔۔! امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر میرے بس میں ہوا تو ضرور مانوں گا۔ فرمایا: جس زبان سے تم حدیث رسول ﷺ بیان کرتے ہو، ذرا وہ دکھاؤ، تاکہ میں اس زبان پر عقیدت و محبت کا ایک بوسہ ثبت کر سکوں۔ انہوں نے زبان باہر نکال دی تو حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے سچ مچ آگے بڑھ کر اسے چوم لیا۔ اللہ اللہ، ان بزرگوں میں کتنی اخلاقی عظمت تھی اور ایک دوسرے کی خوبیوں کے اظہار میں وہ کس قدر دلیر تھے۔

(بحوالہ: ہفت روزہ الاعتصام 9 دسمبر 1949ء ص 2)

ادب اور حسنِ عمل صوفیاء سے سیکھیں:

قارئین! حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہت بڑے صوفی تھے، بلکہ کئی علمائے کرام رحمہم اللہ نے ان سے ادب اور اپنے پڑھے ہوئے علم پر عمل کرنا سیکھا۔ درج بالا مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ صوفیائے عظام رحمہم اللہ کے دل میں جس طرح توحید کا غلبہ ہوتا ہے، اسی طرح ان کی طبیعت پر سنت سے عشق بھی غالب ہوتا ہے۔ دراصل ہم نے اپنے اسلاف کے متعلق پڑھنا ہی چھوڑ دیا، نہیں تو بے شمار کتب میں واضح طور پر ان حضرات کا توحید و سنت پر عامل ہونا ثابت ہے۔ ہمارے اسلاف کا ہمیشہ یہی طرزِ عمل رہا ہے کہ دین کو کتابوں سے

facebook.com/Salfi.tasawuf

سیکھنے کے ساتھ ساتھ کامل شخصیات کے زندہ نمونوں سے حاصل کیا کرتے تھے، کیونکہ بیداری بخت از بختِ بیداراں شود پیدا۔ مثال کے طور پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خودنوشت سوانح حیات میں لکھا ہے کہ: میری باطنی تربیت اور آراستگی کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اور اس سلسلے کے ہر بزرگ نے اپنے شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے آداب سیکھے اور فیض حاصل کیا (بحوالہ کتاب: رسائل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد 1 ص 34 ناشر: مکتبہ انوارِ توحید دہلی)

کیا خانقاہوں کی طرح مدارس بھی بدعت ہیں؟

پس قارئین! یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں لوگ صوفیائے عظام رحمہم اللہ کی خانقاہوں میں جا کر اس لیے تزکیہ نفس کرواتے تھے تاکہ ہمیں بھی علم پر عمل کرنے اور مؤدب اور مہذب بن کر زندگی گزارنے کا سلیقہ آ جائے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب خانقاہیں نہیں ہوتی تھیں، تب تزکیہ نفس اور ادب کہاں سے حاصل ہوتا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک دور میں مسجد ہی سب کچھ ہوا کرتی تھی۔ مسجد میں ہی نمازیں اور جمعہ پڑھنے کا اہتمام ہوتا تھا، مسجد میں ہی جہاد کیلئے لشکر بھیجنے کی ترتیب بنائی جاتی تھی، مسجد میں ہی ریاست کی خیر و بھلائی کیلئے مشورے ہوتے تھے، مسجد میں ہی اصحابِ صفہ یعنی صوفیائے مدینہ کی تعلیم و تربیت کا انتظام ہوتا تھا، مسجد میں ہی جنگ کے قیدیوں کو لا کر ستون کے ساتھ باندھ دیا جاتا تھا، مسجد میں ہی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے فیصلے ہوا کرتے تھے۔ بعد میں جوں جوں زمانہ گزرتا گیا، جیلیں اور قید خانے الگ بنا دیے گئے، گورنر ہاؤس الگ بن گئے، فوجی کیمپ الگ بن گئے، دینی مدرسے الگ بن گئے اور ان سب شعبوں کی طرح باطنی تربیت کے واسطے خانقاہیں بھی الگ بن گئیں، جو آج بھی انہی تمام چیزوں کی طرح موجود ہیں۔ نہ ان تمام چیزوں کو بدعت کہا گیا اور نہ ہی خانقاہیں دین میں کوئی بدعت ہیں۔

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

5/26/22, 7:10 PM | با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

خانقاہی تربیت ہماری اشد ضرورت ہے:

ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تمام چیزوں کی طرح خانقاہوں کو بھی اپنی ضرورت سمجھا جائے اور وہاں سے تزکیۂ نفس کی دولت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آدابِ زندگی بھی سیکھے جائیں تاکہ ہمارا معاشرہ روحانیت اور امن کا مرکز بن جائے۔

عالمی مرکزِ روحانیت وامن کی ادنیٰ سی جھلک:

الحمدللہ موجودہ دور میں تسبیح خانہ" عالمی مرکز روحانیت و امن" سے بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں مخلوقِ خدا فیض یاب ہو رہی ہے۔ ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب درسِ روحانیت وامن میں ہزاروں خواتین وحضرات شرکت کر کے دنیا وآخرت کی خیریں اور برکتیں اپنے دامن میں سمیٹتے ہیں۔ اسی دوران پوری دنیا میں دوسو سے زائد ممالک میں موجود اردو سمجھنے والے اَن گِنت لوگ انٹرنیٹ کے ذریعے آن لائن درس سے مستفید ہو رہے ہوتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ اپنے فضل وکرم سے ان سب کے روحانی وجسمانی مسائل حل کر کے ان کی زندگی کو پُرسکون بنا رہا ہے (فالحمد للہ الذی بنعمتہٖ تتم الصالحات) چونکہ تسبیح خانہ میں ہر رنگ، ہر مسلک اور ہر علاقے کے لوگ حاضر ہونا سعادت سمجھتے ہیں، اس لیے کوئی بھی ایک دوسرے کو ترچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتا۔ نہ کسی کی نماز پر اعتراض کیا جاتا ہے اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے پر کسی قسم کا فتویٰ لگاتا ہے۔ بلکہ تسبیح خانے میں آکر ہر شخص ذہنی سکون اور مسلکی آزادی محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ

رب ہمارا، ہم رب کے　　　رب سب کا، سب رب کے

اس لیے سب ہمارے، ہم سب کے

تسبیح خانے کا نعرہ ہے۔ محض اللہ جل شانہٗ کی توفیق سے یہاں آنے والا ہر شخص اس رنگ میں رنگا جا رہا ہے کہ تمام مسلمان ایک رب اور ایک ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

facebook.com/Salfi.tasawuf

WWW.UBQARI.ORG

Privacy

ماننے والے ہیں اور بس۔ پھر جھگڑا کس بات کا؟ اور فساد کس چیز پر؟ باقی رہا دینی مسائل میں اختلاف، تو وہ قیامت تک یونہی چلتا رہے گا۔ جامعہ اشاعۃ التوحید والسنہ قلعہ میہاں سنگھ کے بانی مولانا غلام رسول قلعوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "پکی روٹی" میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی تجھ سے پوچھے کہ مذاہبِ برحق کتنے ہیں؟ تو تم کہو: چار۔ پہلا مذہب حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا، دوسرا مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا، تیسرا مذہب امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور چوتھا مذہب امامِ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا (دیکھیں کتاب: پکی روٹی یعنی مسائل فقہی صفحہ 2 ناشر: شیخ سراج الدین تاجر کتب اردو بازار لاہور) بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے ہم سے زیادہ عقلمند، ہم سے زیادہ دین پر عمل کرنے والے اور ہم سے زیادہ خدا کا خوف رکھنے والے ہمارے اکابرین واسلاف بھی دینی مسائل میں اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے مخالف نہیں تھے۔ ہم بھی اسی سوچ کے ساتھ زندگی گزاریں، اسی میں بھلائی ہے اور یہی مومنانہ زندگی گزارنے کا ادب ہے۔ آخر میں مولانا سید محمد ابوبکر غزنوی مرحوم کا پسندیدہ شعر پیش خدمت ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

(مفہوم) ہم اللہ جل شانہٗ سے کامل ادب کی بھیک مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب شخص اللہ جل شانہٗ کے فضل سے ہمیشہ محروم ہی رہتا ہے (از: مرتب)

اہل حدیث میں تصوف کی قدردانی

ہر دور کے علمائے اہلِ حدیث نے تصوف کو کتنا زیادہ سراہا اور اس کی کیسی قدردانی کی؟ اس کتاب میں ملیں گے آپ کو بیشتر دلائل اور سچے واقعات۔ ساتھ ہی حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں بیعت اور الہام کے ثبوت پر لکھی ہوئی ایک صدی پرانی کتاب کا مکمل عکس۔
سلفی حضرات کیلئے اسلاف کا چھوڑا ہوا نہایت قیمتی ورثہ (قیمت 400 روپے)

facebook.com/Salfi.tasawuf

5/26/22, 7:10 PM
با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

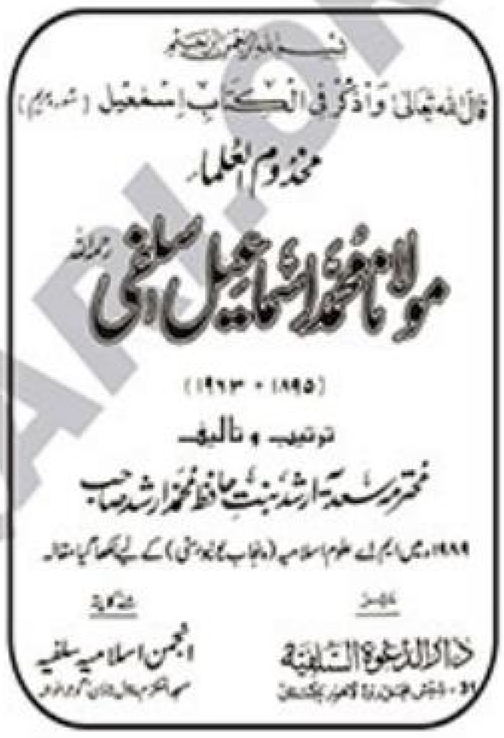

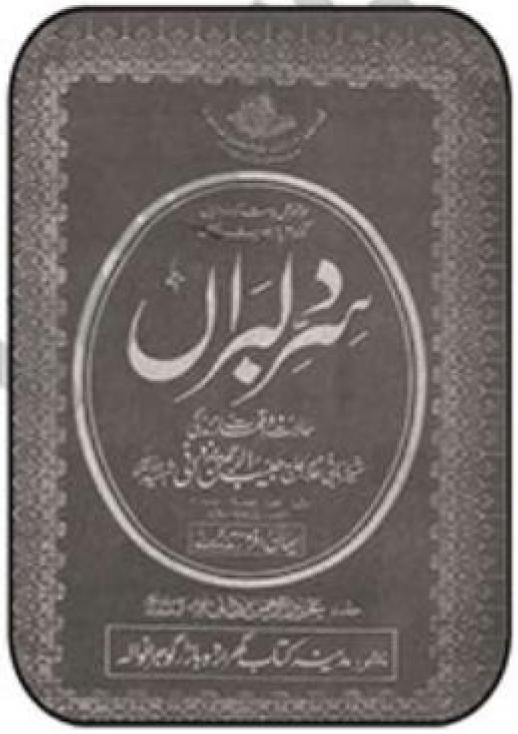

facebook.com/Salfi.tasawuf

https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___
268/273

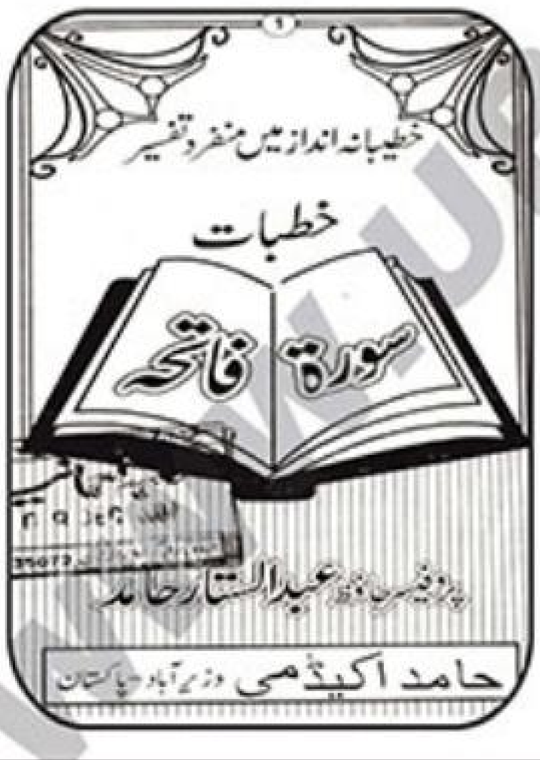

facebook.com/Salfi.tasawuf

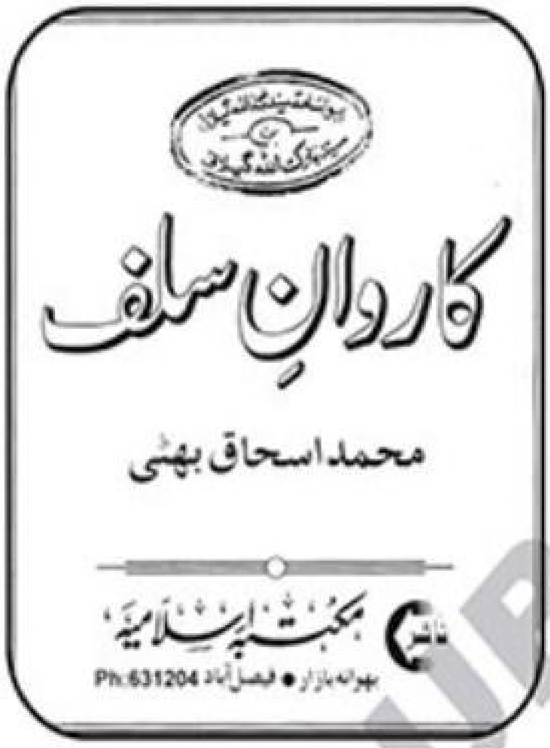

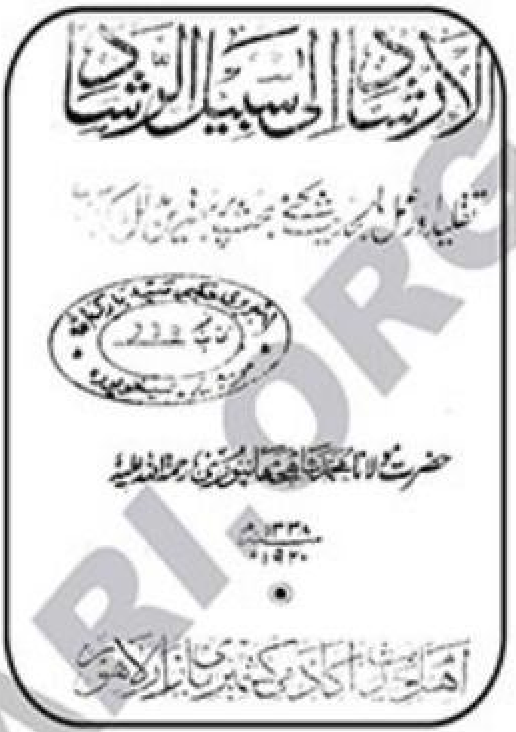

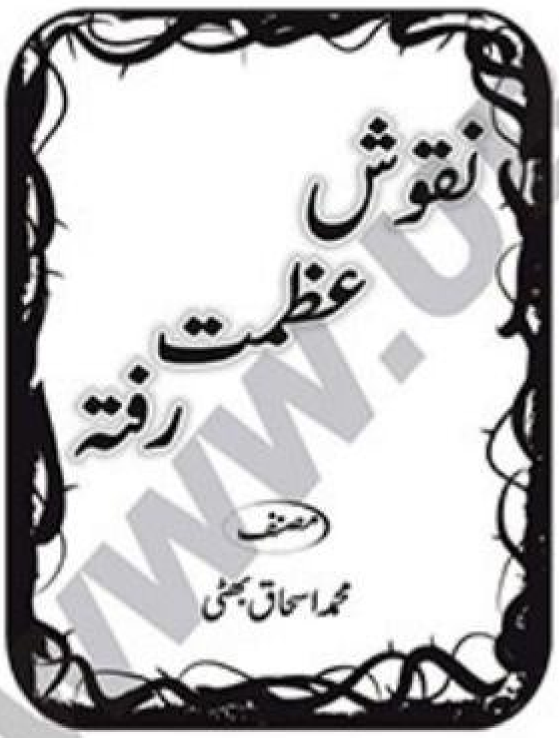

WWW.UBQARI.ORG
WWW.UBQARI.ORG

Privacy

5/26/22, 7:10 PM
با ادب اہل حدیث | Vebuka.com

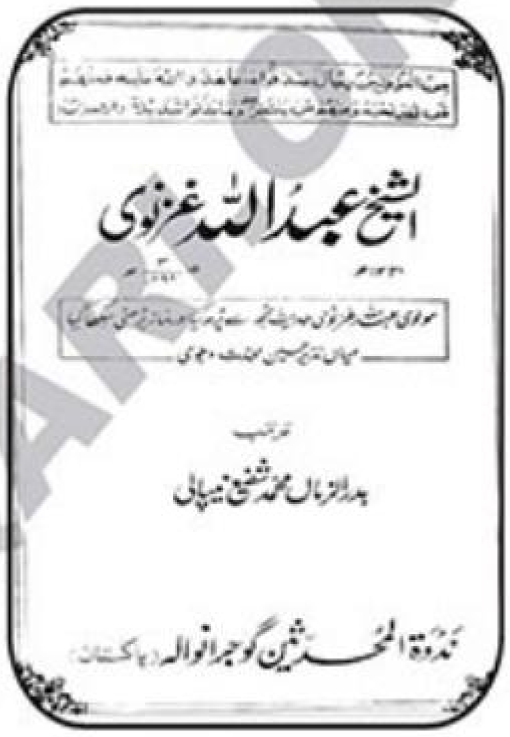

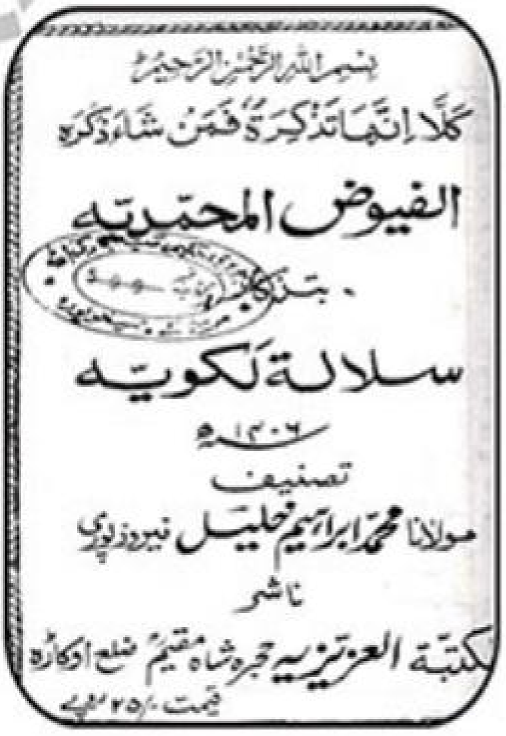

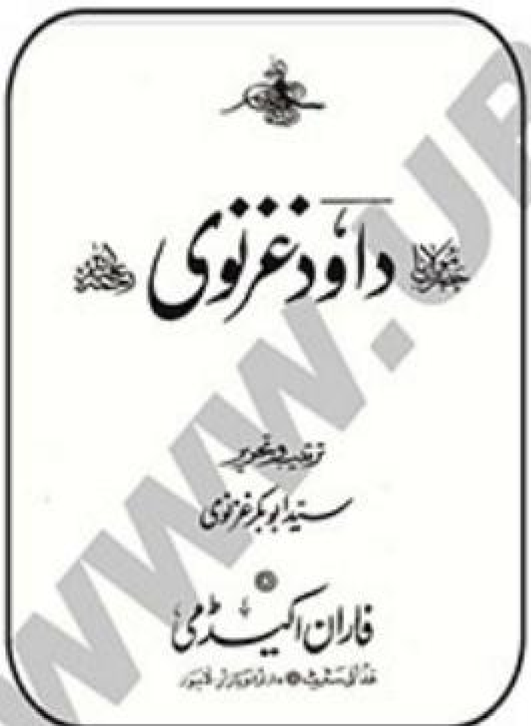

facebook.com/Salfi.tasawuf
https://vebuka.com/print/210215063249-ffe5bf832409469be5b774e92f195df2/___

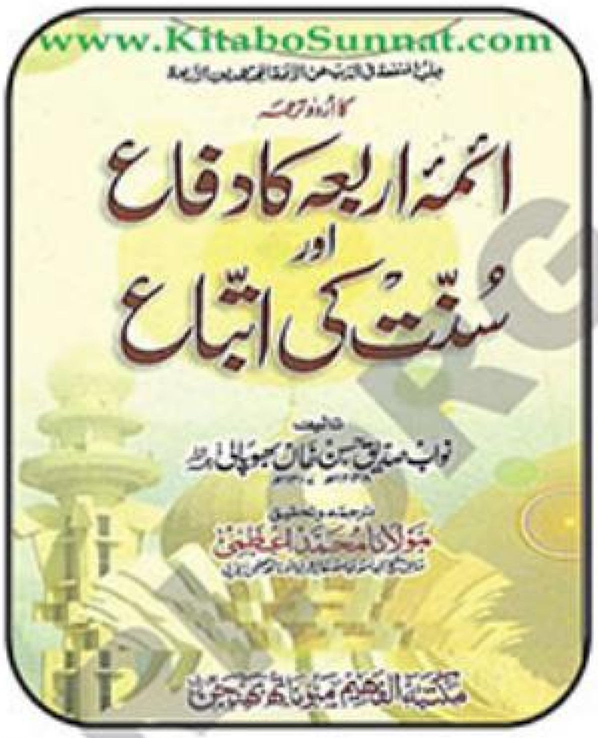

WWW.UBQARI.ORG
facebook.com/Salfi.tasawuf
Privacy

اندر کا غم، فکر اور احساس

2015ء میں مولانا محمد عثمان منیب حفظہ اللہ تعالیٰ (سینئر ریسرچ اسکالر مکتبہ دارالسلام 36 لوئر مال لاہور) نے جامع مسجد مینار والی اہل حدیث شرق پور میں ترجمہ قرآن کی کلاس پڑھاتے ہوئے نہایت رقت آمیز واقعہ سنایا۔ فرمانے لگے کہ پچھلے دنوں جامعہ السلفیہ فیصل آباد میں ایک بزرگ مدرس کی وفات ہوئی، جو وہاں کی ایک مقامی مسجد میں پچھلے بیس سالوں سے جمعہ پڑھا رہے تھے۔ چونکہ ان کے بیوی بچے بھی انہی کے ساتھ مسجد کی طرف سے ملی ہوئی رہائش میں مقیم تھے۔ لہٰذا ان کا جنازہ پڑھانے کے بعد ان کے رشتہ داروں نے اصرار کیا کہ ہم مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی میت کو اپنے آبائی گاؤں میں لے کر جانا چاہتے ہیں۔ مسجد کی انتظامیہ نے کہا: ٹھیک ہے! جیسے آپ کو مناسب لگتا ہے، کر لیں۔ لیکن اگلے ہی لمحے انتظامیہ کمیٹی میں سے ایک صاحب کہنے لگے: جس ٹرک پر مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی میت لے جانے لگے ہیں، اسی ٹرک پر ان کے بیوی بچوں سمیت ان کے گھر کا سامان بھی لادلیں اور مسجد کی رہائش خالی کر دیں۔ کچھ لوگوں نے کہا: خدا کا خوف کریں، ابھی تو ان کی میت سامنے پڑی ہوئی ہے، انہوں نے بیس برس ہمیں قرآن وسنت کی تبلیغ کی ہے، آپ چند دن تو صبر کریں۔ جب ان کی اہلیہ کی عدت پوری ہو جائے گی، تب تک ان کے رشتہ دار کہیں اور انتظام کر لیں گے۔ وہ صاحب کہنے لگے "نہیں جی! ہم نے کسی اور مولوی کا انتظام بھی تو کرنا ہے۔ بہتر ہے آپ رہائش خالی کر دیں۔ یہ ناقدری دیکھ کر بقیۃ السلف حضرت حافظ محمد شریف حفظہ اللہ تعالیٰ (مدیر مرکز التربیہ الاسلامیہ، فیصل آباد) نے سوچا: ہوسکتا ہے کہ کل کو میرے مدرسے کی انتظامیہ کی طرف سے بھی یہی سلوک کیا جائے۔ لہٰذا انہوں نے فوراً کسی بااعتماد ساتھی سے قرض حسنہ لے کر اپنا الگ مکان تعمیر کروایا اور حفظِ ما تقدم کے طور پر اپنے اہل وعیال کو اس میں منتقل کر لیا۔ قارئین! یقین کریں کہ موجودہ دور میں تیزی سے پھیلنے والی علمائے اہل حدیث کی ایسی ناقدری دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اسی روش کی اصلاح کی خاطر کتابی صورت میں اندر کا غم آپ کے پیش خدمت ہے: گر قبول افتد زہے عز وشرف (از: مرتب)

facebook.com/Salfi.tasawuf